نبوتِ مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ
سید الانبیاء ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے پر ایک بے مثال تحقیق
پروفیسر محمد عرفان قادری
ناشر
فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

نبوّتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن ہر لحظہ

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی نبی ہونے پر ایک بے مثال تحقیق

(حصہ دوم)

پروفیسر محمد عرفان قادری

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرا، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

الطبع الاوّل : ربیع الثانی 1434ھ/اپریل 2013ء
مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
قیمت : /- روپے

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۳۱۲۱۷۳۔۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۲۲۴۸۹۹
ای میل: info@faridbookstall.com
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

Farid Book Stall
Phone No:092-42-37312173-37123435
Fax No.092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فہرس

نبوتِ مصطفیٰ...... ہر آن ہر لحظہ (جلد دوم)

الاھداء

بندۂ ناچیز اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو سید الانبیاء،

قائد المرسلین، خاتم الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین سیدنا احمد مجتبیٰ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی بارگاہ مقدس ومنور ومعطر ومطہر میں انتہائی عقیدت واحترام اور عجز وانکسار کے ساتھ ہدیہ کرتا ہے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کا ایک ادنیٰ غلام

محمد عرفان بٹ قادری عفاعنہ ربہ القوی

طالب شفاعت وعنایت ومغفرت وبرکت ورحمت ہے۔
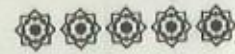
الانتساب

میں اپنی اس تالیف کو اپنے شیخ طریقت شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت علامہ ابومحمد، محمد عبدالرشید سمندری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

اپنے والد گرامی ووالدہ ماجدہ دامت برکاتہما العالیہ

کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی محبتوں، شفقتوں، عنایتوں اور دُعاؤں کے سائے میں ہی اس بندہ ناچیز کو مطالعہ وتحقیق وتحریر کا ذوق نصیب ہوا۔

فتوی دارالافتاء اہل سنت

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا حضور ﷺ چالیس سال سے پہلے نبی تھے؟ (سائل: محمد عرفان قادری، مرکز الاولیاء لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

حضور نبی کریم ﷺ چالیس سال سے پہلے بھی مقام نبوت پر فائز تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''قالوا یا رسول اللہ ﷺ متی وجبت لك النبوۃ، قال: وآدم بین الروح والجسد'' (ترجمہ:) صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ کے لیے نبوت کا ثبوت کب ہوا؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (جامع ترمذی، ج ۲، ص ۶۷۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شرح فقہ اکبر میں ہے: ''فی قولہ تعالیٰ ﴿ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین﴾ ایماء الی ماورد فی بعض احادیث الاسراء ''جعلتك اوّل النبیین خلقًا

وآخرهم بعثا" كما رواه البزار من حديث ابي هريرة رضي الله عنه. قال الامام فخر الدين الرازي: الحق ان محمداﷺ قبل الرسالة ما كان على شرع نبي من الانبياء عليهم الصلوة والسلام' وهو المختار عند المحققين من الحنفية' لانه لم يكن من امة نبي قط لكنه كان في مقام النبوة قبل الرسالة' وكان يعمل بما هو الحق الذي ظهر عليه في مقام نبوته بالوحي الخفي والكشوف الصادقة من شريعة ابراهيم عليه الصلوة والسلام وغيرها' كذا نقله القونوي في شرح عمدة النسفي' وفيه دلالة على ان نبوته لم تكن منحصرة فيما بعد الاربعين كما قال جماعة' بل اشارة الى انه من يوم ولادته متصف بنعت نبوته بل يدل حديث: كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد' على انه متصف بوصف نبوة في عالم الارواح"

(ترجمہ:) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان {ولكن رسول الله وخاتم النبيين} کے اندر اس طرف اشارہ ہے جو بعض احادیث اسرا میں وارد ہوا کہ "میں نے آپ کو خلق کے اعتبار سے پہلا نبی بنایا اور بعثت کے اعتبار سے آخری نبی" اس حدیث کو بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام رازی نے کہا: حق یہ ہے کہ سیّدنا محمد ﷺ رسالت سے پہلے کسی نبی کی شریعت پر نہ تھے' محققین حنفیہ کے نزدیک یہی مختار ہے' کیوں کہ آپ ﷺ کبھی بھی کسی بھی نبی کے اُمتی نہ تھے' مگر آپ رسالت سے پہلے مقامِ نبوت پر فائز تھے' اس مقام پر وحی باطنی اور کشف صادق کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت سے جو حق آپ پر ظاہر ہوا' اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔ قونوی نے شرح عمدۃ النسفی میں ایسا ہی نقل کیا ہے۔ اس میں اس حقیقت پر بھی دلیل ہے کہ آپ کی نبوت صرف چالیس سال کے بعد پر منحصر نہیں' جیسا کہ ایک جماعت نے کہا'

بل کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ روز پیدائش ہی سے وصفِ نبوت سے متصف تھے۔ بل کہ یہ حدیث "كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ عالم ارواح میں بھی وصفِ نبوت کے ساتھ متصف تھے۔

(شرح فقہ اکبر لملا علی قاری' ص ۶۰' قدیمی کتب خانہ کراچی)

درمختار کی اس عبارت:

"هل كان قبل البعثة متعبدا بشرع احد؟ المختار عندنا لا' بل كان يعمل بما ظهر له من الكشف الصادق من شريعة ابراهيم وغيره" کے تحت خاتم المحققین ابن عابدین' علامہ امین شامی علیہ الرحمہ نے لکھا: "(المختار عندنا لنا) نسبه في التقرير الاكملي الى محققي اصحابنا قال: لانه عليه السلام قبل الرسالة في مقام النبوة لم يكن من امة نبي قط الخ' وعزاه في النهر ايضا الى الجمهور"۔ (ردالمحتار ج ۲' ص ۱۳' دارالکتب العلمیہ' بیروت)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "(زید کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ) چالیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر سرفراز ہوئے' اگر اس کا مطلب یہ ہے تو صحیح ہے کہ چالیس سال کی عمر میں تبلیغ کا حکم ہوا تو حضور نے اعلانِ نبوت فرمایا اور اگر یہ مطلب ہے کہ چالیس سال کی عمر سے پہلے وہ نبی نہیں تھے اور اس سے پہلے کی زندگی نبوی زندگی نہ تھی تو غلط ہے"۔ (فتاویٰ فیض الرسول حصہ اول' ص ۱۳' شبیر برادرز لاہور)

واللہ اعلم ورسولہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

کتبہ:

محمد ہاشم خان العطاری المدنی

۳۰ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ/ ۴ فروری ۲۰۱۱ء

تقریظ مبارک

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا محمد شریف رضوی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ سراجیہ، بھکر۔ خطیب سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد

الحمد للّٰہ رب العالمین.

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین. اما بعد!

جناب محترم پروفیسر محمد عرفان قادری صاحب کی تحریر کردہ ''نبوت مصطفی ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' کتاب میں آپ نے دلائل قاہرہ سے جس مؤقف کو جمہور اکابر اہل سنت و جماعت کی تحقیقات کی روشنی میں بیان فرمایا ہے، فقیر راقم الحروف جناب پروفیسر صاحب کے مؤقف کی پرزور تائید کرتا ہے اور اسی کو صحیح اور حق سمجھتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مؤلفِ ''تحقیقات'' نے جو زبان اکابر اہل سنت اور محققین کے خلاف استعمال کی ہے یہ ان کے شایانِ شان نہ تھی، اس سے ان کی کم ظرفی کا اظہار ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے پر علمائے اہل سنت کی تحقیقات کو ملاحظہ کیا جائے، مثلاً حضرت علامہ محمد اسماعیل حقی صاحب روح البیان، علامہ عبدالوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر، علامہ یوسف نبہانی، شیخ محقق، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمہم اللہ

تعالیٰ ایسے بزرگوں نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ولادت کے وقت سے نبوت کے ساتھ متصف کہا ہے۔

کیا مؤلفِ تحقیقات کے نزدیک یہ اکابر کم علم اور استعارات وکنایات وحقیقت و مجاز کے سمجھنے سے قاصر تھے اور ان کا مطالعہ کتب دینیہ مؤلفِ تحقیقات سے کم تھا اور کیا یہ کتب دینیہ کے مطالعہ سے تہی دامن اور اناڑی تھے۔ اختلافِ رائے اپنی جگہ مگر اکابر کا ادب واحترام ہر حالت میں ضروری ہے۔ ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ کے جواب میں محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے تحریر فرمایا: ''لا بل الا ظهر انه ﷺ كان نبيا في عالم الارواح كما صرح في الحديث متى وجبت لك النبوة يا رسول الله قال ﷺ وادم بين الروح والجسد من رواية الترمذى بل الا ظهر انه ﷺ كان نبيا بعد الولادة وقبل الولادة من عالم الارواح ولكن ظهر نبوته ورسالته عند الناس بعد البعثة بعد الاربعين والتحقيق عند المحققين انه ﷺ كان معصوما في الاحوال كله ظاهره وباطنه قبل البعثة وبعد البعثة''۔ (علی حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح، ابواب الاضحیہ، ص ۱۲۸)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نیز صاحب روح البیان نے تحریر فرمایا:

''اما الفضيلة العظمى والاية الكبرى ان الله تعالى اكرم سيّد المرسلين عليه وعليهم الصلوٰة والسلام في الصباوة بالسجدة عند الولادة بانه رسول الله وشرح الصدر وختم النبوة وخدمة الملائكة والحور عند الولادة واكرم بالنبوة في عالم الارواح قبل الولادة والصباوة وكفى بذلك اختصاصا وتفضيلا''۔

میں ان علما سے جنھوں نے ''تحقیقات'' پر تقاریظ لکھی ہیں' مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ جس طرح انھوں نے تحقیقات نامی کتاب کا مطالعہ کیا ہے' اسی طرح جناب پروفیسر محمد عرفان قادری صاحب کی تحریر کردہ تحقیقی عبارات اور نقل کردہ براہین کا مطالعہ فرمائیں اور فیصلہ کریں اور اپنی تقاریظ پر نظر ثانی فرمائیں۔

مؤلف تحقیقات نے یہ بحث چھیڑ کر اُمت پر کوئی احسان نہیں کیا' بل کہ ان کی کتاب انتشار اور اختلاف کا باعث بنی' اس مسئلہ کو اس شدومد کے ساتھ بیان کرنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی۔

بہ قول علامہ حقی علیہ الرحمۃ ولادت سے پہلے آنحضرت ﷺ کا نبوت کے ساتھ متصف ہونا' حضور ﷺ کی خصوصیات سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کا انکار تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات کا انکار سمجھا جائے گا۔ فقیر کا عقیدہ یہ ہے کہ حقیقت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام جہاں جہاں جلوہ گر رہی' متصف بالنبوۃ رہی۔

فقیر محمد شریف رضوی غفرلہٗ

۱۰ ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ

❁❁❁❁❁

تقریظ جلیل

شیخ الحدیث جامع المعقول والمنقول

حضرت علامہ سید محمد عرفان مشہدی زید مجدہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولانا پروفیسر محمد عرفان رضوی زید مجدہٗ کی تصنیف ''نبوت مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' موصول ہوئی' کتاب کے عنوانات ومشمولات چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھنے کا موقع ملا۔ کتاب اپنے مضمون کے اعتبار سے بہت عمدہ پر از معلومات ہے' اس دور میں کچھ مذبذبین عوام میں نئی نئی آرا کی اشاعت کر کے فتنہ کھڑا کر رہے ہیں۔ پروفیسر محمد عرفان رضوی صاحب نے ایسے فتنہ پرور لوگوں کی خوب خبر لی ہے' اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ان کی اس کاوش کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے! اور اس کتاب کے نفع تام سے عوام وخواص کو راہ حق کی پہچان میں آسانی پیدا فرمائے۔ آمین!

راقم

الراجی الی رحمۃ ربہ المنان

محمد عرفان غفرلہٗ الرحمٰن الی یوم المیزان

دارالعرفان' 165-E سبزہ زار' لاہور

24-01-2011

تقریظ لطیف

محقق العصر فاضل جلیل حضرت علامہ پروفیسر مفتی محمد انوار حنفی قدس سرہ الکریم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم. اما بعد!

ہمارا دور بہت پرفتن ہے' ہر روز نئے نئے فرقے' عقائد و نظریات اور فتنے منصۂ شہود پر آ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل سے اہل حق اُن باطل نظریات و افکار کا رد بلیغ کرتے آ رہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

ان نئے افکار میں ایک یہ فکر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو چالیس برس کی عمر مبارکہ کے بعد تاجِ نبوت سے سرفراز فرمایا لیکن اس نظر و فکر کا قبلہ درست نہیں ہے۔ کلام مجید فرقانِ حمید میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو ''ھو الاوّل'' فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی اوّلیت ہر ہر کمال میں ہے اور نبوت بھی اعلیٰ کمال ہے۔ لہٰذا اسی میں آپ ﷺ کی اوّلیت تمام انبیاء کرام سے ہوگی' جناب سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے پنگوڑے میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا' تو یہ کمال جنابِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے کہ آپ بچپن میں نبی ہیں' خود نبی پاک ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا گیا: ''متی وجبت لك

النبوة قال و آدم بین الروح والجسد'' کہ آپ کے لیے نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اس حدیث پاک نے اس نئے نظریے کا رد بلیغ کر دیا' اب کوئی کتنی تاویلات کرے اس کی اس فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔

فاضل اجل' عالم بے بدل' محقق لاثانی' جناب محترم پروفیسر محمد عرفان بٹ صاحب نے اس سلسلہ میں ''نبوت مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' نامی کتاب لکھ کر دلائل و براہین قاطعہ کے ساتھ اس مسئلہ کو ثابت کیا اور اس مسئلہ کے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دے کر ایک اہم ترین دینی ذمہ داری پوری فرما کر اہل سنت و جماعت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم پروفیسر صاحب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ان کے لیے ذخیرۂ آخرت فرمائے۔ آمین!

پروفیسر محمد انوار حنفی

کوٹ رادھا کشن' ضلع قصور

09-02-2011

تقریظ منیر

مناظر اجل، محقق بے بدل حضرت علامہ محمد کاشف اقبال مدنی زید مجدہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد!

ہمارے آقا و مولیٰ، نورِ مجسم، شفیع معظم، جانِ کائنات، باعث تخلیق کائنات، امام الانبیا والمرسلین، خاتم النبیین کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے بڑی عظمت وشان سے نوازا اور تمام کمالات وخصائص کا منبع بنا کر دنیا میں بھیجا۔

آپ ﷺ کے نور مبارک کو بھی تمام مخلوقات میں تخلیق کے اعتبار سے بھی اوّلیت حاصل ہے، پھر آپ ﷺ کو منصب و تاجِ نبوت سے بھی اس وقت نواز دیا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے، ہاں بعثت وشریعت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو باقی انبیا ورسل کے بعد مبعوث فرمایا، آپ ﷺ کے سب سے پہلے نبی ہونے پر بے شمار دلائل و براہین موجود ہیں۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ، حضرت سیدنا ابن عباس، حضرت سیدنا میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہم

نے عرض کیا: ”متی وجبت لك النبوۃ“ آپ ﷺ کب سے نبی ہیں؟ حضرت عمر بن خطاب اور ایک صحابی رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: ”متی جعلت نبیا“ آپ ﷺ کو کب نبی بنایا گیا؟ اسی مفہوم کے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان میں تھے میں اس وقت بھی نبی تھا۔

الفاظ اور راویوں کے اختلاف کے ساتھ ان روایات کے حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں:

جامع ترمذی، ج:۲، ص:۲۰۱، مسند امام احمد، ج:۴، ص:۵۳۴، مستدرک للحاکم، ج:۳، ص:۲۱۰، مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۸، ص:۴۳۸، الشریعۃ، ص:۴۱۶، المعجم الکبیر للطبرانی، ج:۱۲، ص:۱۱۹_۹۲، ج:۲۰، ص:۳۵۳، المعجم الاوسط للطبرانی، ج:۴، ص:۲۷۲، دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:۲، ص:۱۳۰، دلائل النبوۃ لابی نعیم، ج:۱، ص:۴۸، حلیۃ الاولیاء، ج:۹، ص:۵۹، التاریخ الکبیر للبخاری، ج:۷، ص:۱۳۰، الوفاء، ج:۱، ص:۳۳، السنۃ للخلال، ج:۱، ص:۱۸۸، السنۃ لابن ابی عاصم، ج:۱، ص:۱۷۹، السنۃ لعبد اللہ بن احمد، ج:۲، ص:۳۹۸، الاحاد والمثانی، ج:۵، ص:۳۴۷، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج:۱، ص:۱۴۸، ج:۷، ص:۶۰، الاحادیث المختارۃ، ج:۹، ص:۳_۴۲، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، ج:۲۶، ص۳۸۲، ج:۴۵، ص:۹_۴۸۸، مجمع الزوائد، ج:۸، ص:۲۲۳، کتاب الثقات لابن حبان، ج:۱، ص:۴۷، تاریخ بغداد، ج:۳، ص:۷۰، معجم الصحابۃ لابن قانع، ج:۲، ص:۱۲۷، الاصابہ، ج:۶، ص۴۳۹، کنز العمال، ج:۱۱، ص:۱۸۴، الطبقات لابن خیاط، ج:۱، ص:۵۹، الخصائص الکبریٰ، ج:۱، ص:۸_۷، مواہب اللدنیہ، ج:۱، ص:۶۰، المورد الروی، ص:۳۵، الاستیعاب، ج:۴، ص:۱۴۸۸، الاکمال، ج:۱،

ص:۴۲۸' سیر اعلام النبلاء' ج:۷' ص:۳۸۴' مسند الفردوس' ج:۳' ص:۲۸۴' تعجیل المنفعۃ' ج:۱' ص:۵۴۶' تاریخ جرجان' ج:۱' ص:۳۹۲' معتصر المختصر' ج:۱' ص:۱۰' تہذیب التہذیب' ج:۵' ص:۱۶۹' الحاوی للفتاوی' ج:۲' ص:۱۰۰' البدایہ والنہایہ' ج:۲' ص:۳۰۷' مشکوۃ المصابیح' ص:۵۱۳' مصابیح السنۃ' ج:۴' ص:۳۸۔

اس کے علاوہ بے شمار دلائل و براہین حضور اکرم ﷺ کے پیدائشی نبی بل کہ سب سے پہلے نبی ہونے کے موجود ہیں' اکابرین اُمت کی بے شمار عبارات اس مؤقف پر شاہد ہیں' مگر بد قسمتی سے دورِ حاضر میں اس مؤقف سے اعتزالی نظریہ شد و مد سے پیش کیا گیا' تذبذب میں عامۃ الناس کو مبتلا کرنے کے لیے طرح طرح کے حربے بھی استعمال کیے گئے' اونچی دکان سے لوگ متاثر ہونے لگے' مگر یہ نہ سمجھ پائے کہ ایک محاورہ اُونچی دکان پھیکا پکوان' بھی موجود ہے' خدا بھلا کرے برادر مکرم فاضل جلیل مولانا محمد عرفان بٹ صاحب زید مجدہٗ کا! جنھوں نے بروقت اس کا نوٹس لیتے ہوئے جمہور اہل سنت کا مؤقف کتاب و سنت کے دلائل و براہین کے ساتھ بڑی متانت اور سنجیدگی سے ''نبوت مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' کے گلدستہ کی شکل میں اس موضوع پر لکھی جانے والی دیگر کتب سے قبل پیش فرمایا۔

اس پرفتن دور میں بدعقیدگی کے طوفان زوروں پر ہیں' پھر صلح کلیت کی لعنت میں کئی لوگ گرفتار ہو چکے ہیں' اے کاش! جمہور اہل سنت سے اعتزالی نظریات پیش کرنے والے حضرات کم از کم اس حساس وقت میں تو اپنی توانائیاں اہل سنت کے دفاع اور اغیار کے حملوں کے جواب میں صرف کرتے۔ برادرم مولانا محمد عرفان بٹ صاحب زید مجدہٗ نے نہایت متانت سے اپنے مؤقف پر دلائل پیش کر کے دعوت فکر پیش کی ہے' مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے اسے قبول فرما کر ان کو جزائے خیر دے! اور

ہم سب کو مذہب حق اہل سنت و جماعت پر قائم و دائم فرمائے! اور دورِ حاضر کے ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائے!

آمین! بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم!

تقریظ متین

شیخ الحدیث مفتی محمد شفیق نقش بندی زید مجدہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم.

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایمانیات کی ایک اہم بنیاد عقیدہ رسالت ہے اور عقیدہ رسالت کا ایک اہم تقاضہ یہ ہے کہ امتی اپنے نبی کے ہر فرمان کی کماحقہ اتباع واطاعت کرے۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی شان کے مطابق آپ ﷺ کی نبوت کا وجوب وثبوت تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف ہے:

(۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قالوا یا رسول اللہ متی وجبت لك النبوۃ قال وآدم بین الروح والجسد.

(۲) عن العرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ.....الخ

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ اس پر شاہد ہیں کہ حضور ﷺ کا نبی ہونا تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل ہے۔ جمہور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے اور الحمد للہ! ہم بھی اسی عقیدہ پر

قائم ہیں۔

کچھ عرصہ قبل حضرت استاذ الاساتذہ سفیر اہل سنت علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب کی کتاب ''تحقیقات'' منظر پر آئی' جس میں حضرت نے یہ مؤقف اختیار فرمایا کہ ''حضور ﷺ معاذ اللہ اعلان نبوت سے پہلے کے زمانہ میں نبی نہ تھے۔ تو عوام اور علماء اہل سنت میں بے چینی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی کہ حضرت نے جمہور اُمت کے مؤقف سے ہٹ کر یہ مؤقف کیوں اختیار کیا۔ لہٰذا اس بے چینی کے نتیجہ میں پروفیسر محمد عرفان قادری صاحب کی کتاب ''نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ'' سب سے پہلے منظر پر آئی۔

ناچیز کو حضرت پروفیسر صاحب کی کتاب پڑھنے کا موقع ملا۔ جناب پروفیسر صاحب نے انتہائی مدلل انداز میں اپنے مؤقف کو بیان فرمایا ہے' جس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت پروفیسر نے اپنے مؤقف کے ثبوت میں قرآن وحدیث کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ متقدمین ومتاخرین' فقہا' مفسرین' متکلمین اور علماء لغت کے نظریات کو بہ طور استشہاد پیش فرما کر اپنی تحقیق کو چار چاند لگا دیئے ہیں اور جناب استاذ الاساتذہ علامہ محمد اشرف سیالوی کی کتاب ''تحقیقات'' کا مدلل جواب لکھ کر اہل اسلام کے دلوں میں پائی جانے والی بے چینی کو دور کر دیا ہے۔ بہ ہر حال اس کوشش میں جناب پروفیسر محمد عرفان قادری کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں' یہ فیصلہ ہر قاری کتاب پڑھنے کے بعد کر سکتا ہے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ کریم اس کتاب کو قبولِ عامہ نصیب فرمائے اور اُمت کو نئے نئے فتنوں سے بچائے۔ آمین!

محررہ: حافظ محمد شفیق نقش بندی

فاضل (درس نظامی) جامعہ نعیمیہ، المتخصص فی الفقہ الاسلامی

استاذ الفقہ والحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ، لاہور

21 اکتوبر 2012ء / Cell: 0301-4911912

تبصرہ

نبوتِ مصطفیٰ...... ہر آن ہر لحظہ

ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کے نور کو تخلیق کیا اور آپ کو نبوت و رسالت کے وصف سے متصف فرمایا۔ بعض عاقبت نااندیش اپنے زعم ''علم'' میں گمراہ کن نظریات کو فروغ دیتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ حضور ﷺ کو چالیس سال کے بعد نبوت ملی۔ پروفیسر محمد عرفان قادری لائق صد تبریک ہیں کہ انہوں نے اس فتنہ کے سدِ باب کے لیے نہایت عمدہ اسلوب میں زیر نظر کتاب تحریر کر کے مصطفیٰ کریم ﷺ کی غلامی کا حق ادا کیا ہے۔

آقا کریم ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے پر یہ بے مثال تحقیقی کتاب شائع کرنے کا اعزاز فرید بک سٹال، لاہور نے حاصل کیا ہے۔ یہ ادارہ پہلے بھی متعدد وقیع اور قابل قدر کتب شائع کر کے اپنا نام پیدا کر چکا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اہل علم کے حلقہ میں بنظر استحسان دیکھی جائے گی۔ (ماہنامہ نور الحبیب، بصیر پور، جنوری ۲۰۱۱ء)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم. اما بعد!

سرور دین لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطاں سیدا کب تک دباتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

قبل از بعثت نبی کریم ﷺ کی نبوت کے اثبات اور تحقیقات کے مختصر مگر جامع جواب پر مبنی اوّلین کتاب جو منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی' وہ الحمدللہ! ''نبوتِ مصطفےٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' تھی' جس میں نہایت متین انداز میں مسئلہ مجوثہ پر روشنی ڈالی گئی۔ اختصار وایجاز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں چند ایسے اصولی نکات پیش کیے گئے' جن کو اگر ملحوظ خاطر رکھا جائے تو فریق مخالف کے پیش کردہ تقریباً تمام سوالات کے جوابات مل سکتے ہیں۔ کتاب ''نبوتِ مصطفیٰ ﷺ'' ابھی زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئی تھی کہ محترم المقام سیّد سلمان اعجاز صاحب نے راقم الحروف کو بخاری شریف کی انگریزی زبان میں ترجمانی کی

پیش کش کی' جسے بندۂ ناتواں نے قبول کیا' اور اللہ جل جلالہٗ پر توکل کرتے ہوئے اس عظیم و بابرکت کام کا آغاز کر دیا۔ بعد ازاں تحقیقات مع اضافہ جات دوبارہ شائع ہوئی' نیز شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی صاحب کے مؤقف کے حامی چند افراد نے تحقیقات کے جواب میں لکھی گئی تحاریر و کتب کے رد میں دو تین رسائل شائع کیے' جن میں انھوں نے حضرت کے مؤقف کی بھرپور حمایت کی' نیز یہ ثابت کرنے کی کوشش کی' اکابرین اہل سنت کا بھی یہی مؤقف ہے جو شیخ الحدیث صاحب نے بیان کیا ہے۔ راقم الحروف نے اس موضوع پر مزید دلائل اکٹھے کیے اور غیر ضروری ابحاث کو ترک کرتے ہوئے فریق مخالف کی طرف سے کیے گئے بنیادی اعتراضات کے جوابات لکھ دیئے' لیکن شب و روز کی مصروفیات کے باعث چاہتے ہوئے بھی' نیز دوست و احباب کے اصرار کے باوجود اتنا وقت نہ نکال سکا کہ اس مسودہ کو ترتیب دے سکوں۔ اب بخاری شریف کی ترجمانی کے بعد اور مسلم شریف کی انگریزی میں ترجمانی سے قبل میں نے ارادہ کیا ہے کہ محض اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر چند مزید معروضات ہدیہ قارئین کروں' تاکہ اس مسئلہ کے متعلق الجھاؤ کے بجائے سلجھاؤ پیدا ہو سکے' لہٰذا یہ کتاب ''نبوتِ مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' کے حصہ دوم کی صورت میں آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔
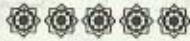
محرکاتِ تحریر

ہماری اس تحریر کے محرکات درج ذیل ہیں:

(۱) شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی کا اپنے ہی قائم کردہ حکم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنا۔

(۲) شیخ الحدیث پیر محمد چشتی کی طرف سے بیان کردہ دھاندلیوں' رسہ کشیوں اور سینہ زوریوں سے کتاب ''نبوت مصطفی ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' کی برأت و ہماری وضاحتیں۔

(۳) شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی کی کتاب ''تحقیقات'' کے متعلق تاثرات دینے والے چند علما اور آپ کے آٹھ (۸) ورقی رسالہ کے مدیر کے تحکمات و تعلیمات و ہرزہ سرائی کا مختصر تعاقب۔

(۴) فریقین کے قائم کردہ حکم سے چند عبارات کے متعلق استفسار۔

(۵) شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی کے مطالبہ کے مطابق بیسیوں فقہا' محدثین' مفسرین اور دیگر اکابرین اُمت (بالخصوص امام شامی' امام طحطاوی' امام ابوشکور سالمی' امام سبکی' علامہ سید محمود آلوسی' علامہ محمد اسماعیل حقی' امام احمد رضا خاں' صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی' محدث اعظم پاکستان ابوالفضل محمد سردار احمد وغیرہم (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) سے نبی کریم ﷺ کا قبل از بعثت نبوت کے مقام پر فائز ہونے کا ثبوت اور آپ کی خدمت میں رجوع الی الحق کی دوبارہ عاجزانہ درخواست۔

واللہ تعالیٰ ولی التوفیق!

محرک اوّل

دین کا درد رکھنے والے اور معتقدات اہل سنت کا دفاع کرنے والے چند مقتدر علما نے زیر بحث مسئلہ یعنی نبی کریم ﷺ قبل از بعثت شریف نبوت کے مقام پر فائز تھے یا نہیں' کے حل کے لیے پیر محمد چشتی' شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ' بیرون یکہ توت پشاور کو اپنی طرف سے حکم و ثالث مقرر کیا۔ دوسری طرف شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی صاحب نے بھی پیر صاحب کو درج ذیل القابات سے نوازتے ہوئے حکم و فیصل تسلیم کیا:

''محترم المقام' ذوالمجد والاکرام' معلی الالقابات' متعالی الدرجات' جناب علامہ مولانا پیر محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ''۔

نیز اس تحریر میں آپ نے یہ بھی فرمایا:

''اور میں جناب کو اس معاملہ میں حکم اور فیصل تسلیم کرتے ہوئے آپ کے فیصلہ پر بھی ان شاء اللہ تعالیٰ خلوصِ نیت سے عمل کی سعی مشکور سے دریغ نہیں کروں گا''۔ (ماہنامہ آوازِ حق فروری ۲۰۱۱ء' ج:۱۲' شمارہ:۱۰۰' ص:۵)

اگر علامہ سیالوی صاحب نے پیر صاحب کو یہ القابات واقعۃً خلوصِ نیت اور شرعی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بغیر کسی مبالغہ آرائی کے دیئے تھے تو انہیں چاہیے تھا کہ آپ اپنے اس غیر مشروط بیان کے مطابق فیصلہ پر عمل کرنے کی سعی مشکور فرماتے' لیکن آپ نے اس فیصلہ کو اپنے خلاف تصور کیا اور پھر جوابی کارروائی کرتے ہوئے نہ صرف اپنے ہی قائم کردہ حکم کو ہیرا پھیری کا مرتکب' سینہ زوری اور یک طرفہ کارروائی کرنے والا قرار دیا بل کہ اپنی ذات و کردار کو بھی مشکوک بنا دیا' کیوں کہ اس آٹھ (۸) ورقی اور پیر صاحب کے جوابی مضمون سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے مختلف ملاقاتوں میں' فون وغیرہ پر مسلسل رابطوں سے بل کہ بند کمرا ملاقات میں اپنے حکم کو اپنا ہم نوا بنانے کی اور اپنے مؤقف کے

لیے فضا سازگار کروانے کی کوشش کرتے رہے اور جب آپ کو بہ ذاتِ خود یقین محکم ہو گیا کہ انھوں نے اپنے حکم کو اپنا ہم نوا بنا لیا ہے تو آپ نے پیر صاحب کو تحریراً ثالث مقرر کر دیا' تا کہ اگر پیر صاحب ان کے حق میں فیصلہ دے دیں تو علما و عوام اہل سنت ان القابات کو دیکھ کر مرعوب ہو جائیں گے اور بغیر لیت و لعل کے اس نظریہ کو سرِ خم تسلیم کر لیں گے۔ لیکن قسام ازل جل و علا کو کچھ اور ہی منظور تھا' اگرچہ راقم الحروف کے ساتھ پیر صاحب کی اس سلسلہ میں کوئی ملاقات نہیں ہوئی' نہ ہی کوئی ٹیلی فونک رابطہ ہوا' اور نہ ہی پیر صاحب کو حکم و ثالث مقرر کیا' لیکن پھر بھی انھوں نے ایسا فیصلہ کیا' جو علامہ سیالوی صاحب کو چنداں پسند نہ آیا۔ لیکن اس سے راقم الحروف کے مؤقف کو جو کہ درحقیقت ہمارے اکابرین کا مؤقف ہے' کو کافی حد تک تقویت حاصل ہوئی۔ وللہ الحمد! بہ ہر حال علامہ سیالوی صاحب کے ردِ عمل کی وجہ سے ان کی شہرت کا گراف علما و عوام اہل سنت کی نظر میں مزید تنزل کا شکار ہوا ہے' لیکن ہم پھر بھی ہر مسلمان کے لیے دعا کرتے ہیں:

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مؤمن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب و طاہر گیا

محرک دوم

فریقین کے قائم کردہ حکم و ثالث پیر محمد چشتی صاحب نے ماہ مئی ۲۰۱۱ء کے شمارہ میں آٹھ (۸) ورقی کارڈ کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں ہمارے مؤقف کی حمایت کی اور فریق اوّل کے قائم کردہ سوالات کے اپنے مخصوص انداز میں جوابات تحریر کیے۔ اس میں چوں کہ آپ نے (بلفظہٖ) فریق اوّل کے اکابرین اہل سنت کے منافی' اکابرین اسلام

کے خلاف' مسلمانوں کے عرف کے لحاظ سے خلافِ ادب' ناجائز و نامناسب' عظمت شان نبی کے تقاضوں کے منافی' عند اللہ و عند الرسول و عند الناس ملامتی اور سوئے ادب کے وہمہ والے مضمون میں کثیر تعداد میں دھاندلیوں' سینہ زوریوں' کھینچا تانیوں' بے اعتدالیوں' بے احتیاطیوں' رٹہ کشیوں کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ فریق دوم کی بے اعتدالیوں' سینہ زوریوں کا بھی محاکمہ فرمایا ہے' جس سے یہ غلط فہمی جنم لے رہی ہے کہ ان بے اعتدالیوں اور خلافِ تحقیق اُمور کا ارتکاب ''نبوت مصطفی ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' میں ہوا ہے۔ راقم الحروف کے چند مخلص دوستوں نے اس کے متعلق اپنی تشویش کا اظہار کیا' لہٰذا مناسب سمجھا کہ مذکورہ بالا کتاب کی ان اُمور سے برأت ثابت کی جائے اور چند وضاحت طلب اُمور پر روشنی ڈالی جائے۔

پہلی بے اعتدالی

پیر صاحب لکھتے ہیں:

''دوم فریق کی جانب سے فریق اوّل پر جو دفعات لگائی گئی ہیں' ان سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ اپنے مؤقف کو قطعی سمجھ رہے ہیں' ورنہ کسی ظنی مسئلہ میں ایسی دفعات نہیں لگائی جا سکتی ہیں''۔ (آواز حق' ص: ۱۰' کالم: ۲' مئی ۲۰۱۱ء)

برأت: اس ضمن میں ہماری طرف سے وضاحت یہ ہے کہ ہم نے اپنی کتاب کے ص: ۱۸ پر واشگاف الفاظ میں لکھا ہے:

''مولانا صاحب کے پاس اگر فرصت کے اتنے لمحات تھے تو ایک ظنی مسئلہ پر طبع آزمائی کے بجائے اللہ تعالیٰ' رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کے خلاف کاسہ لیسیوں اور ریشہ دوانیوں میں مصروف فتنہ پرور لوگوں کا رد بلیغ کرتے''۔

اسی طرح ہم نے اپنے پورے مضمون میں کسی بھی جگہ اپنے مقابل حریف کو زیر بحث مسئلہ کی بنا پر اسلام سے خارج یا مطلقاً منکر نبوت قرار نہیں دیا۔ بہر حال اگر فریق دوم میں سے کسی اور شخصیت کا یہ مؤقف ہے تو اس کے جواب دہ ہم نہیں۔

دوسری بے اعتدالی

پیر صاحب لکھتے ہیں:

''ان کا عہد نبوت کو ۲۳ سالوں کے بجائے ۶۳ سالوں پر محیط کہنے کو دنیا کو اپنے اوپر ہنسانے کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا''۔

(آوازِ حق' ص: ۱۳' کالم: ۲' مئی ۲۰۱۱ء)

برأت: قارئین محترم! اس مضحکہ خیز بات کا راقم الحروف کی کتاب سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ آپ پوری کتاب کا مطالعہ فرمائیں' آپ کو یہ نکتہ عجیبہ کہیں نہیں ملے گا۔ مزید تسلی وتشفی کے لیے کتاب ''نبوت مصطفی ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' حصہ اوّل کے صفحہ نمبر: ۱۱۲ کا مطالعہ فرمائیں۔

الحمد للہ! ہماری کتاب کا دامن اس بے اعتدالی سے بھی پاک ہے۔

تیسری بے اعتدالی

پیر صاحب مزید راقم ہیں:

''ان میں بعض حضرات عمر مبارک کے ۴۰ سال بعد بعثت کو رسالت کے ساتھ مختص سمجھ کر نبوت کو شامل نہیں کرتے''۔

(آوازِ حق' ص: ۱۴' کالم: ۲' مئی ۲۰۱۱ء)

وضاحت و برأت: اس کے متعلق تفصیلی گفتگو عنوان ''گل ہائے رنگا رنگ'' کے تحت سوال: ۲ کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

چوتھی بے اعتدالی

پیر صاحب رقم طراز ہیں:

''فریق دوم کی ایک بے اعتدالی یہ بھی ہے کہ ان میں بعض حضرات نے فریق اوّل پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول سید عالم ﷺ کو عمر کے ۴۰ سال سے پہلے صرف مؤمن مانتے ہیں''۔

(آوازِ حق' ص: ۱۴' کالم: ۳' مئی ۲۰۱۱ء)

وضاحت: راقم الحروف نے کتاب ''نبوت مصطفی ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' ابتداءً چالیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون جو کہ مولانا شعیب اور علامہ غلام نصیر الدین سیالوی کی تحقیقات پر مبنی تھا' کے جواب میں لکھی تھی۔ بعض ازاں چند مزید صفحات ملے اور بالآخر تحقیقات موصول ہوئی' لہٰذا آخر میں اس کا اجمالی سا جواب تحریر کیا اور تفصیلی جواب کو آئندہ کے لیے موقوف کر دیا۔ ان صفحات کی چند عبارات حاضر خدمت ہیں:

(۱) دنیا میں نبوت ۴۰ سال کی عمر میں عطا کی گئی اور اس سے پہلے آپ (ہم کہتے ہیں: ﷺ' محمد عرفان) عارف باللہ کے مرتبہ پر فائز تھے۔

(۲) انبیاء علیہم السلام وحی سے پہلے نہ صرف مؤمن بلکہ ولایت کے اعلیٰ درجے پر ہوتے ہیں۔

(۳) ہر نبی اپنی نبوت سے پہلے ولی ہوتا ہے۔

ثانیاً: اس بیان سے ہمارا مقصد یہ نہ تھا کہ ہم یہ ثابت کریں کہ فریق اوّل نبی کریم ﷺ کو محض مؤمن مانتے ہیں اور مؤمن کامل یا ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز نہیں سمجھتے' بل کہ مقصود یہ باور کرانا تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو قبل از بعثت نبی نہیں مانتے' جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ ''یہ تحقیق پیش کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی ولادت پاک سے لے کر

چالیس برس تک نبی نہیں تھے بل کہ صرف مؤمن تھے۔ لہٰذا یہاں لفظ ''صرف'' کے استعمال سے مقصود ان کی طرف سے مرتبہ نبوت کی نفی تھی نہ کہ مؤمن کے مختلف درجاتِ عظمیٰ کی نفی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاکرم اعلم باحوال القلوب!

یہ ہر حال بغیر کسی سابقہ یا لاحقہ کے لفظ ''عارف باللہ'' اور ''ولی'' کا اطلاق ان کی طرف سے بھی ہوا ہے۔

حکم صاحب کا موقف

شیخ الحدیث پیر محمد چشتی صاحب لکھتے ہیں:

''کیوں کہ نبوت حسب المفہوم عند المحدثین کے ساتھ پہلے سے اتصاف استمراری کا وجود اس کی اجازت دیتا ہے نہ مسلم معاشرہ کا عرف بل کہ یہ دونوں اس کے نقیض کی صداقت پر دلیل ہیں کہ ۴۰ سال سے پہلے نبی تھے' پیدائشی نبی تھے اور ماں کے پیٹ میں تھے تب بھی نبی تھے''۔

(آوازِ حق ص:۱۵' کالم:۱' مئی ۲۰۱۱ء)

نوٹ: یہ بات ذہن نشین رہے کہ راقم الحروف کی کتاب ''تحقیقات'' کے پہلے ایڈیشن کے بعد منظر عام پر آئی۔ نیز فریقین میں سے کسی ایک فریق کی جوابی کارروائی فریق حریف کی علمی ناپختگی' صنعت استدلال میں استعداد و ملکہ کی کم زوری کو ظاہر نہیں کرتی' ورنہ ان ''اوصاف'' سے کوئی بھی عالم متصف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہم یہاں کھلے لفظوں اظہارِ حقیقت کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا مقصد کسی بھی عالم دین کی توہین و تذلیل و تحقیر نہیں' بل کہ یہ ہے:

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

محرک سوم

میرا ارادہ تھا کہ ''تحقیقات'' کا بالتفصیل جائزہ لوں لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر یہ معاملہ تعطل کا شکار ہوتا گیا اور بالآخر یہ سعادت مفتی نذیر احمد' مفتی عبدالمجید سعیدی اور مفتی جمیل صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو حاصل ہوئی' جن کی کتب آخری اطلاع کے مطابق اگلے ماہ تک زیورِ طبع سے آراستہ ہو جائیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! لہٰذا ہم یہاں چند باتیں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں:

جب ہم تحقیقات میں شامل مختلف علما کے تاثرات کا مطالعہ کرتے ہیں تو تین باتیں اظہر من الشمس ہو جاتی ہیں:

(۱) فریق حریف کے خلاف بدزبانی
(۲) تحقیقات کے مندرجات کی بغیر اپنی کسی تحقیق کے اندھی تقلید
(۳) مسلمہ بزرگوں کے ارشادات پیش کرنے کا مطالبہ

تعاقب: پہلی شق کے سلسلہ میں محض ایک مثال آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہے!

مولانا محمد عمر حیات کے تاثرات میں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

○ میں ضفادع البحر سے پوچھتا ہوں ان احادیث کا مصداق کون ہیں؟
○ مشاہیر علماء حقہ کی طرف سے کوئی اختلاف سامنے نہیں آیا' صرف چند عقل کے بونے بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا' کے مطابق واویلا کر رہے ہیں۔
○ دین ملائی فی سبیل اللہ فساد الخ۔

اس کے جواب میں تحقیقات کے اسی ایڈیشن میں مولانا علی احمد سندیلوی کے پیش کردہ تاثرات سے ایک اقتباس نقل کرتا ہوں' پڑھیے اور سر دھنیے:

''اپنے مدمقابل کی توہین و تذلیل' بدزبانی' گالی گلوچ کرنا' انتہائی گھٹیا حرکت

ہے کوئی بھی عقل منداس کو پسند نہیں کرتا اگرچہ بے وقوف، پاگل اور صبیان اس پر بڑی داد دیتے ہیں اور زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں، بالخصوص جب مقابل اپنے ہی بھائی اور بزرگ ہوں تو یہ جرم اور بھی سنگین ہو جاتا ہے اور اس سے مسائل حل ہونے کی بجائے مزید الجھ جاتے ہیں'' (تحقیقات، ص:۵۰)

قارئین محتشم عبارت واضح ہے، کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

آٹھ ورقی کا اداریہ

آٹھ ورقی کا اداریہ بہ عنوان ''ابھی میدان باقی ہے'' لکھا گیا، جس میں مدیر نے نہایت عامیانہ و بچکانہ انداز میں اپنی خجالتوں اور مایوسیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے علماء حق کے خلاف بدزبانی کا مظاہرہ کیا اور نہ صرف اپنے میدانِ تحقیق کے شہ سوار، فوج علم کے سپہ سالار، مجلس عرفان کے قطب مدار کے قائم کردہ حکم و ثالث کو فریق دوم کا آلہ کار قرار دیا بل کہ فریق حریف کے موقف و معروضات کو جہل و نکر و مکر کی بستیاں قرار دیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ کہہ سکتا تھا، کہا اور ساتھ ہی شیخی بگھارتے ہوئے کہا کہ خنجر کا نیزے سے کیا مقابلہ......!!

قارئین محترم! اس موذی کا انداز تحریر و تنقید دیکھیے! اس کے تحکمات و تعلیات و ہرزہ سرائی کا ملاحظہ فرمائیں! سچ فرمایا ہے نبی الانبیاء ﷺ نے:

''اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ''۔ (بخاری، کتاب الادب، ص:۱۵۴۸)

''یعنی جب تیرے پاس شرم حیا نہ رہے تو جو چاہے کر''۔

کیا غرور تکبر کے نشہ میں مدہوش اور تہذیب و شائستگی سے عاری یہ مدیر بھول گیا ہے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا پرچار کرنے والے محبین ہتھیاروں پر نہیں بل کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات پر بھروسا کرتے ہیں:

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مؤمن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

ہمارا اس مفسد کو مشورہ ہے کہ یہ غزوۂ بدر کے حالات کا دوبارہ بہ غور مطالعہ کرے اور ہو سکے تو رات کو سورۃ الفیل مع ترجمہ کنز الایمان پڑھ کر سوئے، ان شاء اللہ تعالیٰ! جہل مرکب کی اس نحوست سے کافی افاقہ ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی ہماری حضرت شیخ الحدیث صاحب سے گزارش ہے کہ آپ اپنا کوئی بھی مضمون کسی بھی ایسے فرد کے اداریہ یا مقدمہ کے ساتھ ہرگز طبع نہ کروائیں جن کی وجہ سے مسئلہ مجوثہ سلجھنے کے بجائے مزید الجھ جائے۔

قبل از بعثت نبوت کے قائلین

قارئین محترم! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فریق اول میں سے ہر شخص یہی مطالبہ کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ کسی مسلمہ بزرگ یا اکابرین کے ارشادات پیش کیے جائیں تو ہم شخصیت کی پیروی کے بجائے حق کی پیروی کریں گے۔ اور بعض یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ اہل علم میں سے کسی کا موقف یہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اپنی دانست کے مطابق ان تمام اکابرین اور ہم عصر علما و محققین و مفتیان عظام کے نام تحریر کرتے ہیں جن کا موقف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ قبل از بعثت نبوت کے مقام پر فائز تھے۔ ان میں سے اکثر کے اقوال کتاب ''نبوت مصطفیٰ ﷺ'' میں موجود ہیں، مزید عبارات محرک پنجم کے تحت آئیں گی اور جو علما بہ فضل باری تعالیٰ موجود ہیں، ان سے رابطہ کر کے ان کا موقف پوچھا جا سکتا ہے۔

(۱) امام ابوبکر بن حسین آجری (المتوفی:۳۶۰ھ)

(۲) امام تقی الدین سبکی (المتوفی:۷۵۶ھ)

(۳) امام تاج الدین سبکی (المتوفی:۷۷۱ھ)

(۴) امام جلال الدین سیوطی (المتوفی:۹۱۱ھ)

(۵) علامہ احمد بن محمد قسطلانی (المتوفی:۹۱۱ھ)

(۶) علامہ محمد یوسف شامی (المتوفی:۹۴۲ھ)

(۷) علامہ علی قاری (المتوفی:۱۰۱۴ھ)

(۸) امام ابن رجب حنبلی (المتوفی:۷۹۵ھ)

(۹) امام ابوشکور سالمی

(۱۰) شیخ مصطفے بن بابی زادہ الحنفی (المتوفی:۱۰۶۹ھ)

(۱۱) سید محمد ابی السعود الحنفی (المتوفی:۹۸۲ھ)

(۱۲) علامہ عمر بن نجیم المصری (المتوفی:۱۰۰۵ھ)

(۱۳) علامہ علی قاری (المتوفی:۱۰۱۴ھ)

(۱۴) علامہ سید طحطاوی (المتوفی:۱۲۳۱ھ)

(۱۵) علامہ شامی (المتوفی:۱۲۵۲ھ)

(۱۶) علامہ یوسف نبہانی (المتوفی:۱۳۵۰ھ)

(۱۷) امام فخر الدین رازی (المتوفی:۶۰۶ھ)

(۱۸) علامہ آلوسی حنفی (المتوفی:۱۲۷۰ھ)

(۱۹) علامہ اسمٰعیل حقی (المتوفی:۱۱۳۷ھ)

(۲۰) علامہ فاسی (المتوفی:۱۵۵۲ھ)

(۲۱) علامہ حسن چلپی

(۲۲) رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خاں (المتوفی:۱۲۹۷ھ)

(۲۳) امام احمد رضا خاں (المتوفی:۱۳۴۰ھ)

(۲۴) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان

(۲۵) مفتی اعظم ہند مولانا مصطفے رضا خاں

(۲۶) صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی

(۲۷) علامہ عبد السلام قادری

(۲۸) علامہ برہان الحق جبل پوری

(۲۹) علامہ محمد رضا خان صاحب قادری

(۳۰) محدث اعظم پاکستان

(۳۱) مفتی اجمل سنبھلی

(۳۲) امام النحو علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی

(۳۳) مفتی احمد یار خاں نعیمی

(۳۴) علامہ احمد سعید کاظمی

(۳۵) علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری

(۳۶) علامہ محمود احمد رضوی

(۳۷) علامہ جلال الدین احمد امجدی

(۳۸) مفتی شریف الحق امجدی

(۳۹) نائب محدث اعظم شیخ الحدیث ابومحمد محمد عبد الرشید سمندری

(۴۰) علامہ نور بخش توکلی

(۴۱) مفتی آگرہ محمد عبد الحفیظ

(۴۲) مفتی غلام فرید ہزاروی

(۴۳) علامہ فیض احمد اویسی

(۴۴) شیخ الحدیث عبدالحکیم شرف قادری

(۴۵) مفتی غلام سرور قادری (راقم الحروف کی ملاقات مع محترم مجاہد اہل سنت فرحان قادری صاحب)

(۴۶) شیخ الحدیث علامہ عبدالرشید جھنگوی

(۴۷) علامہ صوفی اللہ دتا

(۴۸) شیخ الحدیث علامہ شریف رضوی

(۴۹) شیخ الحدیث مفتی عبداللطیف جلالی (آپ نے مفتی جلال الدین امجدی کے فتوی کی تصدیق فرمائی ہے۔ یہ فتوی حصہ اول میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(۵۰) شیخ الحدیث علامہ محمد عرفان مشہدی

(۵۱) شیخ الحدیث علامہ عبدالتواب صدیقی

(۵۲) شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی

(۵۳) مفتی احمد یار صاحب (اشرف المدارس' اوکاڑہ)

(۵۴) مفتی انوار حنفی

(۵۵) مفتی مظہر اللہ سیالوی

(۵۶) مفتی نعیم اختر نقش بندی (کاموکی)

(۵۷) مفتی ظہور احمد جلالی

(۵۸) مفتی جمیل احمد صدیقی

(۵۹) مفتی نذیر احمد سیالوی

(۶۰) مفتی شائق

(۶۱) مفتی محمد عابد جلالی

(۶۲) مفتی تنویر (جامع نظامیہ)

(۶۳) مفتی ہاشم (جامعہ نعیمیہ)

(۶۴) مفتی عمران (جامعہ نعیمیہ)

(۶۵) مفتی ہاشم عطاری

(۶۶) مفتی راشد محمود رضوی

(۶۷) مفتی عبدالمجید سعیدی

(۶۸) مفتی محمد خاں قادری

(۶۹) علامہ کاشف اقبال مدنی

(۷۰) علامہ غلام مرتضیٰ ساقی

(۷۱) علامہ اللہ بخش نیر

(۷۲) علامہ طاہر تبسم

(۷۳) علامہ ظہیر بٹ

(۷۴) علامہ شوکت سیالوی

(۷۵) علامہ قاضی محمد عظیم نقش بندی (کھوئی رٹہ)

(۷۶) مفتی طارق محمود نقش بندی (راول پنڈی)

اہم نوٹ: یاد رہے کہ ہم نے یہ ترتیب کسی محقق کی علمی قابلیت ولیاقت کی برتری کے لحاظ سے نہیں دی۔

لیجیے! ایک کیا ہم نے چھہتر (۷۶) اکابرین ومعاصرین کے اسما نقل کر دیے ہیں' فیصلہ اب آپ کے ہاتھ ہے۔

محرک چہارم

فریقین کے حکم پیر محمد چشتی صاحب لکھتے ہیں:

"فریقین کی طرف سے مقرر کردہ فیصل و حکم ہونے کی حیثیت سے میں ہر فریق کی طرف سے اٹھائے جانے والے سوالات کا جواب دینے کے لیے ہر وقت تیار ہوں"۔ (آوازِ حق' ص:۱۷' کالم:۱' مئی ۲۰۱۱ء)

لہٰذا میں بالخصوص پیر صاحب اور بالعموم اہل سنت و جماعت کے تمام مقتدر علما و مفتیان و ارباب علم و دانش کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ درج ذیل عبارات کا مطالعہ فرمائیں' پھر تفکر عمیق کے بعد ان کے متعلق اپنی اپنی آرا کا اظہار فرمائیں۔

پہلی عبارت

شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی صاحب راقم ہیں:

"عصر حاضر کے محققین تو ولادت باسعادت ہی کے روز سے آپ کے نبی ہونے پر مصر ہیں' جب کہ علمائے اعلام اور اکابرین ملت کا اس پر بھی اجماع اور اتفاق نہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد اور سورۂ علق کی ابتدائی آیات کے نزول پر آپ بالفعل اور عملی طور پر نبی بن چکے تھے"۔

(تحقیقات' ص:۱۹۳)

اپنے اس مؤقف کی تائید میں آپ نے شیخ محقق کی دو عبارات اور علامہ خفاجی کی ایک عبارت سے استدلال کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

(ا) بدانکہ در ایمان ورقہ بآں حضرت ﷺ خلافے نیست ولیکن در صحبت اختلاف است [illegible] واقعہ بعد از ثبوت نبوت است صحابی است و اگر از مبادی احوال است [illegible] انکہ ظاہر است صحابی نیست واللہ اعلم۔

(ترجمہ:) یاد رکھو کہ ورقہ بن نوفل کے آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے' لیکن ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اگر یہ واقعہ نبوت کے ثبوت اور تحقق کے بعد کا ہے تو پھر وہ صحابی ہیں اور اگر آپ کی نبوت کے ابتدائی احوال سے ہے جیسے کہ ظاہر یہی ہے تو پھر وہ صحابی نہیں ہیں۔ (تحقیقات' ص:۱۹۵)

(ب) دیر شد کہ ورقہ وفات یافت و زمان ظہور دعوت در نیافت و وے از ایمان آرندگان و تصدیق کنندگان بآنحضرت ﷺ است و زمان نبوت را در نیافت الخ۔

(ترجمہ:) بہت وقت گزر گیا کہ حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور نبی مکرم ﷺ کی دعوت کا زمانہ ظہور نہ پایا' وہ نبی مکرم ﷺ پر ایمان لانے والوں میں اور آپ کی تصدیق کرنے والوں میں شامل ہیں اور انہوں نے آپ کی نبوت کا زمانہ نہیں پایا۔ (تحقیقات' ص:۲۲۰)

(ج) وقیل لیس بصحابی لانہ لم یر النبی ﷺ یؤمن بہ بعد بعثتہ.

(ترجمہ:) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ صحابی نہیں ہیں کیوں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو (وصفِ نبوت سے موصوف ہونے کی حالت میں) نہیں دیکھا اور نہ آپ پر آپ کی بعثت اور دعویٰ نبوت کے بعد ایمان لائے۔

(تحقیقات' ص:۲۲۱)

علمائے دین و مفتیان شرع متین! اس عبارت کی سنگینی درج ذیل اُمور کو مدنظر رکھتے ہوئے بالکل واضح ہو جائے گی' ملاحظہ فرمائیں!

(۱) اگر آپ فقہا' مفسرین' محدثین و متکلمین کی طرف سے "نبی" کی کی گئی تعریفات کا

باستیعاب مطالعہ فرمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ کسی کے بھی موقف و مذہب کے
مطابق جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات اور وحی جلی کے حصول کے بعد نبوت کے عدم
تحقق واثبات کا عندیہ ہمیں نہیں ملتا۔ نبی کی ہر تعریف چالیس سال کی عمر شریف کے
بعد جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے قرآن مجید کے ملنے کے بعد نبوت کے تحقق وثبوت
کی تصدیق وتوثیق کرتی ہے' لیکن حضرت کے ہاں یہ معاملہ بھی شک وشبہ کی بھینٹ
چڑھ گیا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۲) شیخ محقق واضح طور پر ارشاد فرماتے ہیں:

''بعد ازاں کہ وحی برآنحضرت آورد نبوت ثابت شد فتور پذیرفت وحی''

اور اس کے بعد کہ آنحضرت ﷺ پر وحی آئی اور نبوت ثابت ہوگئی تو (کچھ
عرصہ تک) وحی رک گئی۔ (اشعۃ اللمعات' ج:۴' ص:۵۰۹)

لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ وحی کے حصول پر نبوت ثابت ہوگئی۔

(۳) پھر یہ کہ حضرت ورقہ کے مؤمن بالنبی ہونے میں اختلاف نہیں ہے' جیسا کہ تحقیقات
میں اشعۃ اللمعات کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کیا غیر نبی پر ایمان لانا مؤمن بالنبی ہونا
ہے؟

(۴) جب شیخ محقق خود ظہور دعوت کے زمانہ کو زمان نبوت کے مقابل لائے ہیں' تو واضح
ہوگیا کہ آپ کا زمان نبوت یا مبادی احوال سے مراد وہ دور ہے' جب آپ ﷺ
نے تبلیغ کا آغاز نہ فرمایا تھا۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

پس دیر شد کہ ورقہ وفات یافت و زمانہ ظہور دعوت در نیافت و وے از ایمان
آرندگان وتصدیق کنندگان بآنحضرت است و زمان نبوت را در نیافت۔

(مدارج النبوۃ' ج:۲' ص:۳۲)

(ترجمہ از تحقیقات:) پس بہت دیر ہوئی کہ حضرت ورقہ فوت ہوگئے اور نبی
کریم ﷺ کی دعوت کے ظہور کا زمانہ نہ پایا' وہ نبی محتشم ﷺ پر ایمان
لانے والوں اور تصدیق کرنے والوں میں سے ہیں لیکن انہوں نے آپ کا
زمانہ نبوت نہیں پایا۔ (ص:۲۸۵)

الغرض! اس مسئلہ کا تعلق آپ ﷺ کے نبی ہونے یا نہ ہونے سے ہرگز نہیں' بل
کہ اس کا تعلق صحابیت کی تعریف سے ہے' جن محققین کے نزدیک تبلیغ دین کا زمانہ یا جہاد
کے حکم کا زمانہ یا نبی کریم ﷺ کے ساتھ طویل عرصہ گزارنا صحابیت کے تحقق کے لیے
ضروری ہے' وہ حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ کو صحابی نہیں سمجھتے اور جن کے نزدیک محض حالت
ایمان پر نبی کریم ﷺ کو دیکھنے سے صحابیت ثابت ہو جاتی ہے' ان کے نزدیک آپ
صحابی ہیں۔

جہاں تک نسیم الریاض کی عبارت کا تعلق ہے تو ان کا موقف یہ ہے کہ حضرت ورقہ
بن نوفل قبل از بعثت ہی وفات پاگئے تھے' لہٰذا آپ صحابی نہیں ہیں۔ لہٰذا اگر حضرت ورقہ کو
انہوں نے اس نظریہ کے تحت' اگرچہ یہ بات خلاف تحقیق ہے' صحابی نہیں مانا تو اس سے بھی
یہ بات لازم نہیں آتی کہ آپ ﷺ نبی نہ تھے کیوں کہ راجح قول کے مطابق صحابیت بعد
از بعثت ہی متحقق ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

دوسری عبارت

''نبی مکرم ﷺ کا لباس بشری ماں باپ دونوں کے مادہ تولید کی آمیزش
سے تیار ہوا لہٰذا وہ نسبتاً کثیف تھا' اس لیے اس کی کثافت کو بار بار کے شق
صدر اور چلہ کشی وغیرہ کے ذریعے جب لطیف کر دیا گیا اور حقیقت نوریہ کا ہم
رنگ تب یہ منصب آپ کو سونپا گیا''۔ (ص:۶۰)

ہماری معروضات

اولاً: راقم الحروف نے اس کے متعلق اس کتاب کے پہلے حصے میں ص ۱۴۲ تا ۱۴۳ مختصر سی بحث کی ہے ملاحظہ فرمائیں!

ثانیاً: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصف بشر اور نصف آخر روح ہیں تو ان کی تخلیق بھی حضور ﷺ کے نور مقدس سے ہے لہذا اسی عبارت سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ از سر تا پا نور علی نور ہیں۔ کیوں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو نصف بشر و نصف نور ہوں اور جن کے نور سے ان کی تخلیق ہوئی وہ محبوب محض بشر اور بشر بھی ایسے بشر جن کی بشریت معاذ اللہ کثیف ہے۔

ثالثاً: حضرت جبریل علیہ السلام کے نفخ کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آدھے نور اور آدھے بشر بنے' جب کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تخلیق جس نور الٰہی سے ہوئی' وہ بہ ذات خود کثافت سے بھر پور بشر رہیں اور کثافت بھی ایسی جو کہ بار بار کے شق صدر اور چلہ کشی سے لطیف ہوئی۔ یاللعجب! اس نورِ عظیم کے پرتو دوسروں کو اپنی پھونک سے نصف نورانی کر دیں لیکن اس نور کا بدن کثیف کا کثیف رہے۔ (معاذ اللہ!)

رابعاً: اگر بشریت اپنے ضعف و کثافت کی وجہ سے مانع نبوت ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کیسے بن گئے کیوں کہ آپ کی نادر تحقیق کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مکمل نور نہ بنے بل کہ آدھے بشر اور آدھے روحانی تھے۔ نیز یہ بات بھی کتاب و سنت سے ثابت کرنا ہو گی کہ نصف بشریت مانع نبوت نہیں اور مکمل طور پر بشریت مانع نبوت ہے۔ مزید برآں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق تو یہ تصریح نہیں ملتی کہ وہ آدھے بشر اور آدھے روحانی تھے تو وہ کیسے اپنے بچپن میں نبی بن گئے؟

خامساً: جبریل علیہ السلام حالت بشری اور رجل شاب کی صورت میں بھی اس مرتبہ پر فائز

تھے کہ پھونک مار کر نبوت کی استعداد پیدا کر دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی بن گئے جب کہ حضور ﷺ جو کہ ہر نور کی اصل اور جن کی روح منور نبوت کی تجلی سے سرشار تھی' وہ نہ تو خود نور بن سکے اور نہ ہی نبی۔

سادساً: حضرت جبریل علیہ السلام اپنے مکان کو چھوڑ کر بشری صورت میں زمین پر جلوہ گر ہوئے' لیکن اس کے باوجود آپ کے نفخ نے ایک صبی میں نبوت کی استعدادات پیدا کر دیں اور نبی کریم ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے نور سے ایک نور تھے' جو کہ جبریل علیہ السلام کے نور کی بھی اصل تھے اور جن کی حقیقت نوریہ اور روح مقدس نبوت سے مشرف تھی' ان کا لباس بشری جو کہ لطیف تر تھا' وہ نبوت کے حصول کے قابل ہی نہ ہو۔ یاللعجب

سابعاً: ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جسد مبارک کو سیاہی مائل اور دبیز تہہ والے بادل کی طرح سمجھنا بھی نہایت جسارت اور دریدہ دہنی ہے۔ آیئے! ہم اکابرین اُمت کی تصریحات ملاحظہ کرتے ہیں' جس سے یہ بات چمکتے سورج کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ حضور ﷺ کے جسد نازنین ہرگز کثافت و کدورت والا نہ تھا اور نہ ہی سیاہی مائل دبیز تہہ والے بادل کی طرح' بل کہ نہایت لطیف و معطر و مطہر تھا:

''لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ يَّخْلُقَ مُحَمَّدًا ﷺ اَمَرَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّاْتِيَهٗ بِالطِّيْنَةِ الَّتِيْ هِيَ قَلْبُ الْاَرْضِ' فَهَبَطَ فِيْ مَلَائِكَةِ الْفِرْدَوْسِ وَمَلَائِكَةِ الرَّفِيْعِ الْاَعْلٰى' فَقَبَضَهَا مِنْ مَّحَلِّ قَبْرِهِ الْمُكَرَّمِ. اَيْ وَاَصْلُهَا مِنْ مَحَلِّ الْكَعْبَةِ الْمُشَرَّفَةِ فَوَجَّهَهَا الطُّوْفَانُ اِلٰى هُنَاكَ فَعُجِنَتْ بِمَاءِ التَّسْنِيْمِ ثُمَّ غُمِسَتْ فِي اَنْهَارِ الْجَنَّةِ حَتّٰى صَارَتْ كَالدُّرَّةِ الْبَيْضَاءِ''۔

''یعنی جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا' حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے پاس زمین کے دل سے مٹی لائیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت الفردوس اور ساتویں آسمان کے فرشتوں کے ہم راہ زمین پر اترے' پس آپ نے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے مقام سے ایک مٹھی بھر مٹی لی' یعنی اس کا اصل مقام کعبہ تھا اور اسے طوفان (نوح) وہاں لے آیا تھا۔ پس اسے تسنیم کے پانی سے گوندھا' پھر اسے جنت کے دریاؤں میں غوطہ دیا حتی کہ وہ سفید موتی کی طرح ہوگئی''۔

(جواہر البحار' ج:۳' ص:۳۵۲' المواہب مع حاشیہ' ج:۱' ص:۸۲' زرقانی' ج:۱' ص:۸۲' الوفا' ص:۳۴' حجۃ اللہ' ص:۱۹۲' تاریخ الخمیس' ص:۲۱' مرقات' ج:۱۰' ص:۹' نسیم الریاض' ج:۳' ص:۱۰)

علامہ قسطلانی نے آخر میں یہ اضافہ بھی فرمایا ہے:

''لَهَا شُعَاعٌ عَظِيْمٌ '' یعنی اس میں ایک عظیم چمک پیدا ہوگئی۔

جواہر البحار میں ایک روایت اس طرح آئی ہے:

''اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَذَ طِيْنَةَ النَّبِيِّ' فَعَجَنَهَا بِمِيَاهِ الْجَنَّةِ وَغَسَلَهَا مِنْ كُلِّ كَثَافَةٍ وَّكُدُوْرَةٍ' فَكَانَ جَسَدُهُ الطَّاهِرُ كَانَ مِنَ الْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ كَرُوْحِهِ الشَّرِيْفِ''۔

''یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی تخلیق کے لیے مٹی لی اور اسے جنت کے پانی سے گوندھا اور اس سے ہر قسم کی کثافت و کدورت کو دھوڈالا پس آپ ﷺ کا جسد مطہر گویا کہ عالم علوی یعنی نور سے ہوگیا جس طرح کہ آپ ﷺ کی روح پاک عالم نور سے ہے''۔ (جواہر البحار' ج:۲' ص:۲۴۳)

پس ثابت ہوا کہ:

- جسد اطہر کی تخلیق کے لیے (سفید: الوفا) مٹی لی گئی۔
- اسے تسنیم کے پانی میں گوندھا گیا۔
- جنت کے دریاؤں میں اسے غوطہ دیا گیا۔
- اسے ہر قسم کی کثافت اور کدورت سے پاک کر دیا گیا۔
- وہ سفید موتی کی طرح ہوگئی۔
- اس میں ایک عظیم شعاع پیدا ہوگئی۔
- لہٰذا آپ ﷺ کا جسد مطہر و منور و معطر' آپ ﷺ کے روح شریف کی طرح ہو گیا۔

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کیا اب بھی کسی وفادار اُمتی کے لیے یہ بات روا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے جسد منور کو کثافت والا ٹھہرائے؟

ثامناً: (۱) حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مرزا قادیانی کے نبی اکرم ﷺ کے جسد منور کے لیے لفظ کثیف کے استعمال کا تعاقب کرتے ہوئے راقم ہیں:

''معراج شریف کی نسبت قادیانی صاحب کا لکھنا کہ اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں گئے تھے'' سخت گستاخی اور بے ادبی ہے' گو کہ جسم شریف کی کثافت بہ نسبت روح مطہر ہی کے خیال کی جائے' اور اگرچہ جسمی کثافت کو بدیں وجہ امتناع صعود علی السماء کے لیے دلیل ٹھہرایا جاتا ہے کہ اور اجسام کی کثافت کی طرح صعود علی السماء کے مصادم ہو۔ تاہم ایہا الناظرون! یہ تو ثابت شدہ امر

ہے کہ آں حضرت ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ زمین پر کبھی دیکھا نہیں گیا۔ اس لیے کہ وہ روح کی طرح لطیف تھا۔ جب آپ ﷺ کا بول اس شخص کے حق میں جس نے اندھیری رات میں اسے پانی کے خیال سے نوش کیا تھا' عنبر و مشک کی طرح موجب تعطر اور نورانیت ہو گیا تھا۔ پس کیا ہوگا حال ذاتِ مبارک کا؟'' اللھم صلی وسلم وبارك علی سیدنا محمد و آلہ وعترته وعلی جسمه فی الاجسام وعلی روحه فی الارواح وعلی قبره فی القبور وعلی مشهده فی المشاهد''۔ قاضی عیاض شفاء میں اور قاضی ثناء اللہ مالا بد میں لکھتے ہیں' جس کا حاصل یہ ہے کہ کسی نوع کی بے ادبی کا مرتکب بہ جناب نبوی ﷺ بل کہ کل انبیاء علیہم السلام کی نسبت خواہ مسلمان بھی کیوں نہ ہو واجب القتل ہے''۔ (سیف چشتیائی ص:۴۱)

اس عبارت میں پیر صاحب نے واضح طور پر جسدِ منور پر کثافت کے اطلاق کو سخت گستاخی اور بے ادبی اور قائل کو واجب القتل قرار دیا ہے۔

(ب) اسی طرح مفتی آگرہ عبدالحفیظ حقانی لکھتے ہیں:

''حضور اکرم ﷺ کے جسم کو کثیف بتانا کس قدر لغو اور بیہودہ بات ہے''۔

(السیوف الکلامیہ ص:۱۲۰)

(ج) مفتی احمد یار خاں نعیمی (المتوفی ۱۳۹۱ھ) لکھتے ہیں:

''روایات سے ثابت ہے کہ حضور کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا' جیسا کہ دوسرے باب میں ان شاء اللہ آوے (آئے) گا' اور کثیف چیز کا یقیناً سایہ ہوتا ہے۔ پتہ لگا کہ حضور ﷺ نور ہیں' کثافت حضور ﷺ کے قریب بھی نہیں''۔ (رسالہ نور ص:۲۷)

کاش! حضرت اب ہی ہم اس لفظ کو تبدیل کر دیں تا کہ فتنے کا یہ باب مسدود ہو!

آمین!

تیسری عبارت

''زید بن عمرو بن نفیل نبی نہ ہونے کے باوجود تبلیغ فرماویں اور بت پرستی پر ردو قدح کریں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پرچار کریں اور آپ ﷺ نبی الانبیاء ہو کر توحید کے حق میں اور بت پرستی اور شرک کے خلاف کوئی کلام نہ فرماویں۔ علمائے اعلام اور اسلاف نے اس کو عقلی طور پر باطل اور محال ٹھہرایا ہے''۔ (کیا یہ فیصلہ ہے!!! ص:۵)

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اگر نبی ہوتے تو تبلیغ فرماتے اور بت پرستی پر ردو قدح کرتے۔

ہماری معروضات

اوّلاً: آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ زید بن عمرو بن نفیل نبی نہ تھے لیکن انھوں نے بت پرستی و شرک پر ردو قدح کیا اور آپ کے مؤقف کے مطابق نبی کریم ﷺ بھی اس وقت نبی نہ تھے لیکن آپ نے بت پرستی و شرک پر تنقید نہ فرمائی تو اس صورتِ حال میں اعلائے کلمۃ الحق کا جذبہ کس میں زیادہ تھا؟

ثانیاً: زید بن عمرو بن نفیل نبی نہ تھے لیکن پھر بھی تبلیغ فرما رہے ہیں' دوسری طرف نبی الانبیا ہیں جو آپ کے نزدیک کم از کم نبی بالقوہ تھے' جن کی روحانی نبوت مستتر تھی (آپ کے ایک قول کے مطابق اگرچہ آپ اسے غیر موثر قرار دیتے ہیں)' جنھوں نے مستقبل میں انبیا کا امام بننا تھا وہ تبلیغ نہ فرمائیں تو پھر افضل کون سی ذات ٹھہری! جو ردو قدح و مذمت و تنقید کرے یا وہ ذات جو خاموش رہے؟ کیا آپ دانستہ یا نادانستہ زید بن عمرو بن نفیل کو رسول اکرم ﷺ پر فضیلت نہیں دے رہے ہیں؟

چوتھی عبارت

''اور نبی ﷺ نے اپنے آپ کو قصر نبوت کی ایک اینٹ اور جامد و بے عقل و بے شعور چیز کا عین ٹھہرا کر اپنی توہین کر دی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!
(تحقیقات'ص:۹۲)

یعنی شیخ الحدیث صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے آپ کو قصر نبوت کی ایک اینٹ قرار دیا جو کہ ایک جامد و بے عقل و بے شعور شے ہے' لہٰذا اگر یہاں توہین کا کوئی پہلو نہیں تو پھر انہوں نے ایک عالم کا دوسرے عالم سے جو فرق بیان کیا ہے' اس میں بھی توہین کا کوئی پہلو نہیں۔

ہماری گزارشات

اوّلاً: حضرت کی کسی غیر مطبوعہ تحریر پر کسی عالم نے حکم کفر لگایا ہے یا نہیں؟ ہمارے علم میں ایسی کوئی بات نہیں۔ ہاں! مولانا شعیب اور مولانا غلام نصیر سیالوی صاحب کی تحقیق پر مبنی مضمون کی جس عبارت کو ہم نے نبوت مصطفیٰ ہر آن ہر لحظہ کے حصہ اول میں مبنی بر توہین قرار دیا ہے' حضرت اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔ نیز دیگر علمائے اہل سنت سے گزارش ہے کہ وہ بھی اس عبارت کے متعلق اظہارِ خیال فرمائیں۔

ثانیاً: لیکن افسوس صد افسوس کہ حضرت نے یہاں اپنی تحقیق کے مطابق نبی کریم ﷺ کے کسی وصف کو نہیں بل کہ خود آپ ﷺ کی ذات بابرکات کو ایک بے عقل و بے شعور چیز کا عین ٹھہرانے کو حدیث سے ثابت کر دیا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)
اب جب کہ حضرت کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو کسی بے عقل و بے شعور چیز کا عین قرار دینا حدیث سے ثابت ہے تو پھر آپ ﷺ کے

کسی وصف کو کسی بے شعور و بے عقل شے کے وصف کا عین قرار دینا یا اس سے تشبیہ دینا بہ درجہ اولیٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) لہٰذا حضرت اس عبارت کے متعلق ذرا اظہار خیال فرمائیں:

''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو' بل کہ ہر صبی' مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے''۔ (حفظ الایمان'ص:۱۳)

اس سے پہلے یاد دہانی کے لیے آپ کی چند عبارات بھی سپرد قرطاس کیے دیتے ہیں' ملاحظہ فرمائیں!

(۱) ذرا خیال تو فرمائیے! کہاں علوم نبویہ کا بحر بیکراں اور کہاں زید' عمرو' صبی' مجنون اور بے علم حیوانات و بہائم کا شعور؟ کیا ایک مخلص مؤمن اور اہل محبت اُمتی ایسی تشبیہ دے سکتا ہے؟ (کوثر الخیرات'ص:۲۱۵)

(۲) تو اس وصف کمال میں زید' عمرو' صبی' مجنون اور حیوانات و بہائم سے تشبیہ دینا صریح بے ادبی و گستاخی نہیں ہے؟ (کوثر الخیرات'ص:۲۱۷)

(۳) مشرکین نے ذات مصطفیٰ ﷺ کو مجنون کہا اور اُمتی ہونے کے دعویداروں نے آنحضور ﷺ کے علم کو مجنون کے علم سے تشبیہ دی اور کوئی بھی مجنون ذات کے اعتبار سے مجنون نہیں ہوتا' اس کی نوع اور جنس مختلف نہیں ہوتی صرف علم وادراک اور احساس و شعور میں اختلاف کی وجہ سے مجنون کہلاتا ہے' لہٰذا دونوں قول برابر ہیں' صرف لفظوں میں ذرا تغیر ہے۔ (کوثر الخیرات'ص:۲۱۹)

حضرت کی تحقیق سے بھی یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اشرف علی تھانوی صاحب نے نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو زید، عمرو، صبی، مجنون، حیوانات و بہائم کا عین قرار دیا نہ ہی آپ ﷺ کے وصف علم کو ان کے وصف علم کا عین قرار دیا بل کہ صرف آپ ﷺ کے وصف علم کو ان کے علم سے تشبیہ دی ہے اور اس پر آپ کا علمی و تحقیقی تبصرہ کوثر الخیرات میں موجود ہے، جہاں سے چند اقتباسات پیش کر دیے ہیں۔

اب ان تمام اُمور کی روشنی میں آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنی پیش کردہ عبارت پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور و خوض فرمائیں، نیز نظرِ عمیق ڈالیں اور پھر اپنا عندیہ پیش فرمائیں۔

پانچویں عبارت

''جب کہ ایک ہستی نبی ہے تو اس کے پاس لوگوں کے رشد و ہدایت اور اصلاح کا سامان نہیں تھا تو کم از کم اپنی تربیت کا سامان ہونا چاہیے تھا۔''

(تحقیقات، ص: ۲۳۸)

معاذ اللہ! یعنی آپ کہنا چاہتے ہیں کہ قبل از بعثت نبی ﷺ کے پاس اپنی تربیت کا سامان بھی نہیں تھا۔

چھٹی عبارت

مولانا غلام نصیر اور مولانا شعیب کی طرف منسوب صفحات میں تحریر ہے:

''تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ عالم ارواح کی بات ہے اور عالم ارواح اور عالم دنیا کے معاملات مختلف ہوتے ہیں، وہاں سب لوگوں نے اللہ رب العزت کے سوال ''الست بربکم'' کے جواب میں ''بلیٰ'' کہا تھا، لیکن یہاں کوئی شداد، کوئی فرعون، کوئی ہامان اور کوئی ابولہب بن گئے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ عالم ارواح و عالم اجساد کا معاملہ مختلف ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ عالم ارواح میں ملائکہ و انبیاء کے نبی تھے، لیکن یہاں نہ کوئی ملک، نہ نبی، پھر آپ نبی کس کے تھے؟''

اس عبارت پر کسی تبصرہ سے پہلے اس کتاب کے حصہ اول، ص ۶۲ تا ۶۴ کا مطالعہ فرمالیں۔

ساتویں عبارت

محقق بے بدل علامہ محمد کاشف اقبال مدنی مدظلہ العالی کے توسط سے مولانا غلام نصیر سیالوی صاحب کے ارسال کردہ صفحات موصول ہوئے، جن میں مفضول کی افضل پر فضیلت ثابت کرنے کے لیے یہ عبارات درج کی گئی ہیں:

''حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو والدہ ماجدہ کے بطن سے چودہ پارے یاد تھے اور نبی کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر شریف کے بعد نزولِ قرآن سے مشرف کیا گیا''۔

آٹھویں عبارت

''بزرگانِ اہلِ سنت کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ جزوی فضیلت سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ ہم سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا نام سن کر نہیں چومتے تو کیا نبی کریم ﷺ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہے''۔

ہماری معروضات

ہم کہیں گے ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، معاذ اللہ'' ان عبارات کے متعلق کسی تبصرہ سے قبل مجدد برحق امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر

ملاحظہ فرمائیں!

سوال: (۱) عرض یہ ہے کہ ایک آدمی نے وعظ میں کہا: شہید کو نبی پر پانچ درجے زیادہ فضیلت ہے' یہ بات درست ہے یا نہیں؟ امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق زیادتی کرتے ہوئے کہا کہ ابوالشکور کے مصنف میں ان کی تکذیب کی گئی ہے' یعنی ان کے سر اور لاشے پر گھوڑے دوڑائے گئے' خواتین کو بے پردہ کیا گیا' یہ درست ہے یا غلط؟ ابوالشکور نے اپنے مصنف میں یہ بھی بیان کیا کہ یزید نے اپنے بارہ سردار یہ کہتے ہوئے قتل کروادیئے کہ میں نے تمہیں قتل حسین کا حکم نہیں دیا تھا۔

(۲) دوسرے یہ کہا: امام حسن رضی اللہ عنہ کو شہادت ناقص اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہادتِ کاملہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ شہید نہیں' اور اس نے اس حدیث کے بیان میں کہا کہ حضور ﷺ پر شہید کو فضیلت ہے۔ (معاذ اللہ!) امام حسین کے واسطے آپ بتائیں کہ یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب (۱): غیر نبی کو نبی پر فضیلت دینا کفر ہے' اگر جزئی فضیلت مراد ہو تو یہ بے ادبی' بدزبانی اور مسلمانوں کی بدخواہی اور دین و ایمان کو جلانا ہے اور حد سے تجاوز کرنا ظلم ہے' ان کا بغض وغیرہ کفر و حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا' اس نے اپنی جان پر ظلم کیا''۔ اسی طرح غیر ثابت مظالم ملعونہ اور ثابتہ مذکورہ اہل بیت کرام کی اہانت سے خالی نہیں' اہل بیت کے فضائل و مناقب کا بیان ہونا چاہیے نہ یہ کہ ان کو بیچارگاں اور بے سہارا اور خستہ حال ثابت کیا جائے۔

میں نے عقل سے پوچھا بتاؤ! ایمان کیا ہے
تو عقل نے میرے دل کے کان میں کہا: ایمان سراپا ادب ہے

اور ہمیں یزید اور اس کے ظالمانہ افعال و اقوال سے کوئی سروکار نہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں

اس سے اور اس کی امثال سے پناہ عطا فرمائے۔

جواب (۲): پہلی بات بے ادبی اور دوسری کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(فتاویٰ رضویہ (جدید)' ج:۱۴' ص:۶۳۹ تا ۶۴۰)

اولاً: مجدد برحق کے ارشادِ عالیہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت دینا بے ادبی' بدزبانی اور دین و ایمان کو جلانا ہے۔ یہ حرکت مولوی صاحب نے کی ہے' ملاحظہ فرمائیں عبارت نمبر ۶۔ لہٰذا یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتویٰ مبارک کے مطابق بے ادب' بدزبان اور دین و ایمان کو جلانے والے قرار پائے۔

لیکن ناظرین کرام ساتویں عبارت میں کیا گیا استدلال خبیث ترین استدلال ہے' جس میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ پر معاذ اللہ جزئی فضیلت دینے کی ذلیل ترین جسارت کی گئی ہے۔ لہٰذا اس عبارت کے کفر ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے؟

ثانیاً: اس زندیق مضمون نگار نے نہ صرف خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بل کہ اکثر حفاظ کرام جو کہ تقریباً بارہ تیرہ برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیتے ہیں' کو بھی رسول اللہ ﷺ پر جزئی فضیلت دے دی' کیوں کہ نبی کریم ﷺ پر چالیس برس کی عمر کے بعد قرآن مقدس نازل ہوا اور تریسٹھ برس کی عمر مبارک تک ملتا رہا۔

نوٹ: اگر پانچویں' چھٹی اور ساتویں عبارت مولانا غلام نصیر کی نہیں تو وہ اس سے فوراً برأت کا اظہار فرمائیں اور اس کے متعلق راقم کو بہ ذریعہ خط یا فون فوراً اطلاع دیں۔

محرک پنجم

قارئین محتشم! اب ہم آپ کے سامنے کثیر تعداد میں فقہا' محدثین' مفسرین و دیگر اکابرین اُمت کا قبل از بعثت نبی کریم ﷺ کے نبی ہونے کے متعلق مؤقف پیش کرتے

ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

امام تقی الدین سبکی (المتوفی: ۷۵۶ھ)

امام تقی الدین سبکی (المتوفی: ۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

فَحَقِيقَةُ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ تَكُوْنُ مِنْ قَبْلِ خَلْقِ آدَمَ آتَاهُ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْوَصْفَ بِاَنْ يَّكُوْنَ خَلَقَهَا مُتَهَيِّئَةً لِذٰلِكَ وَاَفَاضَهُ عَلَيْهَا مِنْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ فَصَارَ نَبِيًّا وَكَتَبَ اسْمَهُ عَلَى الْعَرْشِ وَاَخْبَرَ عَنْهُ بِالرِّسَالَةِ لِيَعْلَمَ مَلَائِكَتُهُ وَغَيْرُهُمْ كَرَامَتَهُ عِنْدَهُ فَحَقِيقَتُهُ مَوْجُوْدَةٌ مِنْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَاِنْ تَاَخَّرَ جَسَدُهُ الشَّرِيْفُ الْمُتَّصِفُ بِهَا وَاتِّصَافُ حَقِيقَتِهِ بِالْاَوْصَافِ الشَّرِيْفَةِ الْمُفَاضَةِ عَلَيْهِ مِنَ الْحَضْرَةِ الْاِلٰهِيَّةِ وَاِنَّمَا يَتَاَخَّرُ الْبَعْثُ وَالتَّبْلِيْغُ وَكُلُّ مَالَهُ مِنْ جِهَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِنْ جِهَةِ تَاَهُّلِ ذَاتِهِ الشَّرِيْفَةِ وَحَقِيقَةٌ مُعَجَّلٌ لَّا تَاخِيْرَ فِيْهِ وَكَذٰلِكَ اسْتِنْبَاؤُهُ وَاِيْتَاؤُهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَاِنَّمَا الْمُتَاَخِّرُ تَكَوُّنُهُ وَتَنَقُّلُهُ اِلٰى اَنْ ظَهَرَ ﷺ.

(التعظیم والمنہ، الخصائص الکبریٰ ج:۱، ص:۴، ۵، المواہب اللدنیہ ج:۱، ص:۴۲۔۴۳، سبل الہدیٰ ج:۱، ص:۸۱، المورد الروی ص:۲۲ (مفہوم)، الحدیقۃ الندیہ ج:۱، ص:۲۹ (مفہوم)، حجۃ اللہ ص:۳۶، کشف الخفاء ج:۲، ص:۱۱۸ (مفہوم)، فتاویٰ حدیثیہ ص:۲۳۶ (مفہوم)

اس طویل عبارت کا ترجمہ علامہ صدیق ہزاروی صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں!

''تو نبی اکرم ﷺ کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت (قبل: عرفان) ہی یہ وصف (وصفِ نبوت) عطا فرمایا کہ اس نے اس

حقیقت محمدیہ کو قبولِ نبوت کے لیے تیار کیا اور اسی وقت آپ کو عطا فرمایا، پس آپ نبی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم گرامی عرش پر لکھا اور آپ کی رسالت کی خبر دی تا کہ فرشتوں اور ان کے علاوہ سب کو علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نبی اکرم ﷺ کا کتنا بڑا اعزاز ہے۔ تو اس وقت بھی حقیقت محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) موجود تھی، اگرچہ آپ کا جسم اقدس جو وصف نبوت سے موصوف ہے بعد میں وجود میں آیا اور حقیقت محمدیہ اس وقت بھی ان اوصافِ شریفہ سے موصوف تھی جو بارگاہِ خداوندی سے آپ کو مرحمت ہوئے، البتہ بعثت و تبلیغ بعد میں وقوع پذیر ہوئی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور آپ کی ذات اور حقیقت مبارکہ کی اہلیت کی وجہ سے ہے وہ فوری طور پر حاصل ہوا، اس میں کوئی تاخیر نہیں۔ آپ کو نبی بنانے اور کتاب، حکم اور نبوت عطاء کرنے کا معاملہ بھی اسی طرح مقدم ہے اور جو چیز بعد میں حاصل ہوئی، وہ آپ ﷺ کا (جسمانی طور پر) ظہور ہے''۔

قارئین محتشم!

اس طویل عبارت سے درج ذیل اُمور الحمد للہ! روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئے ہیں:

اوّل: اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل ہی وصف نبوت سے متصف فرما دیا تھا۔

ثانیاً: محدثین نبوت و بعثت میں فرق قائم رکھتے ہیں۔

ثالثاً: بعثت و تبلیغ میں تاخیر ہو سکتی ہے اور یہ ممکن ہے کہ نبی ہو لیکن تبلیغ نہ کرے۔

رابعاً: ان عظیم الشان محدثین، مفسرین و فقہا کی جماعت کے مطابق نبی کریم ﷺ کو وصف نبوت عالم ارواح میں ہی مل چکا تھا، لیکن تبلیغ آپ ﷺ نے بعد میں

فرمائی۔ جب امر تبلیغ اتنے ہزاروں سالوں تک مؤخر ہو سکتا ہے تو مزید چالیس برس تک مؤخر ہونے میں کیا قباحت برپا ہو جاتی ہے؟

خامساً: یہ محدثین کرام فرماتے ہیں: ''صار نبیا'' اب ہم حضرت صاحب سے التماس کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے اس جہاں کو اپنے وجودِ مسعود سے منور فرمایا تو آپ ان محدثین ومفسرین وفقہا سے 'لیس نبیا'' یا ''زال نبوته'' کا قول ثابت کر دیں۔

سادساً: (امام تاج الدین سبکی کا موقف)

یہاں پر تبدیلی عالم کی فاسد توجیہہ بھی قابل قبول نہیں، کیوں کہ امام تاج الدین سبکی انبیا علیہم السلام کے وصال کے بعد ان کی نبوت کے تسلسل واستمرار کے متعلق بحث فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''انَّ نَبِيَّنَا حَيٌّ فِي قَبْرِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَبَدًا الْاٰبَادِ عَلَى الْحَقِيْقَةِ لَا الْمَجَازِ وَاَنَّهٗ كَانَ نَبِيًّا وَاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ وَلَمْ تَبْرَحْ نُبُوَّتُهٗ بَاقِيَةٌ وَلَا تَزَلُ''۔ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج:۳ ص:۵۴)

(ترجمہ:) ''ہمارے نبی ﷺ قبر انور میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ بہ طور حقیقت اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں نہ کہ بہ طور مجاز اور آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام آب وگل کے درمیان جلوہ گر تھے اور آپ ﷺ کی نبوت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی ہے اور کبھی زائل نہ ہوگی''۔

غور طلب امر

غور طلب امر یہ ہے کہ بعد از وصال نبوت کے تحقق کے لیے آپ نے عالم دنیا کی نبوت جو کہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہے سے استشہاد نہیں فرمایا بلکہ عالم ارواح والی نبوت

سے استشہاد فرمایا، جو کہ دلائل ظنیہ سے ثابت ہے۔ جس سے یہ بات ظاہر وعیاں ہوتی ہے کہ آپ عالم ارواح سے نبی کریم ﷺ کی نبوت کے استمرار ودوام کو بغیر کسی انقطاع و زوال کے ثابت کرنا چاہتے ہیں، اگرچہ مکین ومکاں، چنین وچناں، عالم وزماں تبدیل ہوتے رہیں۔ نیز وصال کے بعد عالمین یعنی عالم ارواح و عالم دنیا کے بدلنے کے بعد بھی آپ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کے تسلسل واستمرار وبقا پر حدیث 'کنت نبیا الخ'' سے استدلال فرمایا ہے، تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ محض ایک عالم کے بدلنے پر آپ معاذ اللہ نبوت کے مقام پر فائز نہ رہیں؟

سابعاً: ان محدثین میں سے کوئی ایک بھی زوالِ نبوت کا قائل نہیں۔ لہٰذا جو شخص ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقلی کے باعث زوال نبوت کا قائل ہے تو وہ اس پر کتاب و سنت سے ثبوت پیش کرے!

امام ابوشکور سالمی

راقم الحروف نے مسئلہ مبحوثہ کے متعلق امام ابوشکور سالمی کی دو عبارات پہلے ہدیۂ قارئین کی تھیں۔ اب چند مزید عبارات پیش کرتا ہوں اور بعد ازاں امام صاحب کی عبارت کی وضاحت کی جائے گی جو کہ فریق مخالف پیش کرتے ہیں:

(۱) وَاَمَّا عِصْمَةُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّمَا ثَبَتَ بِطَرِيْقِ الْوُجُوْبِ لَا مِنْ طَرِيْقِ الْجَوَازِ فَاِذَا كَانَ وَاجِبَ الْعِصْمَةِ قَبْلَ الْوَحْيِ دَلَّ اَنَّهٗ نَبِيٌّ لِاَنَّ غَيْرَ النَّبِيِّ لَا يَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ مَعْصُوْمًا. (ص:۶۹)

(ترجمہ:) ''تو عصمت انبیا بہ طریق وجوب ثابت ہوگی نہ کہ بہ طریق جواز تو جب نبی قبل وحی واجب العصمۃ ہوئے تو ثابت ہوا کہ وہ نبی تھے اس لیے کہ غیر کا معصوم ہونا واجب نہیں''۔

(۲) وقال اهل السنة والجماعة ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام قبل الوحي كانوا انبياء معصومين واجب العصمة والدليل عليه قوله تعالى خبرا عن عيسى عليه الصلوة والسلام تصديقا له حيث كان في المهد صبيا قال اني عبد الله اتاني الكتاب وجعلني نبيا. ومعلوما ان الوحي لا يكون للصبيان والاطفال لا يكون الا لنبي مرسل وهذا نص من غير تاويل ولا تعريض ومن انكر ذلك فانه يصير كافرا وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه سئل متى كنت نبيا قال كنت نبيا وآدم بين الماء والطين والمعنى فيه وهو ان العصمة للانبياء عليهم الصلوة والسلام قبل الوحي ولانباء من موجبات الضرورة. (ص:۶۸تا۶۹)

(ترجمہ:) ''اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام قبل وحی انبیا ہوتے ہیں اور معصوم واجب العصمہ اور رسول قبل وحی رسول و نبی ہوتا ہے اور مامون ہوتا ہے اور ایسے ہی بعد وفات۔ دلیل اس کی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا قول ہے' عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی اور تصدیق فرمائی' جب کہ وہ مہد پرورش میں تھے۔ ''عیسیٰ نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں' اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے'' (مریم:۳۰) اور معلوم ہے کہ بچوں کو وحی نہیں ہوتی اور کتاب نہیں ملتی مگر نبی و رسول کو یہ نص قطعی ہے' بغیر تاویل و تعریض کے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے' نبی محترم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کس وقت نبی تھے؟ فرمایا: میں اس وقت نبی تھا کہ آدم علیہ السلام آب و گل میں تھے' اس کے معنی یہ ہیں کہ انبیاء کرام کے لیے عصمت قبل وحی موجبات ضروریہ سے ہے۔

(۳) لا يجوز زوال العقل وقصوره في حق الانبياء عليهم الصلوة والسلام سواء كانوا صبيا او بالغين وكذلك في حق الملائكة لان النبي ﷺ كان نبيا قبل البلوغ وقبل الوحي كما انه نبي بعد الوحي وبعد البلوغ والدليل عليه قول الله تعالى في قصة عيسى عليه السلام كان في المهد صبيا قال اني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبيا وجعلني مباركا. (ص:۷)

(ترجمہ:) ''انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں عقل کا زوال اور اس میں قصور اور کوتاہی ممکن نہیں ہے' بلوغت سے پہلے اور بعد میں بھی اسی طرح فرشتوں کے لیے حکم' کیوں کہ نبی بالغ ہونے اور وحی کے نازل ہونے سے قبل بھی اسی طرح ہی نبی ہوتا ہے جس طرح کہ بالغ ہونے اور وحی کے نزول کے بعد ہوتا ہے' اس پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے: عیسیٰ پنگوڑے میں تھے' انہوں نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں' اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی اور برکت والا بنایا''۔

ان عبارات سے درج ذیل اُمور اظہر من الشمس ہوگئے ہیں:

اوّلاً: امام صاحب کے نزدیک تمام انبیا علیہم السلام قبل وحی نبی تھے۔ شیخ الحدیث صاحب نبی کریم ﷺ کے قبل وحی نبی ہونے کے قائل نہیں' جب کہ امام صاحب تمام انبیا علیہم السلام کو قبل وحی نبوت کے مقام پر فائز سمجھتے ہیں۔

ثانیاً: امام صاحب قبل وحی نبی ہونے پر واجب العصمۃ ہونے سے استدلال کر رہے ہیں جب کہ شیخ الحدیث اور آپ کی کتاب تحقیقات کے ایک فاضل تقریظ نگار اس طرز استدلال کا نہایت بے دردی سے ردّ فرما کر پھر امام صاحب کے مدمقابل کھڑے

ہو گئے۔

ثالثاً: امام صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں نبی ہونا نص قطعی سے ثابت ہے' جس میں کوئی تاویل تعریض نہیں اور اس کا منکر کافر ہے' جب کہ حضرت شیخ الحدیث اور بالخصوص مولانا غلام نصیر صاحب کا راجح اور مختار اور معتبر و معتمد علیہ قول یہ ہے کہ آپ چالیس برس کی عمر میں نبی بنائے گئے۔

رابعاً: امام صاحب نے نبی کریم ﷺ کے قبل وحی نبی ہونے پر حدیث ''کنت نبیا'' سے بھی استدلال فرمایا اور اسی سے ثابت فرمایا کہ نبی کے لیے قبل وحی عصمت موجبات ضروریہ میں سے ہے اور قبل از وحی واجب العصمۃ ہونا نبوت کو مستلزم ہے۔

خامساً: نبی بالغ ہونے سے پہلے بھی نبی ہوتا ہے۔

نوٹ: ممکن ہے کہ کوئی شخص جذبات کی رو میں بہتا ہوا یہ اعتراض وارد کر دے کہ امام صاحب کا موقف تو آپ کے بھی خلاف ہے' کیوں کہ آپ بھی تمام انبیا علیہم السلام کو قبل از بلوغ نبوت کے مقام پر فائز نہیں سمجھتے۔

جواباً عرض ہے کہ امام صاحب کی عبارت سے نبوت کی نفی پر استدلال اوّلاً آپ نے فرمایا ہے' لہٰذا الزامی جواب کے طور پر ہم نے ان کی عبارات نقل کی ہیں۔

ثانیاً: امام صاحب کی عبارات جزوی طور پر ہمیں مفید جب کہ کلی طور پر آپ کے لیے مضر ہیں۔ امام صاحب نے نبی کریم ﷺ کو چالیس برس کی عمر مبارک سے قبل بھی نبی تسلیم کیا' جب کہ آپ اس کا مطلقاً انکار کرتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی (المتوفی: ۶۰۶ھ)

آپ کا ایک قول شرح فقہ اکبر کے حوالہ سے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کے علاوہ

آپ فرماتے ہیں:

اَنَّ کَوْنَ آدمَ عَلَیْـہِ السَّلَامُ مَسْجُوْدًا لِلْمَلَائِکَۃِ لَا یُوْجِبُ اَنْ یَکُوْنَ اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ' بِدَلِیْلِ قَوْلِہٖ ﷺ ''آدَمُ وَمَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ'' وَقَالَ: ''کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ''. (کبیر ج:۶' ص:۱۲۹' زیر آیت تلک الرسل)

یعنی: ''حضرت آدم علیہ السلام کا مسجود ملائکہ ہونا اس بات کا موجب نہیں کہ آپ علیہ السلام حضرت محمد ﷺ سے افضل ہوں۔ اس پر دلیل آپ ﷺ کا یہ قول ہے کہ قیامت کے دن آدم علیہ السلام اور آپ کے سوا سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب و گل میں جلوہ گر تھے''۔

علامہ آلوسی حنفی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ)

آپ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''روح المعانی'' میں خامہ فرسا ہیں:

(۱) وَاِذَا کَانَ بَعْضُ اِخْوَانِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ قَدْ اُوْتِیَ الْحُکْمَ صَبِیًّا اِبْنَ سَنَتَیْنِ اَوْ ثَلَاثٍ فَھُوَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوْلٰی بِاَنْ یُّوْحٰی اِلَیْہِ ذٰلِکَ النَّوْعُ مِنَ الْاِیْحَاءِ صَبِیًّا اَیْضًا. وَمَنْ عَلِمَ مَقَامَہٗ وَصَدَّقَ بِاَنَّہُ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ لَمْ یَسْتَبْعِدْ ذٰلِکَ فَتَاَمَّلْ.

''جب آپ ﷺ کے انبیائے کرام سے بعض بھائی ایسے تھے جنھیں ان کے بچپن میں دو یا تین برس کی عمر میں نبوت مل گئی تو آپ ﷺ اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ ﷺ کی طرف بھی وحی کی یہ قسم آپ ﷺ کے بچپن ہی میں بھیجی جائے' اور

جو شخص آپ ﷺ کے مقام عالی شان کو جانتا ہے اور یہ تصدیق کرتا ہے کہ آپ ﷺ ایسے حبیب ہیں جو کہ اس وقت بھی نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام آب و گل میں جلوہ گر تھے تو وہ اس بات کو بعید نہیں جانے گا' تامل فرمائیں''۔

(ج:۲۵'ص:۸۳)

(۲) فَهُوَ نَبِيٌّ وَّلَا آدَمَ وَلَا مَاءَ وَلَا طِيْنَ وَلَا يُعْقَلُ نَبِيٌّ بِدُوْنِ اِيْحَاءٍ.

(ترجمہ از تحقیقات:) ''آپ اس وقت نبی تھے جب کہ نہ حضرت آدم علیہ السلام تھے اور نہ پانی اور مٹی' جب کہ کسی شخص کا نبی ہونا بغیر وحی کے قابل تصور ہی نہیں''۔

(ج:۲۵'ص:۸۷)

(۳) وَلَا شَكَّ اَنَّهٗ قَبْلَ الْوَحْيِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَعْلَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَا عَلِمَ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْوَحْيِ.

''اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نزولِ وحی سے پہلے آپ ﷺ یہ نہیں جانتے تھے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ کو اس کا علم صرف وحی سے ہوا''۔

(ج:۲۵'ص:۵۸' زیر آیت' شوریٰ:۵۲)

اس عبارت میں آپ نے نبی کریم ﷺ کو قبل از وحی رسول کے مقام پر فائز قرار دیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ﷺ کو وحی کے نزول سے پہلے اپنے اس مقام کا علم نہ تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو قبل از وحی جلی بھی یہ علم تھا کہ آپ ﷺ نبی تھے۔ اس کی تفصیل حصہ اوّل میں ملاحظہ فرمائیں!

علامہ اسماعیل حقی (المتوفی: ۱۱۳۷ھ)

علامہ اسماعیل حقی' نبی کریم ﷺ کے خصائص بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وَاَمَّا الْفَضِيْلَةُ الْعُظْمٰى وَالْاٰيَةُ الْكُبْرٰى اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَكْرَمَ سَيِّدَ

الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِى الصَّبَاوَةِ بِالسَّجْدَةِ عِنْدَ الْوِلَادَةِ بِاَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَرْحِ الصَّدْرِ وَخَتْمِ النُّبُوَّةِ وَخِدْمَةِ الْمَلَائِكَةِ وَالْحُوْرِ عِنْدَ الْوِلَادَةِ وَاَكْرَمَ بِالنُّبُوَّةِ فِىْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ قَبْلَ الْوِلَادَةِ وَالصَّبَاوَةِ وَكَفٰى بِذٰلِكَ اخْتِصَاصًا وَتَفْضِيْلًا.

''اور فضیلت عظمیٰ اور معجزۂ کبریٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین کو آپ کے بچپن میں ولادت کے وقت سجدہ کرنے کی نعمت سے نوازا' کیوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' نیز شرح صدر' ختم نبوت اور آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ملائکہ اور حوروں کی خدمت گزاری اور آپ ﷺ کو قبل از ولادت عالم ارواح میں اور بچپن میں نبوت سے مشرف فرمایا' یہی بات آپ ﷺ کے تخصیص اور فضیلت کے لیے کافی ہے''۔ (روح البیان' ج:۵' ص:۳۳۰)

علامہ فاسی

علامہ فاسی (المتوفی:۱۰۵۲ھ) نبی کریم ﷺ کے نبوت میں تقدم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(i) وَيَحْتَمِلُ اَنَّ الْمُرَادَ الْاِصَالَةُ فِى النُّبُوَّةِ لِذِكْرِهٖ مَعَهَا وَاِصَالَتُهٗ فِيْهَا بِتَقَدُّمِ نُبُوَّتِهٖ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَيَتَقَلُّبِهٖ فِىْ اَصْلَابِ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلٰى نَبِيٍّ حَتّٰى خَرَجَ نَبِيًّا كَمَا رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِىْ تَفْسِيْرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَتَقَلُّبَكَ فِى السَّاجِدِيْنَ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ!

''اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد نبوت میں اصالت ہو اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اصیل کا ذکر نبوت کے ساتھ ہے اور آپ ﷺ کی نبوت میں

اصالت اس لحاظ سے ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے مقدم ہے اور اصلاب انبیائے عظام میں آپ ﷺ کی منتقلی، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے قول "وتقلبك فی الساجدین" کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ بہ حیثیت نبی پیدا ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(مطالع المسرات، ص:۲۱۷)

(ii) اَوْ فَتْحَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّهٗ اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ. (مطالع المسرات، ص:۱۶۶)

"یا پھر آپ ﷺ کے ذریعے سلسلہ نبوت کا آغاز فرمایا کیوں کہ آپ ﷺ پہلے نبی ہیں"۔

(iii) فَيَكُوْنُ الْفَاتِحُ بِمَعْنَى الْمَبْدَاءُ الْمُقَدَّمُ فِي الْاَنْبِيَاءِ.

(مطالع المسرات، ص:۱۳۰)

"پس آپ ﷺ اس معنی کے لحاظ سے فاتح ہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کی ابتداء اور سب سے پہلے ہیں"۔

علامہ خفاجی

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی (المتوفی:۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

اَوْ لِتَقَدُّمِهِ الْوَاقِعِ وَآدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ فَلَا يُنَافِيْ تَقْدِيْمَ نُوْحٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِتَقَدُّمِهِ فِيْ مَقَامٍ آخَرَ فَاِنَّ لِكُلِّ مَقَامٍ مَقَالًا.

"یا پھر یہ ہے کہ آپ واقعتہً سب انبیا سے مقدم ہیں جب کہ آدم علیہ السلام ابھی آب وگل میں جلوہ گر تھے اور کسی دوسرے مقام پر حضرت نوح علیہ السلام

کا پہلے ذکر کرنا اس کے منافی نہیں، کیوں کہ ہر مقام کے لیے الگ گفت گو ہوتی ہے"۔ (حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی، ج:۷، ص:۲۶۸، زیر آیت احزاب:۷)

آپ اپنی تصنیف نسیم الریاض میں رقم طراز ہیں:

وَلَيْسَ الْمَعْنٰى اَنَّهٗ كَانَ نَبِيًّا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ كَمَا قِيْلَ لِاَنَّهٗ لَا يُخْتَصُّ بِهٖ بَلْ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ رُوْحَهٗ قَبْلَ سَائِرِ الْاَرْوَاحِ وَخَلَعَ عَلَيْهَا خِلْعَةَ التَّشْرِيْفِ بِالنُّبُوَّةِ اِعْلَامًا لِلْمَلَاءِ الْاَعْلٰى بِهٖ وَاِذَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ صِفَةً لِرُوْحِهٖ عُلِمَ اَنَّهٗ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهٖ نَبِيٌّ رَسُوْلٌ وَلَا يَضُرُّ اِنْقِطَاعُ الْاَحْكَامِ وَالْوَحْيِ.

"اور معنی یہ نہیں کہ آپ ﷺ محض اللہ تعالیٰ کے علم میں نبی تھے جیسا کہ کہا گیا ہے، کیوں کہ اس طرح یہ آپ ﷺ کا خاصہ نہ رہے گا، بل کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی تمام ارواح سے قبل آپ ﷺ کی روحِ مقدس کو تخلیق فرمایا اور ملاء اعلیٰ کو آگاہ فرمانے کے لیے اسے نبوت کی خلعت پہنائی اور جب نبوت آپ کی روح پاک کی صفت ہے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنے وصال باکمال کے بعد بھی نبی اور رسول ہیں اور احکام و وحی کا منقطع ہونا (نبوت و رسالت کے دوام کے لیے) مضر نہیں"۔

(نسیم الریاض، ج:۲، ص:۲۰۰)

علامہ حسن چلپی

فاضل نبیل علامہ حسن چلپی راقم ہیں:

اِنَّ سِيَاقَ الْحَدِيْثِ يُشْعِرُ بِاخْتِصَاصِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذَا الْفَضِيْلَةِ مِنْ بَيْنِ الْاَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَعَلٰى كُلٍّ مِنَ التَّوْجِيْهَيْنِ لَا

اخْتِصَاصُ الْفَضِيلَةِ الْمَذْكُورَةِ بِهٖ.

''یعنی سیاقِ حدیث تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مابین نبی کریم ﷺ کے لیے اس فضیلت عظمیٰ (عالم ارواح میں ہی مرتبہ نبوت کا ثبوت) کی تخصیص پر مشعر ہے جب کہ ان مذکورہ دونوں توجیہوں کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کا فضیلت مذکورہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی اختصاص نہیں رہتا''۔

(حاشیہ علی شرح المواقف ج:۸ ص:۲۲۶)

آپ مزید رقم فرماتے ہیں:

وَنَبِيُّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ فِي نَشَاتِهِ الرُّوحَانِيَّةِ نَبِيًّا لِلْأَرْوَاحِ وَمُتَوَسِّطًا فِي تَعْيِينِ حِصَصِ كَمَالَاتِهِمِ الرُّوحَانِيَّةِ الَّتِي بِحَسْبِهَا يَظْهَرُ كَمَالَاتُهُمُ الْجِسْمَانِيَّةُ.

''اور ہمارے نبی ﷺ اپنی نشاۃ روحانیہ میں ارواح کے لیے نبی تھے اور ان کے کمالات روحانیہ جن کے موافق ان کے کمالات جسمانیہ ظاہر ہوئے' کے حصص کی تعیین میں واسطہ تھے''۔

❁❁❁❁❁

اقوال فقہائے اسلام رحمۃ اللہ علیہم

امام الانبیا حضرت محمد مصطفی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. (بخاری' کتاب العلم رقم حدیث:۷۱)

''اللہ تعالیٰ جس شخص کی بھلائی چاہتا ہے' اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا فرماتا ہے''۔

لہٰذا راقم الحروف اب اہل خیر یعنی فقہائے اسلام کے بیان کردہ شذرات ذہب میں سے چند شذرات مقدسہ ہدیۂ قارئین کرتا ہے' تا کہ فقہائے اسلام کے ارشادات کی عدم موجودگی کی وجہ سے اب تک جو تشنگی تھی' وہ دور ہو' موافقین کے لیے مزید تسلی و تشفی جب کہ مخالفین کے لیے رغبت و رجوع کا باعث بنے۔ تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ یہ سعادت بھی الحمدللہ! کتاب ''نبوت مصطفی ﷺ'' کو حاصل ہوئی ہے کہ ان عظیم فقہا کی کثیر عبارات کو پہلی مرتبہ ہدیۂ قارئین کر رہی ہے اور یہ تحقیق ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں ملے گی۔

جھوم جھوم اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

(۱) علامہ عمر بن نجیم المصری (المتوفی:۱۰۰۵ھ) راقم ہیں:

اُخْتُلِفَ هَلْ كَانَ ﷺ قَبْلَ الْبِعْثَةِ مُتَعَبِّدًا بِشَرْعِ أَحَدٍ فَأَبَى ذٰلِكَ

بَعْضُهُمْ وَهُوَ مُخْتَارُ مُحَقِّقِيْ اَصْحَابِنَا لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَبْلَ الرِّسَالَةِ فِيْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ لَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّةِ نَبِيٍّ قَطُّ.

(النہر الفائق ج:۱ ص: ۷۵ مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ)

(ترجمہ:) ''اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا کہ کیا نبی کریم ﷺ قبل از بعثت کسی اور نبی کی شریعت کے مطابق عبادت فرماتے تھے؛ تو بعض محققین نے اس کا انکار فرمایا اور یہی ہمارے اصحاب میں سے محققین کا مختار ہے؛ کیوں کہ آپ ﷺ رسالت سے قبل نبوت کے مقام پر فائز تھے اور آپ ﷺ کبھی بھی کسی بھی دوسرے نبی کے اُمتی نہ تھے''۔

(۲) علامہ علی قاری (المتوفی: ۱۰۱۴ھ) خامہ فرسا ہیں:

قَالَ الْاِمَامُ فَخْرُ الدِّيْنِ الرَّازِيْ: اَلْحَقُّ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَبْلَ الرِّسَالَةِ مَا كَانَ عَلٰى شَرْعِ نَبِيٍّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ لِاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّةِ نَبِيٍّ قَطُّ لٰكِنَّهٗ كَانَ فِيْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ قَبْلَ الرِّسَالَةِ ' وَكَانَ يَعْمَلُ بِمَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِيْ ظَهَرَ عَلَيْهِ فِيْ مَقَامِ نُبُوَّتِهٖ بِالْوَحْيِ الْخَفِيِّ وَالْكُشُوْفِ الصَّادِقَةِ مِنْ شَرِيْعَةِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَغَيْرِهَا كَذَا نَقَلَهُ الْقُوْنَوِيْ فِيْ شَرْحِ عُمْدَةِ النَّسَفِيْ ' وَفِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ نُبُوَّتَهٗ لَمْ تَكُنْ مُنْحَصِرَةً فِيْمَا بَعْدَ الْاَرْبَعِيْنَ كَمَا قَالَ جَمَاعَةٌ. بَلْ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهٗ مِنْ يَوْمِ وِلَادَتِهٖ مُتَّصِفٌ بِنَعْتِ نُبُوَّتِهٖ ' بَلْ يَدُلُّ حَدِيْثُ ''كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ'' عَلٰى اَنَّهٗ مُتَّصِفٌ بِوَصْفِ نُبُوَّتِهٖ فِيْ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ قَبْلَ خَلْقِ

الْاَشْبَاحِ ' وَهٰذَا وَصْفٌ خَاصٌّ لَّهٗ لَا اَنَّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰى خَلْقِهٖ لِلنُّبُوَّةِ وَاسْتِعْدَادِهٖ لِلرِّسَالَةِ كَمَا يُفْهَمُ مِنْ كَلَامِ الْاِمَامِ حُجَّةِ الْاِسْلَامِ ' فَاِنَّهٗ حِيْنَئِذٍ لَّا يَتَمَيَّزُ عَنْ غَيْرِهٖ حَتّٰى يَصْلُحَ اَنْ يَّكُوْنَ مَمْدُوْحًا بِهٰذَا النَّعْتِ بَيْنَ الْاَنَامِ. (شرح الفقہ الاکبر ص: ۶۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(مفہوم:) ''امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حق بات یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ قبل از رسالت (سابقہ) انبیا علیہم الصلوۃ والسلام میں سے کسی کی بھی شریعت کے پابند نہ تھے اور یہی محققین حنفیہ کا مختار ہے؛ کیوں کہ آپ ﷺ کسی بھی نبی کے اُمتی نہ تھے بل کہ آپ ﷺ بہ ذاتِ خود رسالت سے قبل نبوت کے مقام پر فائز تھے۔ اور آپ ﷺ مقام نبوت پر فائز ہوتے ہوئے بھی حضرت ابراہیم اور دیگر انبیا علیہم السلام کے شرائع کی غیر منحرف حق بات پر عمل کرتے جو بہ ذریعہ وحی خفی اور سچے کشوف کے ذریعے آپ پر ظاہر کی جاتی۔ علامہ قونوی نے شرح عمدۃ النسفی میں اسی طرح نقل فرمایا ہے اور اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت چالیس سال کے بعد کے عرصہ پر منحصر نہیں؛ جیسا کہ ایک جماعت نے کہا ہے بل کہ اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ یوم ولادت سے ہی وصف نبوت سے متصف تھے؛ بل کہ حدیث مبارک ''کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد'' اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ اجساد کی تخلیق سے قبل عالم ارواح ہی میں وصف نبوت سے متصف تھے۔ اور یہ آپ ﷺ کا وصف خاص ہے اور اس حدیث مبارک کو اس بات پر محمول نہیں کیا جائے گا کہ آپ ﷺ کی تخلیق نبوت کے لیے کر دی گئی ہے؛ اور یہ کہ آپ ﷺ میں

محض رسالت کی استعدادات موجود ہیں' جیسا کہ حجۃ الاسلام امام غزالی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس صورت میں آپ ﷺ دیگر انبیا سے ممیز نہ ٹھہریں گے کہ مخلوقات میں آپ ﷺ کا اس وصف خاص سے ممدوح ہونا صحیح ٹھہرے''۔

(۳) علامہ سید طحطاوی (المتوفی: ۱۲۳۱ھ) رقم طراز ہیں:

تنبیہ: اَلْمُخْتَارُ اَنَّہُ ﷺ لَمْ یَکُنْ قَبْلَ بَعْثَۃٍ مُتَعَبِّدًا بِشَرْعِ اَحَدٍ لِاَنَّہٗ قَبْلَ الرِّسَالَۃِ فِیْ مَقَامِ النُّبُوَّۃِ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّۃِ نَبِیٍّ بَلْ کَانَ یَعْمَلُ بِمَا ظَہَرَ لَہٗ بِالْکَشْفِ الصَّادِقِ مِنْ شَرِیْعَۃِ اِبْرَاہِیْمَ وَقِیْلَ غَیْرُ ذٰلِکَ.

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح' ص: ۹۳' قدیمی کتب خانہ' کراچی)

(ترجمہ:) '' تنبیہ: مختار قول یہ ہے کہ آپ ﷺ قبل از بعثت کسی بھی نبی کی شریعت کے مطابق عبادت کرنے کے پابند نہ تھے' کیوں کہ آپ ﷺ قبل از رسالت مقام نبوت پر فائز تھے اور کسی بھی نبی کے اُمتی نہ تھے بل کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا کسی دوسرے نبی کی شریعت میں سے جو بات سچے کشف کے ذریعے آپ کے لیے ظاہر کی جاتی' آپ ﷺ اس پر عمل فرماتے''۔

(۴) آپ اپنا یہی موقف '' حاشیہ علی الدر المختار'' میں بھی حیز تحریر میں لائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں! (ج:۱' ص:۱۷۳' المکتبۃ العربیہ)

(۵) حاشیہ علی الدر المختار میں آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَوْلُہٗ لِاَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِیْ مَقَامِ النُّبُوَّۃِ فِیْہِ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ وَالرُّسُلَ بَعْدَ مُوْسٰی مَا عَدَا عِیْسٰی کَانُوْا عَلٰی شَرِیْعَۃِ مُوْسٰی فَلَا مَانِعَ مِنْ کَوْنِہٖ ﷺ عَامِلًا بِشَرِیْعَۃٍ مِنْ قَبْلِہٖ

(ج:۱' ص:۱۷۳' المکتبۃ العربیہ)

'' اور ان کا قول کیوں کہ نبی کریم ﷺ نبوت کے مقام پر فائز تھے' اس کے متعلق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ انبیا اور رسل علیہم السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے' لہٰذا کوئی چیز مانع نہیں کہ نبی کریم ﷺ (نبی ہوتے ہوئے: عرفان) اپنے سے پہلے کسی شریعت کے عامل ہوں''۔

(۶) امام شامی (المتوفی: ۱۲۵۲ھ) درمختار کی عبارت '' ہَلْ کَانَ قَبْلَ الْبَعْثَۃِ مُتَعَبِّدًا بِشَرْعٍ الخ '' کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

قَوْلُہٗ مُتَعَبِّدًا بِکَسْرِ الْبَاءِ. فِی الْقَامُوْسِ: تَعَبَّدَ تَنَسَّکَ. وَظَاہِرُ قَوْلِہٖ فِیْ شَرْحِ التَّحْرِیْرِ اَیْ مُکَلَّفًا. اَنَّہٗ بِفَتْحٍ لٰکِنَّ الْاَظْہَرَ الْاَوَّلُ لِاَنَّہٗ بِالْفَتْحِ یَقْتَضِی الْاَمْرَ وَالْکَلَامُ فِیْمَا قَبْلَ الْبَعْثَۃِ تَاَمَّلْ. قَوْلُہٗ اَلْمُخْتَارُ عِنْدَنَا لَا' نَسَبَہٗ فِی التَّقْرِیْرِ الْاَکْمَلِیِّ اِلٰی مُحَقِّقِیْ اَصْحَابِنَا قَالَ لِاَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَبْلَ الرِّسَالَۃِ فِیْ مَقَامِ النُّبُوَّۃِ لَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّۃِ نَبِیٍّ قَطُّ الخ وَعَزَاہُ فِی النَّہْرِ اَیْضًا اِلَی الْجُمْہُوْرِ.

(ردالمحتار' ج:۱' ص:۳۵۸' ایچ۔ایم سعید کمپنی' کراچی)

'' متعبد حرف با کی کسرہ سے ہے۔ قاموس میں ہے: تعبد یعنی تنسک۔ شرح التحریر کے قول سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مکلفاً ہے یعنی فتح کے ساتھ' لیکن زیادہ ظاہر پہلا ہے' کیوں کہ فتح (زبر) امر کا تقاضا کرتا ہے جب کہ کلام زمانہ قبل از بعثت کے متعلق ہے۔ تامل فرمائیں! آپ کا قول کہ ہمارا مختار یہ ہے کہ نہیں؟ تقریر اکملی میں اسے ہمارے محقق اصحاب کی طرف منسوب کیا ہے۔ کہا کہ

یہ اس لیے ہے کہ آپ ﷺ رسالت سے قبل مقام نبوت پر فائز تھے اور آپ ﷺ کسی بھی نبی کے اُمتی نہ تھے' الخ۔ اور النہر الفائق میں بھی اسے جمہور کی طرف منسوب کیا ہے''۔

(۷) علامہ سید محمد ابی السعود الحنفی (المتوفی:۹۸۲ھ) لکھتے ہیں:

وَالْمُخْتَارُ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَبْلَ الْبِعْثَةِ لَمْ يَكُنْ مُتَعَبِّدًا بِشَرْعِ اَحَدٍ لِاَنَّهُ قَبْلَ الرِّسَالَةِ فِیْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ لَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّةِ نَبِیٍّ۔

(فتح المعین' ج:۱' ص:۱۳۶)

(ترجمہ:) ''اور مختار قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ قبل از بعثت کسی بھی نبی کی شریعت کے مطابق عبادت کرنے کے پابند نہیں تھے' کیوں کہ آپ ﷺ رسالت سے قبل نبوت کے مقام پر فائز تھے اور کسی بھی نبی کے اُمتی نہ تھے''۔

مذکورہ بالا پانچ فقہائے اسلام کی سات عدد عبارات سے درج ذیل اُمور روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئے ہیں:

اولاً: فقہائے کرام بعثت کی تعبیر رسالت سے کرتے ہیں۔

ثانیاً: رسول اللہ ﷺ قبل از بعثت نبوت کے مقام پر فائز تھے۔

ثالثاً: قبل از بعثت مقدسہ آپ ﷺ کسی بھی نبی کے اُمتی تھے نہ ہی ان کی شریعت کے پابند۔

رابعاً: قبل از بعثت بھی آپ ﷺ پر وحی خفی کا نزول ہوتا تھا۔

خامساً: اگر آپ ﷺ قبل از بعثت کسی دوسرے نبی کی شریعت پر عمل کرتے ہوتے' تب بھی یہ بات آپ ﷺ کے قبل از بعثت نبی ہونے کے منافی نہیں۔ اس مؤقف کی توثیق و تصدیق و تائید مجدد وقت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے بھی ہوتی

ہے' آپ فرماتے ہیں:

(۱) اور یہی باعث ہے کہ جب آخر الزمان میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نزول فرمائیں گے باآنکہ بدستور منصب رفیع نبوت و رسالت پر ہوں گے' حضور پُرنور سید المرسلین ﷺ کے اُمتی بن کر رہیں گے' حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے' حضور کے ایک اُمتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے''۔

(تجلی الیقین' ص:۱۵)

(۲) حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوۃ والسلام رسالت سے معزول ہوں گے' نہ حضور ﷺ کا اُمتی ہونا رسالت کے خلاف۔ وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور ﷺ کے اُمتی تھے اور بعد رفع اُمتی ہو کر اتریں گے' تمام انبیا و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور ﷺ کے اُمتی تھے اور اب بھی اُمتی ہیں' جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور ﷺ نبی الانبیا ہیں۔ (فتاوی رضویہ (قدیم)' ج:۹' ص:۱۲)

سادساً: قبل از بعثت حصولِ اوامر کی نفی نبوت کی نفی کو مستلزم نہیں۔

سابعاً: عالم ارواح میں نبی کریم ﷺ کی نبوت محض علم الٰہی میں نہ تھی بل کہ خارج میں بھی تھی۔

محتشم قارئین!

آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ یہ تمام اُمور ہمارے مفید مطلب ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ فریق مخالف کی پیش کردہ مختلف تاویلات کی مکمل طور پر تردید کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مقام و مرتبہ و خصائص و خصائل و شمائل کی زیادہ سے زیادہ آگہی عطا فرمائے' آمین!

نوٹ: ایک وہمی مولوی نے علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے موقف ''کان فی مقام النبوۃ قبل الرسالۃ'' کو آپ کا سہو قرار دیا ہے، جب کہ فقہائے کرام کی یہ تحقیق ثابت کر رہی ہے کہ علامہ علی قاری نہیں بل کہ یہ مولوی صاحب بہ ذات خود وہم، سہو و جہل مرکب کا شکار ہیں۔

❁❁❁❁❁

علامہ نقی علی خان

ہم پہلے رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کا موقف آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور پھر ان عبارات کا جواب ہدیۂ قارئین کریں گے جن سے بعض الناس اپنے مخصوص نظریہ کے اثبات کے لیے استدلال کرتے ہیں۔

علامہ نقی علی خاں راقم ہیں:

(۱) اَلَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ.

یعنی ''وہ ذات جو اس وقت بھی نبی تھی جب کہ حضرت آدم علیہ السلام آب و گل میں جلوہ گر تھے''۔ (انوار جمال مصطفیٰ، ص:۲۳)

(۲) ت: ایک بار صحابہ نے گزارش کی: آپ کب سے پیغمبر ہوئے؟ فرمایا: جب کہ آدم درمیان روح و جسد کے تھے۔

گسترده در سرائے نبوت بساط خود — آدم ہنوز رخت نیاوردہ از عدم

(انوار جمال مصطفیٰ، ص:۱۰۸، سرور القلوب، ص:۵۷)

(۳) اور آپ کو آمنہ کی گود میں لٹایا اس وقت آپ نے جناب الٰہی میں سجدہ کیا اور کہا: ''رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ. خدایا! میری اُمت کو میرے واسطے بخش دے'' خطاب ہوا: ''وَهَبْتُكَ اُمَّتَكَ بِاَعْلٰى هِمَّتِكَ'' میں نے تیری اُمت کو بہ سبب تیری بلند ہمت کے بخش دیا۔ پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا: 'اُشْهَدُوْا یا

مَلَائِکَتِی اَنَّ حَبِیْبِیْ لَمْ یُنْسَی اُمَّتَہٗ عِنْدَ الْوِلَادَۃِ فَکَیْفَ یُنْسَاھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ''اے فرشتو! گواہ ہو کہ میرا حبیب اپنی اُمت کو پیدا ہونے کے وقت نہ بھولا تو اس کو قیامت کے دن کس طرح بھولے گا۔

(انوار جمال مصطفیٰ' ص: ۱۳۲ تا ۱۳۳' سرور القلوب' ص: ۱۳)

(۴) شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں: اس روایت سے معنی دو حدیث کے حل ہوئے' ایک بعثت الی الناس کافہ کہ میں کافہ اہل زمان میں منحصر جانتا تھا' اب معلوم ہوا کہ تمام اولین و آخرین مراد ہیں۔ دوسری کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد کہ میں اس ثبوت کو صرف علم الٰہی میں منحصر سمجھتا تھا۔ اب ثابت ہوا کہ خارج میں بھی ہے۔ انتہیٰ!

تنبیہ: ''خ'' یہاں سے معلوم ہوا کہ روح مبارک قبل از وجود بھی متصف برسالت تھی اور بعد انتقال کے بھی متصف ہے۔ گویا یہ صفت لوازم روح مقدس سے یعنی طباع وجد فوجد سے ہے۔

(انوار جمال مصطفیٰ' ص: ۲۴۷' سرور القلوب' ص: ۲۲۲' ۲۲۳)

(۵) ''میں پیغمبر تھا اور آدم درمیان مٹی اور پانی کے''۔

(انوار جمال مصطفیٰ' ص: ۲۶۲' سرور القلوب' ص: ۲۵۰)

(۶) ایک پرتو (عکس) اس احاطہ کا اس جناب پر بھی واقع ہوا ہے۔ وہ جناب بھی نبوت و رسالت کو محیط ہیں کہ اوّل النبیین بھی وہ ہی ہیں اور آخر النبیین اور خاتم النبیین بھی وہ ہی ہیں۔ (انوار جمال مصطفیٰ' ص: ۲۶۳' سرور القلوب' ص: ۲۵۱)

(۷) قسطلانی اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ بعد ولادت کے آپ نے خدا کو سجدہ کیا اور انگشت مبارکہ آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّی

رسول اللّٰہ ''سوا خدا کے کوئی معبود نہیں' بے شک میں خدا کا رسول ہوں۔

(انوار جمال مصطفیٰ' ص: ۱۳۳' سرور القلوب' ص: ۱۳)

(۸) ''جب وہ رحمت عالم پیدا ہوئے' پروردگار کو سجدہ کیا اور امتی فرمایا''۔

(سرور القلوب' ص: ۹۵' انوار جمال مصطفیٰ' ص: ۲۱۸)

(۹) اور سب پیغمبروں کی صفات اس ذات بابرکات میں جمع کر کے ہزاروں کمالات کے ساتھ کہ بالاصالت کسی کو حاصل نہ ہوئی مخصوص فرمایا۔

(سرور القلوب' ص: ۱۹۶)

(۱۰) اجتماع کمالات کہ جناب باری نے تمام کمالات اگلے پیغمبروں کے بل کہ اعلیٰ اور افضل ان سے ذات جامع البرکات میں جمع کیے''۔

(سرور القلوب' ص: ۲۶۱' انوار جمال مصطفیٰ' ص: ۳۰۹)

اس مختصر وضاحت کے بعد اب بھی اگر کوئی شخص رئیس المتکلمین کی طرف یہ بات منسوب کرے کہ آپ نبی کریم ﷺ کو قبل از بعثت نبی تسلیم نہیں کرتے تو اسے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ

''جھوٹے کی کوئی عزت نہیں''

وضاحت طلب اُمور

محتشم قارئین! کسی بھی فرد کی طرف یہ بات منسوب کرنے کے لیے کہ وہ قبل از بعثت نبی کریم ﷺ کی نبوت کا معتقد نہیں ہے یا یہ کہ اس کی فلاں فلاں عبارت اس پر دال ہے کہ نبی کریم ﷺ قبل از بعثت نبی نہ تھے' درج ذیل اُمور کا تحقق ضروری ہے:

وہ محقق نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح میں نبی تسلیم نہیں کرتے۔

یا

وہ حدیث کنت نبیا کو قابل حجت نہیں سمجھتے۔

یا

وہ حدیث کنت نبیا کو حقیقی معنی پر محمول نہیں کرتے۔

یا

وہ حضور ﷺ کو عالم ارواح میں نبی تو تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ زوالِ نبوت کے قائل ہیں۔

یا

وہ زمانہ یا عالم بدلنے سے نبوت کے غیر مؤثر وسلب ہو جانے کے قائل ہیں۔

محض قبل نبوت یا بعد از نبوت کے الفاظ سے یہ مؤقف ثابت نہ ہوگا' کیوں کہ ان اصطلاحی الفاظ سے محققین عموماً چالیس سال سے وصال باکمال تک کا عرصہ مراد لیتے ہیں' مزید وضاحت ''قبل از نبوت اور بعد از نبوت'' کی بحث میں ملاحظہ فرمائیں۔

اسی طرح اگر کسی عبارت سے کسی خاص مؤقف کا استنباط کیا جائے تو اس میں یہ ضروری نہیں کہ جو بات آپ نے اخذ کی ہے' وہ واقعتہً اس محقق کا مؤقف بھی ہو' کیوں کہ عین ممکن ہے کہ مصنف نے اس محتمل ومجمل عبارت کی توجیہ وتفصیل وتوضیح کسی دوسرے مقام پر کر دی ہو' نیز یہ کہ محاورہ کتاب وسنت یا عرف بھی اس توجیہ پر دلالت کرے تو اس سے یہ تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ مصنف کا نظریہ نہیں ہے' لیکن اگر وہ عبارت صریح ہو' یا دلالت پر قطعی ہو اور محاورہ کتاب وسنت یا عرف اخذ شدہ مؤقف کے خلاف پر دلالت نہ کرے تو اس عبارت پر شرعی حکم لگے گا اور مصنف وقائل کا عذر قبول نہ کیا جائے گا۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

پہلی مثال

رئیس المتکلمین فرماتے ہیں:

''مفسرین اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھے کہ نزولِ وحی سے پہلے احکامِ شریعت سے جہالت اور حق دین کی طلب اور تلاش منافی مرتبہ نبوت نہیں' لہٰذا اس آیت کی تفسیر میں متحیر اور اِدھر اُدھر جا پڑے''۔ (انوار جمال مصطفیٰ' ص:۹۶)

اس عبارت سے درج ذیل اُمور مستنبط ہوتے ہیں:

(i) حضرت کے نزدیک نزولِ وحی سے پہلے احکامِ شریعت سے جہالت اور حق دین کی طلب اور تلاش منافی مرتبہ نبوت نہیں۔

نوٹ: راقم الحروف کسی بھی نبی اور خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کے لیے حتیٰ کہ قبل از وحی لفظ جہالت کے استعمال کو نہایت ثقیل سمجھتا ہے' اس کا تعاقب نبوت مصطفیٰ' حصہ اوّل' ص:۴۷ تا ۵۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ii) لہٰذا آیت کریمہ ''ووجدك ضالا فهدى'' اور ''وما كنت تدرى الخ'' سے عدمِ نبوت پر استدلال بھی حضرت کے نزدیک باطل ٹھہرا۔

(iii) بعض مفسرین نزولِ وحی سے پہلے احکامِ شریعت سے لاعلمی اور حق دین کی طلب اور تلاش کو منافی مرتبہ نبوت سمجھتے ہیں' جب کہ حضرت نہیں سمجھتے۔

دوسری مثال

رئیس المتکلمین موقوف وحی کے تحت لکھتے ہیں:

''ایسی وحشت ناک باتوں اور دشمنوں کے طعنوں سے اور بھی زیادہ غم گین ہوتے' یہاں تک کہ پہاڑوں پر جاتے اور آپ کو وہاں سے گرا کر ہلاک کیا چاہتے''۔ (انوار جمال مصطفیٰ' ص:۹۲)

جب کہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں یہ اضافہ یا منقطع ہے یا مدرج ہے اور صحیح بخاری میں مذکور ہونے کے باوجود یہ اضافہ شدہ حصہ صحیح نہیں ہے' اور نبی ﷺ کا معاصی اور معاصی کے ارادوں سے معصوم ہونا قطعیات میں سے ہے اور یہ منقطع روایت اس عقیدہ قطعیہ سے مزاحم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی''۔

(شرح صحیح مسلم ج:۱'ص:۶۶۶)

علامہ سعیدی صاحب کے نزدیک تو یہ حدیث منافی مرتبہ نبوت ہے' لہٰذا کیا وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ رئیس المتکلمین کے نزدیک نبی کریم ﷺ وقوف وحی کے بعد بھی معاذ اللہ مرتبہ نبوت پر فائز نہ تھے' کیوں کہ انہوں نے ارادہ خودکشی کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی ہے؟

تیسری مثال

علامہ سعیدی صاحب راقم ہیں:

''یہ احادیث اضطراب اور تعارض سے قطع نظر معلل ہیں۔ ان میں متعدد علل خفیہ قادحہ ہیں' جن میں مخالف قرآن اور منافی عظمت رسول ہونا سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ ہمارے لیے یہ زیادہ آسان ہے کہ ہم ایک سال یا چھ ماہ تک رسول اللہ ﷺ پر جادو کا اثر ہونے کے بجائے یہ مان لیں کہ اس حدیث کی صحت میں امام بخاری سے چوک ہوگئی اور اس حدیث میں امام بخاری اور مسلم صحت حدیث میں اپنا مقرر کردہ معیار برقرار نہیں رکھ سکے''۔

(تبیان القرآن' ج:۶' ص:۷۳۸)

کیا علامہ سعیدی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو جو محققین آپ ﷺ پر جادو کے اثر

کو تسلیم کرتے ہیں' ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ معاذ اللہ نبی نہ تھے' کیوں کہ یہ عقیدہ مخالف قرآن اور منافی عظمت رسول ہے؟

حضرت کی چند عبارات سے استدلال اور ان کا جواب

ہمارے ایک معاصر مفتی غلام حسن صاحب سرور القلوب کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

(عبارت:۱) چنانچہ جس روز آپ ﷺ پیغمبر ہوئے' صدیق اکبر سے فرمایا: میں پیغمبر ہوا۔ عرض کیا: میں ایمان لایا''۔

تجزیہ:

اولاً: ہم ثابت کر آئے ہیں کہ حضرت رئیس المتکلمین کے نزدیک نبی کریم ﷺ عالم ارواح میں نبی تھے' سب سے پہلے نبی تھے' پیدا ہوئے تو رب ھب لی امتی فرمایا' لہٰذا آپ کے نزدیک نبی کریم ﷺ بچپن میں بھی نبی تھے۔

ثانیاً: مفتی صاحب ثابت کریں کہ رئیس المتکلمین نبوت کے زوال کے قائل ہیں یا انہوں نے یہ لکھا ہو کہ نبی کریم ﷺ عالم دنیا میں آ کر نبوت کے مقام پر فائز نہ رہے۔

ثالثاً: اگر مفتی صاحب یہ کہیں کہ روحانی طور پر آپ ﷺ نبی تھے' جسمانی طور پر نہ تھے تو یہ موقف رئیس المتکلمین سے ثابت کر دیں۔

رابعاً: سرور القلوب اور انوار جمال مصطفیٰ میں کئی ایک ایسی عبارات ہیں' جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چالیس سال کے بعد وحی کے ساتھ آپ ﷺ کو رسالت ملی' لہٰذا اس عبارت سے بطور تطبیق رسالت مراد لی جائے یا یہ کہا جائے کہ جب آپ ﷺ پیغمبر یعنی نبی مرسل ہوئے۔ یاد رہے کہ فارسی کا لفظ پیغمبر عربی لفظ رسول کے قریب تر یا مترادف ہے۔

خامساً: یا یہ کہ جب عالم دنیا میں نبی کریم ﷺ کی نبوت کا ظہور ہوا تو آپ ﷺ نے

اعلان نبوت فرمادیا' کیوں کہ شیخ الحدیث صاحب نے لکھا ہے کہ نبوت مستور ہو گئی تھی' لہٰذا مستور ہونے کے بعد چالیس سال کی عمر میں اس کا ظہور ہوا نہ کہ اعطاء۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

ہمارے اس جواب کی مؤید حضرت رئیس المتکلمین کی یہ عبارت ہے:

''اور یہ اول مرتبہ ظہور مناقب شریفہ کا ہے''۔ (سرور القلوب' ص: ۵۷)

لہٰذا جب مرتبہ نبوت عالم ارواح ہی میں حاصل ہو چکا تھا تو آنے والے ہر عالم میں آپ ﷺ کے مناقب شریفہ کا ظہور ہوا۔

(عبارت: ۲) یہاں تک کہ آپ مرتبہ رسالت سے مشرف ہوئے۔

تجزیہ: یہ عبارت ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں اور ہمارے اوپر والے جواب کی مؤید ہے۔

(عبارت: ۳) یہاں تک کہ منصب رسالت پہ سرفراز ہوئے۔

تجزیہ: جواب واضح ہے۔

(عبارت: ۴) قبل نبوت کے فعل (ننگے پاؤں چلنے) کو بدعت قرار دیا' یعنی اُمت کے لیے۔ حالانکہ قرآن کیا کہتا ہے: ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ'' تو پھر اس فعل کو بدعت کہنے کا کیا مطلب ہوا؟ لہٰذا اگر چالیس سال کے اندر بالفعل نبی مانتے ہوتے تو اس فعل کو ہرگز بدعت نہ فرماتے۔

تجزیہ: مکرم قارئین! مفتی موصوف نے رئیس المتکلمین کے حوالہ سے لکھا ہے:

''تعصب آدمی کی عقل کھو دیتا ہے''۔

یہ بات بالکل حق ہے اور اس کا عملی مظاہرہ حضرت سے دانستہ یا نادانستہ ہو چکا ہے' جس کا ثبوت سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں!

رئیس المتکلمین رقم فرماتے ہیں:

''لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ امر حضرت سے بعد نبوت کے ثابت نہیں' قبل نبوت کے تکلیف وعسرت کی حالت میں واقع ہوا ہے۔ پس جسے بہ سبب عسرت کے جوتا میسر نہ ہو' اس کے حق میں ننگے پاؤں پھرنا مضایقہ نہیں ورنہ بدعت ہے اور جوتا پہننا سنت ہے''۔

ایک معمولی سی سوجھ بوجھ والا شخص بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ حضرت کا مؤقف یہ ہے کہ ننگے پاؤں پھرنا اگر عسرت یا تکلیف کی وجہ سے ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ورنہ جوتا پہننا سنت ہے' لہٰذا اس کا خلاف بدعت ہو گا۔ نبی کریم ﷺ سے جو ننگے پاؤں پھرنا ثابت ہے تو وہ بھی تکلیف وعسرت کی حالت میں واقع ہوا ہے۔ دیکھیے! بیماری کے باعث نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اب کوئی صحت مند و توانا شخص بغیر کسی عذر کے فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا شروع کر دے تو اس کے لیے حضرت کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے' اور اگر کوئی مفتی یہ فرمائے کہ یہ ترک فرض' خلاف سنت اور بدعت ہے تو حضرت صاحب اس کے بارے میں کیا حکم ارشاد فرمائیں گے؟ کیا اس جہت سے اس کے اس عمل پر بدعت کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ بینوا توجروا! اس سلسلہ میں ننگے سر نماز پڑھنا اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا مسئلہ بھی ذہن نشین رہے تو سمجھنے میں آسانی رہے گی۔

ثانیاً: نماز کے دوران مختلف مقامات پر رفع الیدین نبی کریم ﷺ کی سنت رہا ہے۔ حتیٰ کہ متنازعہ رفع الیدین کا ترک کافی تاخیر سے ہوا۔ ترک کے بعد اس عمل کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

''مَا لِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ''

کیا وجہ ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں؟ نماز سکون کے ساتھ پڑھو۔

(مسلم ج:۱' ص:۱۸۱' ابوداؤد ج:۱' ص:۲۳۸' ابن حبان ج:۴' ص:۱۷۸)

افسوس صد افسوس کہ مفتی صاحب' رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مقدسہ میں تشریف نہ لائے ورنہ وہ سیّد الانبیاء ﷺ کے حضور یہ آیت کریمہ پڑھ کر آپ ﷺ کو یہ مشورہ ضرور دیتے کہ حضور وہ فعل جو آپ ایک عرصہ دراز تک کرتے رہے ہیں' اسے چنچل گھوڑوں کی دُموں کے ساتھ تشبیہ کیوں دے رہے ہیں؟ کیا آپ اس دور میں نبوت کے مقام پر فائز نہ تھے (معاذ اللہ!)؟

اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بہ طور ہدیہ ایک ریشمی فروج (قبا) پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے اسے پہن لیا' پھر نماز ادا کی۔ جب آپ ﷺ پلٹے تو کراہت کے ساتھ اس کو زور سے کھینچ کر اتارا' پھر فرمایا:

''لَا یَنْبَغِیْ هٰذَا لِلْمُتَّقِیْنَ''۔

یعنی یہ متقیوں کے لیے مناسب نہیں۔ (بخاری' کتاب اللباس' مسلم' کتاب اللباس والزینۃ)

مفتی صاحب! اگر مسئلہ نسخ اور ترک کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو پھر اس حدیث سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ ہر عاقل کے پیش نظر ہے۔ (الامان! الحفیظ!) مفتی صاحب! خدارا ہوش کے ناخن لیں اور اپنے مشورہ پر خود بھی عمل کریں اور ایک مرتبہ خود بھی ساری بخاری پڑھ ہی لیں۔

(عبارت:۵) قبل از نبوت پتھر کا سلام کرنا۔

تجزیہ: اس کا جواب اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔ نیز اس نبوت سے مراد

نبوت مبعوثہ ہے جیسا کہ حدیث مبارک کا لفظ 'ابعث'' سے پر ظاہر ہے۔

(عبارت:۶) اگر وحی ناگہاں (اچانک) نازل ہوتی تو بنائے بشریت منہدم ہو جاتی۔

تجزیہ: محترم قارئین! یہ عبارت اولاً شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی صاحب نے تحقیقات' ص:۱۲۹ پر نقل کی۔ آپ کے بعد چند ایک افراد نے فرض عین سمجھتے ہوئے اسے زبانی اور تحریری طور پر بیان کیا اور اس بات کو یکسر نظر انداز کر دیا کہ یہ جملہ مصنف علیہ الرحمہ کے مطابق نبوت کی تردید کرتا ہے یا نہیں۔ اگر اس جملہ سے واقعتہً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ قبل از بعثت نبوت کے مقام پر فائز نہیں تھے تو پھر عقل وخرد کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور نہایت بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے (جو کہ آپ پر گراں نہیں) یہ بھی فرما دیں کہ نبی کریم ﷺ فترت الوحی کے دور تک بھی مقام نبوت پر فائز نہ ہوئے تھے' کیوں کہ یہی حضرت اپنی دوسری تصنیف انوار جمال مصطفیٰ میں موقوف وحی کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جیسے استاد شفیق کسی لڑکے کو چھٹی دے دیتا ہے کہ مبادا زیادہ محنت سے گھبرا نہ جائے' ویسے ہی اگر تم پر پے در پے وحی نازل ہوتی' تمہاری بشریت کی بنا منہدم ہو جاتی اور علاقہ تمہارا خلق سے منقطع اور معاملہ تبلیغ و رسالت کا درہم برہم ہو جاتا''۔ (انوار جمال مصطفیٰ ﷺ' ص:۹۴)

لیجئے وحی کے پے در پے نزول کی بنا پر بنائے بشریت کے منہدم ہونے کا قول فترت الوحی کے دور کے لیے بھی آپ سے ثابت ہو گیا۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آپ اس عبارت کو نبوت کی نفی پر شاہد سمجھیں یا نہ سمجھیں۔

قابل غور نکتہ

یہاں یہ بات اربابِ علم و دانش و عقل سلیم پر مخفی نہیں کہ اصل نبوت میں تمام انبیا برابر ہیں لیکن وہ اپنی استعدادات و قابلیت و صلاحیت کے مراتب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتے ہیں' جیسا کہ عبارت بیضاوی سے عیاں ہے کہ کچھ انبیا علیہم السلام اعلیٰ درجہ کی استعداد باطنی کے مالک ہوتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ براہِ راست کلام فرماتا ہے' جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کلام فرمایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب سرور انبیا علیہ السلام کو قرب خاص سے نوازا اور پھر اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے — سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں — وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

اسی طرح انبیائے کرام کی استعدادات ہر لحظہ' ہر لمحہ' ہر آن' ہر گھڑی' بہتر سے بہترین کی طرف گامزن رہتی ہیں' لیکن کسی خاص امر کے حصول کے لیے کسی مخصوص استعداد کا حصول ان کی نبوت کے استمرار کی نفی نہیں کرتا۔

ثانیاً: اجسام انبیا کا بیماریوں یا دیگر عوارض بشریہ کی بنا پر متاثر ہونا ایک یقینی امر ہے اور جسم کی کسی بیماری یا سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے کمزوری یا چوٹ لگنا حتیٰ کہ شہید ہو جانا منافی نبوت اُمور نہیں۔

بہر حال رئیس المتکلمین کے حوالہ سے یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ یہ عبارت کسی بھی طرح یہ ثابت نہیں کرتی کہ نبی کریم ﷺ قبل از بعثت نبی نہ تھے' ہاں یہ قول کہ نزول وحی جلی کی وجہ سے بنائے بشریت منہدم ہو جاتی' ضرور محل نظر ہے اور نقل و عقل اس قول کی تائید نہیں کرتے۔ نیز اس حوالہ سے ہم نے پہلے حصہ میں ایک اعتراض وارد کیا تھا جس کا

مطالعہ مفید مطلب ہوگا۔

(عبارت: ۷) ساتویں عبارت کی وضاحت ''ختم نبوت'' کی بحث میں ملاحظہ فرمائیں:

انوارِ جمال مصطفی کی عبارت

پہلی عبارت: بچپن میں امر نبوت سے پہلے۔

تجزیہ:

(i) آپ قبل ازیں دلائل ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضرت رئیس المتکلمین نبی کریم ﷺ کو پیدائشی نبی بل کہ رسول تسلیم فرماتے ہیں۔ لہٰذا اس سے مراد اعلان نبوت سے پہلے مراد لیا جائے گا۔

(ii) یا پھر اس سے نبوت مبعوثہ سے قبل مراد لیا جائے گا۔

(iii) یا پھر اس سے عالم دنیا میں ظہورِ نبوت سے قبل مراد لیا جائے گا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

(iv) قبل از نبوت اور بعد از نبوت کی بحث میں اس کی مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری عبارت: جب نزولِ وحی اور حصولِ مرتبہ رسالت کو تیرہ برس باقی رہے۔

تجزیہ: یہ عبارت ہمارے موقف کے خلاف نہیں۔

تیسری عبارت: جب نبوت کو تین برس رہے۔

تجزیہ: سرور القلوب کی پہلی عبارت' کے ضمن میں دیئے گئے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

چوتھی عبارت: ''اور جب تم دریائے محبت میں مستغرق اور خود فراموش ہو گئے تو تم کو عقل کامل عطا فرما کر رسالت و نبوت سے مشرف فرمایا''۔

تجزیہ: یعنی رسالت عامہ و نبوت مبعوثہ کے حصول کے لیے جتنے علوم و استعدادات کی ضرورت تھی وہ آپ کو عطا فرما دیئے گئے۔ کیوں کہ بہ صورت دیگر حضرت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم شیر خوارگی میں ہی تمام پیغمبروں کا علم عطا فرما دیا گیا تھا۔ (انوار جمال مصطفیٰ، ص: ۳۴۴، سرور القلوب، ص: ۱۴۰) یہ بات بھی رسالت سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تردید نہیں کرتی۔

الغرض رئیس المتکلمین کی مذکورہ بالا دو کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات عین الشمس کی طرح روشن و واضح ہوگئی کہ آپ:

(ا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم ارواح سے ہی نبی تسلیم کرتے ہیں۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوّل و آخر نبی تسلیم کرتے ہیں۔

(ج) حدیث ''کنت نبیا الخ'' کو مجازی معنی نہیں دیتے، بل کہ اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو خارج میں تسلیم کرتے ہیں۔

(د) حدیث ''رب ھب لی امتی'' سے استدلال فرماتے ہیں۔

(ھ) رسالت روح کا وصف قرار دیتے ہیں۔

(و) علامہ سبکی کی عبارت کے حامی و مؤید ہیں۔

(ز) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر صفت کمال زوال سے منزہ و برتر بل کہ یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔

(سرور القلوب، ص: ۱۹۶)

اب اگر کوئی شخص آپ کی کسی عبارت سے یہ ثابت کرنا چاہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبل از بعثت نبی نہیں سمجھتے تو یہ بات سراسر دھاندلی اور حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہوگی۔

سرور القلوب اور انوارِ جمال مصطفیٰ

قارئین محتشم! اب ہم آپ کے ذوقِ طبع کے لیے سرور القلوب اور انوارِ جمال مصطفیٰ سے مستنبط چند مسائل تحریر کرتے ہیں جو کہ مسئلہ مبحوثہ میں ہمارے مؤقف کو مزید تقویت فراہم کرتے ہیں:

(i) ''وَطَابَتِ الْاَرْوَاحُ بِشَمِیْمِ جِسْمِہِ اللَّطِیْفِ''

اور ارواح نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم لطیف کی مہک سے عمدگی پائی۔

(انوار جمال مصطفیٰ، ص: ۲۴)

جب کہ تحقیقات آپ کے جسد معطر و لطیف و منور کو کثیف قرار دیا۔ (ص: ۱۲۰)

(ii) حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کو نبی قرار دیا۔ (انوار جمال مصطفیٰ، ص: ۲۴۸)

(iii) بدن انسان کی حقیقت کا جزو نہیں (مفہوم)۔ (انوار جمال مصطفیٰ، ص: ۳۶۹)

(iv) نبی کے لیے صاحب کتاب ہونا ضروری نہیں۔

(انوار جمال مصطفیٰ، ص: ۳۳۵، سرور القلوب، ص: ۳۲۲)

(v) ''اور کیا مجھ کو فاتح دیوان نبوت اور خاتمہ صحیفہ رسالت''۔ (سرور القلوب، ص: ۲۷۹)

(vi) معجزہ مستلزم نبوت ہے نہ نبوت مستلزم معجزہ۔ دیکھو مسیحائیوں کے نزدیک یحییٰ علیہ السلام جو بہ قول ان کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصطباغ دینے والے ہیں، کوئی معجزہ صادر نہ ہوا، عجب تماشا ہے حضرت یحییٰ کی نبوت بے معجزہ تسلیم کی جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری معجزہ کے ساتھ مشروط اور ثبوت معجزہ کا صرف قرآن سے ضرور ہو۔

(سرور القلوب، ص: ۳۲۲، انوار جمال مصطفیٰ، ص: ۳۳۵)

امام احمد رضا خاں (المتوفی: ۱۳۴۰ھ)

قارئین محتشم!

ہمیں حیرت اس امر پر بھی ہے کہ بعثت سے قبل رسول اللہ ﷺ کے نبی نہ ہونے کا عقیدہ شیخ الحدیث صاحب کے صاحب زادے اور ان کے اتباع نہایت دریدہ دہنی، جرأت و بے باکی سے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں جب کہ حقیقت اس کے قطعاً مخالف و متضاد اور آپ کی کتب کی کئی عبارات کف افسوس ملتے ہوئے اس گھناؤنے الزام پر سراپا احتجاج ہیں۔ آیئے! آپ کا موقف جاننے کے لیے آپ کی کتب کی چند عبارات سے استفادہ کرتے ہیں۔

واللہ الھادی والموفق!

(۱) امام احمد رضا خاں (المتوفی: ۱۳۴۰ھ) راقم ہیں:

''امام علامہ تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ ''التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ'' لکھا اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیا کے نبی ہیں اور تمام انبیا و مرسلین اور ان کی اُمتیں سب حضور کے اُمتی حضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روزِ قیامت تک جمیع خلق اللہ کو عام شامل ہے اور حضور کا ارشاد ''وکنت نبیا و ادم بین الروح والجسد'' اپنے معنی حقیقی پر ہے''۔

(تجلی الیقین، ص:۱۵)

(۲) دوسرے مقام پر آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیۂ کریمہ کے مفاداتِ عظیمہ پر غور کرے، صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد ﷺ اصل الاصول ہیں، محمد ﷺ رسولوں کے رسول ہیں، اُمتیوں کو جو نسبت انبیا و رسل سے ہے، وہ نسبت انبیا و

رسل کو اس سید الکل سے ہے''۔ (تجلی الیقین، ص:۱۶)

(۳) آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی رسالت زمانہ بعثت سے مخصوص نہیں بل کہ اولین و آخرین سب کو حاوی، ترمذی جامع میں فائدہ تحسین واللفظ لہ اور حاکم و بیہقی و ابونعیم و ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد مسند اور بخاری تاریخ میں اور ابن سعد و حاکم و بیہقی و ابونعیم میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ سے اور بزار و طبرانی و ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابونعیم بطریق صنابحی امیر المومنین عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہ اور ابن سعد ابن ابی الجدعا و مطرف بن عبداللہ بن الشخیر و عامر رضی اللہ عنہم سے باسانید متباینہ و الفاظ متقاربہ راوی حضور پرنور سید المرسلین ﷺ سے عرض کی گئی: ''متی وجبت لک النبوۃ'' حضور کے لیے نبوت کس وقت سے ثابت ہوئی؟ فرمایا: ''وآدم بین الروح والجسد'' جب کہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔ جبل الحفظ امام عسقلانی نے کتاب الاصابہ میں حدیث میسرہ کی نسبت فرمایا: ''سندہ قوی الخ''۔

آدم سروتن بہ آب وگل داشت — کہ حکم بہ ملک جان و دل داشت

اس لیے اکابر علما تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد ﷺ اس کے رسول ہیں''۔ (تجلی الیقین، ص:۲۲)

(۴) آپ اسی رسالہ مبارکہ میں رقم طراز ہیں:

''حضور سید المرسلین ﷺ نے حضرت جناب مولی المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا: اے ابوالحسن! بے شک محمد ﷺ رب العالمین کے رسول ہیں اور پیغمبروں کے خاتم اور روشن رو اور روشن دست و پا

والوں کے پیشوا تمام انبیا و مرسلین کے سردار نبی ہوئے' جب کہ آدم آب و گل میں تھے الخ''۔ (تجلی الیقین' ص: ۸۷)

(۵) آپ مواہب لدنیہ سے نقل فرماتے ہیں:

''خبردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ و سردار ہیں' اس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے''۔

(الامن والعلی' ص: ۱۰۵)

(۶) یہی امام یہ الفاظ حیز تحریر میں لاتے ہیں:

''اگر چہ حقیقتاً تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمارے حضور نبی الانبیا ﷺ کے اُمتی ہیں' انہیں نبوت دی ہی اس وقت ہے جب انہیں محمد ﷺ کا اُمتی بنالیا ہے' جس پر قرآن عظیم ناطق اور ہمارے رسالہ ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین'' میں اس کی تفصیل فائق' وللہ الحمد''۔

(فتاویٰ رضویہ (قدیم)' ج: ۳' ص: ۱۷۲)

(۷) آپ مزید خامہ فرسا ہیں:

''تمام انبیا و مرسلین اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس ﷺ کے اُمتی تھے اور اب بھی اُمتی ہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ (قدیم)' ج: ۹' ص: ۱۲)

(۸'۹) امام اہل سنت اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کے فضائل و مدائح بیان فرماتے ہوئے راقم ہیں:

''جب وہ جان راحت' کان رافت پیدا ہوا' بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کیا اور رب ھب لی اُمتی فرمایا''۔ (قمر التمام' ص: ۶' نفی الفیٔ' ص: ۱۹)

(۱۰) آپ اپنے شہرۂ آفاق نعتیہ مجموعہ ''حدائق بخشش'' میں عقیدت کے پھول کچھ اس

طرح نچھاور فرماتے ہیں:

فتح باب نبوت پہ بے حد درود — ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود — یادگاری اُمت پہ لاکھوں سلام
جس کے گھیرے میں ہیں انبیا و ملک — اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام
ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام — اُم البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے

وجہ استدلال

اوّلاً: جب تمام انبیا اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے اَدوار میں بھی نبی الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اُمتی ٹھہرے تو پر ظاہر کہ آپ ﷺ ان کے اَدوار میں بھی ان انبیا علیہم السلام کے نبی تھے۔ اب شیخ الحدیث صاحب کے صاحب زادے اور ان کے اتباع کتاب وسنت سے یہ ثابت فرمادیں کہ نبی کریم ﷺ کی نورانی پیدائش سے لے کر چالیس سال کی عمر کے دورانیہ میں انبیاء سابقین ہمارے حضور پرنور ﷺ کے اُمتی نہ رہے (معاذ اللہ) اگر وہ یہ بات ثابت نہ کرسکیں تو ہمارا موَقف نکھر کر سامنے آجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

ثانیاً: آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر روزِ قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے لے کر چالیس برس تک کی عمر مبارک کا زمانہ اس عرصہ میں شامل ہے کہ نہیں۔ اگر وہ بھی ہے تو ہمارا موَقف ثابت اور اگر نہیں ہے تو دلیل درکار؟

ثالثاً: آپ کی تیسری و پانچویں عبارت کا لب لباب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت خلق آدم سے قبل سے ثابت ہے۔ اب فریق مخالف سے پھر گزارش ہے کہ وہ آپ

ﷺ کی پیدائش سے لے کر بعثت مقدسہ تک کے دور کا استثنا ثابت کریں۔ نیز یہ کہ کیا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے لے کر بعثت مقدسہ تک کے زمانے کے افراد کا خالق ہے کہ نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو امام اہل سنت کی تحقیق کے مطابق آپ ﷺ ان افراد کے رسول ٹھہرے۔ جب کہ شق ثانی کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں۔

انباء الحی سے چند شذراتِ مقدسہ

محترم قارئین! مجدد دین ملت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل کا مطالعہ کرنے والے کسی بھی شخص پر یہ بات مخفی نہیں کہ آپ نے جب بھی قلم اُٹھایا تو اللہ اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت و رفعت کو بیان کرنے اور دین اسلام کا پرچار کرنے کے لیے ہی اُٹھایا۔ آپ نے اپنی کئی ایک کتب و رسائل میں یہ بات ثابت کی ہے کہ حضور سرورِ کونین ﷺ جملہ مخلوقاتِ الٰہی پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اکبر اور اس کے رزق کو تقسیم فرمانے والے ہیں۔ دین و دنیا یا عقبیٰ میں کسی کو کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ حضور ﷺ ہی سے اور حضور ﷺ ہی کے دست کرم و رحمت سے ملتی ہے۔ چنانچہ امام محمد بوصیری قدس سرہ اُم القریٰ میں فرماتے ہیں:

کل فضل في العلمين فمن فضل   النبي استعاره الفضلاء

یعنی دونوں جہاں میں جو بھی فضل ہے، فضل والوں نے اسے حضور نبی کریم ﷺ کے فضل سے مستعار لیا ہے۔

اب ہم امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مقدسہ ''انباء الحی'' سے چند عبارات اور ان سے مستفاد نکات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں، جن سے مسئلہ مبحوثہ کے متعلق آپ کا موقف مزید آشکار ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! ملاحظہ فرمائیں:

(۱۱) ''كُلُّ فَضِيْلَةٍ وَمُعْجِزَةٍ وَكَرَامَةٍ لِنَبِيٍّ ثَابِتَةٌ لِنَبِيِّنَا ﷺ فَاِذَا رَأَيْنَا بِثُبُوْتِهَا لِاَحَدٍ حَكَمْنَا بِثُبُوْتِهَا لَهُ ﷺ وَلَا نَحْتَاجُ اِلَى دَلِيْلٍ آخَرٍ وَالْعِبْرَةُ لِلْحَقِيْقَةِ دُوْنَ الصُّوْرَةِ''۔ (ص:۲۵۵)

یعنی ہم جب بھی کوئی فضیلت و معجزہ و بزرگی کسی بھی نبی علیہ السلام کے لیے دیکھتے ہیں تو ہم نبی کریم ﷺ کے لیے اس کے ثبوت کا حکم صادر کر دیتے ہیں اور اس کے لیے ہمیں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہیں اور صورت یا ظاہر کا اعتبار نہیں بل کہ حقیقت کا اعتبار ہے۔

محتشم قارئین! امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ اصول کے مطابق ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ نبوت فضائل و کمالات و شمائل میں ایک اہم ترین فضیلت ہے۔ ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ یہ فضیلت حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کے لیے ان کے بچپن میں ثابت ہے تو ہم بغیر کسی دوسری دلیل پر نظر کیے ہوئے اس کا ثبوت نبی کریم ﷺ کے لیے بھی ثابت کرتے ہیں۔

(۱۲) ''فِى الشِّفَآءِ الشَّرِيْفِ' وَالْخَصَآئِصِ الْكُبْرٰى لِلْاِمَامِ السُّيُوْطِى وَالْمَوَاهِبِ اللُّدْنِيهِ لِلْاِمَامِ الْقَسْطَلَانِى وَاَفْضَلِ الْقُرٰى لِلشِّهَابِ الْمَكِّى وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ الْاَعْلَامِ وَهٰذَا لَفْظُ الْاَوَّلِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اُعْطِىَ فَضِيْلَةً اَوْ كَرَامَةً اِلَّا وَقَدْ اُعْطِىَ مُحَمَّدٌ ﷺ مِثْلَهَا اھ وَلَفْظُ الثَّانِى قَالَ الْعُلَمَآءُ مَا اُوْتِىَ بِنَبِيٍّ مُعْجِزَةٌ وَّلَا فَضِيْلَةٌ اِلَّا وَلِنَبِيِّنَا ﷺ نَظِيْرُهَا وَاَعْظَمُ مِنْهَا''۔ (ص:۲۵۶)

یعنی شفا شریف اور امام سیوطی کی خصائص کبریٰ اور امام قسطلانی کی مواہب لدنیہ اور شہاب مکی وغیرہا علماء اعلام کی کتب میں ہے، شفا شریف کے الفاظ یہ ہیں کہ انبیاء کرام

علیہم الصلوۃ والسلام میں جن کو جو فضیلت وکرامت دی گئی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی ان کے مثل عطا کی گئی۔ خصائص کبریٰ کے الفاظ یہ ہیں: علما فرماتے ہیں کہ جس نبی کو جو فضیلت و معجزہ دیا گیا' ہمارے نبی ﷺ کے لیے اس کی نظیر بل کہ اس سے بڑھ کر موجود ہے۔

(۱۳) ''وَقَالَ الْفَاسِیُ فِیْ مُطَالِعِ الْمُسَرَّاتِ اَمَّا اِسْمُهٗ ﷺ جَامِعٌ فَلِاَنَّهٗ ﷺ الْجَامِعُ لِمَا افْتَرَقَ فِیْ غَیْرِهٖ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ وَالرُّسُلِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَكَذَا الْاَوْلِیَآءِ وَالْعُلَمَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَیْفَ لَا وَهُمْ صُوَرُ تَفْصِیْلِهٖ وَخُلَفَآءُهٗ وَمَظَاهِرُ تَعَیُّنَاتِهٖ ﷺ فَمَا مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ سَابِحُ نُوْرِهٖ وَمُمْتَدٌّ فِیْ بَحْرِهٖ ﷺ كُلٌّ عَلٰی حَسْبِ مَقَامِهٖ''۔

(ص:۲۵۶ تا ۲۵۷)

یعنی علامہ فاسی مطالع المسرات میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ایک اسم مبارک جامع ہے' کیوں کہ حضور ﷺ ان تمام صفات کے جامع ہیں جو متفرق و جداگانہ طور پر دیگر انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیا وعلما رضی اللہ عنہم میں موجود ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ سب حضور کی تفصیل کی صورتیں' حضور ﷺ کے خلفا اور حضور ﷺ کے مقامات کے مظاہر ہیں۔ ان میں جو بھی ہیں' وہ اپنے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے حضور ﷺ کے نور میں تیرتے اور حضور ﷺ ہی کے بحر عطا سے پھلتے پھولتے ہیں۔

(۱۴) ''تَصْرِیْحَاتُهُمْ اَنَّهٗ ﷺ هُوَ اَصْلُ كُلِّ فَضِیْلَةٍ وَلَهٗ كُلُّ فَضِیْلَةٍ بِاَصَالَةٍ مِّنْهُ بَدَأَتْ وَعَلٰی یَدَیْهِ قُسِّمَتْ''۔ (ص:۲۵۷)

یعنی ائمہ کرام کی تصریحات یہ ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہی فضیلت کی اصل ہیں اور

ہر فضل و کمال دراصل حضور ﷺ ہی کے لیے ہے۔ حضور ﷺ ہی سے اس کی ابتدا وآغاز ہے اور حضور ﷺ ہی کے دست رحمت پر اس کی تقسیم موقوف ہے۔

(۱۵) ''فَكَیْفَ یَصِحُّ اَنْ یَّنْفَرِدَ بِشَیْءٍ الظِّلُّ فَضْلًا عَنْ اَنْ یُّفَاضِلَ الْاَصْلَ فَلَمْ یَسَعْنَا اِلَّا مَا قَرَّرْنَا اَنَّهٗ ﷺ اَفْضَلُ مِنَ الْكُلِّ فِی الْكُلِّ لَا فَضْلَ لِاَحَدٍ عَلَیْهِ وَلَوْ جُزْئِیًّا وَّهُوَ الَّذِیْ یُفِیْدُهٗ مَا قَدَّمْنَا عَنِ الْعُلَمَآءِ اَنَّهٗ ﷺ جَمَعَ لَهٗ رَبُّهٗ كُلَّ مَا تَفَرَّقَ فِی الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَزَادَهٗ بِمَا لَا یَقْدِرُ عَلٰی اِحْصَآئِهِ الْاَنَامُ''۔ (ص:۲۶۲)

یعنی پھر یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ سایہ کا کوئی حصہ الگ وجدا ہو جائے' چہ جائے کہ اصل سے بڑھ جائے۔ ہم نے بقدر وسعت یہ ثابت کیا ہے کہ حضور سید کونین ﷺ کائنات میں سب سے ہر لحاظ سے افضل و برتر ہیں اور کسی کو بھی آپ ﷺ پر کوئی فضل و بزرگی حاصل نہیں' خواہ جزئی ہی کیوں نہ ہو' یہ وہی فائدہ ہے جو اس سے پہلے علما کرام کے حوالہ سے یہاں بیان کیا گیا کہ حضور اقدس ﷺ کی ذات بابرکات میں وہ سب کچھ جمع کر دیا گیا جو دیگر انبیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں متفرق و جداگانہ طور پر موجود تھا اور مزید وہ عطائے ربانی ہے' جسے مخلوق شمار نہیں کر سکتی۔

(۱۶) ''فَتَبَیَّنَ اَنْ لَا فَضْلَ لِاَحَدٍ ﷺ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ بَلْ لَهُ الْفَضْلُ عَلَی الْكُلِّ فِی الْكُلِّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَعَلَّ النَّاظِرَ الْكَسْلَانَ یَقُوْلُ اَطْنَبْتُ فِی الْبَیَانِ وَاِنَّمَا اَنَا اَوْجَزْتُ غَیْرَ اَنَّ وَعْدِیْ اَنْجَزْتُ وَفَضْلَ نَبِیِّیْ مَیَّزْتُ فَفَضْلَ رَبِّیْ اَحْرَزْتُ اِنْ شَآءَ الْجَوَادُ الْكَرِیْمُ''۔ (ص:۲۸۸)

یعنی پس ظاہر ہوا کہ کسی بھی وجہ سے حضور ﷺ پر کسی کو بھی کوئی فضیلت حاصل نہیں بل کہ تمام چیزوں میں سب پر حضور ﷺ ہی کو فضل و شرف حاصل ہے۔ والحمد للہ

رب العالمین! ہو سکتا ہے کہ کوئی کسل مند ناظر و قاری یہ کہے کہ میں نے بیان کافی طویل کر دیا' حالاں کہ میں نے اختصار سے کام لیا ہے۔ ہاں میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے نبی ﷺ کا فضل و شرف ظاہر و ممتاز کیا اور اپنے رب کریم کا فضل وانعام جمع کر لیا ہے۔

(۱۷) اپنی ایک اور تصنیف لطیف میں' امام اہل سنت راقم ہیں:

''اور نصوص متواترہ اولیائے کرام و علماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر' صغیر یا کبیر' جسمانی یا روحانی' دینی یا دنیاوی' ظاہری یا باطنی' روزِ اوّل سے اب تک' اب سے قیامت تک' قیامت سے آخرت' آخرت سے ابد تک' مؤمن یا کافر' مطیع یا فاجر' ملک یا انسان' جن یا حیوان' بل کہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی' اس کی کلی انھی کے صبا، کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی' انھی کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے۔ یہ سر الوجود' واصل الوجود و خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمت عالم ہیں ﷺ''۔ (جزاء اللہ عدوہ' ص:۲۹)

انباء الحی اور جزاء اللہ عدوہ سے مستفاد نکات

اوّلاً: ہر فضیلت و کرامت جو کسی بھی نبی کے لیے ثابت ہے' وہ فضیلت ہم بغیر کسی دلیل پر نظر کیے رسول اللہ ﷺ کے لیے ثابت کر سکتے ہیں۔

ثانیاً: جو بھی فضیلت کسی دوسرے نبی کو عطا فرمائی گئی ہے' اس کی نظیر بل کہ اس سے بڑھ کر فضیلت ہمارے آقا سید الانبیا ﷺ کے لیے ثابت ہے۔

ثالثاً: حضور ﷺ ان تمام فضائل کمالات کے جامع ہیں جو دیگر انبیا کو جداگانہ عطا فرمائے گئے تھے۔

رابعاً: نبی کریم ﷺ میں ہر فضل و کمال اصالتاً موجود ہے۔ دیگر تمام انبیا و رسل علیہم

السلام' آپ ﷺ کے مقامات کے مظاہر ہیں۔

قارئین محتشم! بچپن میں نبوت مل جانا اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک نعمت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے بچپن ہی میں اس فضل و کمال سے نواز دیا گیا' لہٰذا لازم ٹھہرا کہ یہ وصف و کمال نبی کریم ﷺ کے لیے بھی ان کے بچپن میں آپ ﷺ کے لیے ثابت ہو' کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام' نبی کریم ﷺ کے مقامات کے مظاہر ہیں' ان کا ہر فضل و کمال دراصل حضور ﷺ ہی کا فضل و کمال ہے' ان کے اس فضل کو نبی کریم ﷺ کے فضائل سے وہی نسبت ہے جو کہ ایک سایہ کو اصل سے ہے' ان میں اگر یہ وصف بچپن سے موجود ہے تو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں یہ وصف اس وقت سے موجود ہے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی آب و گل میں جلوہ گر تھے' لہٰذا آپ ﷺ کا یہ کمال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمال سے افضل و اعلیٰ ٹھہرا۔

خامساً: کسی کو بھی کسی بھی لحاظ سے نبی کریم ﷺ پر کوئی فضل و بزرگی حاصل نہیں خواہ جزئی ہی ہو۔ لہٰذا جو افراد خاص طور پر مولانا شعیب اور مولانا غلام نصیر سیالوی صاحبان اپنی تحقیق کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اس لحاظ سے جزئی فضیلت ثابت کر رہے ہیں' مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ ہرگز ہرگز ان کے مؤقف کی تائید و توثیق نہیں فرما رہے ہیں' بل کہ آپ واشگاف الفاظ میں ہماری حمایت کا اعلان فرما رہے ہیں۔

حسن یوسف' دم عیسیٰ' ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ایک اور وجہ استدلال

خلیفہ اعلیٰ حضرت' فاضل اجل عبد الباقی محمد برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ عظمت و ناموس مصطفیٰ کریم ﷺ کے حوالہ سے دلائل و براہین پر مشتمل اپنی نوعیت کی ایک منفرد

بے نظیر تصنیف لطیف ''اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین'' میں خامہ فرسا ہیں:

(۱) ''وہ نبی برحق رسول مصدق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی نبوت خلق خلقت سے پیشتر تھی' اب ہے' تا قیامت رہے۔ وہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی نبوت تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عام ہے''۔ (ص:۱۲)

حضرت شیخ الحدیث صاحب سے گزارش ہے کہ وہ حضرت کی اس مذکورہ بالا عبارت سے یہ نکتہ دکھادیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق خلقت سے پیشتر نبی تھے' پھر معاذ اللہ چالیس برس تک آپ اس فضل عظیم سے محروم رہے۔

(۲) آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

''رب العزۃ عزاسمہ نے اس آیت کریمہ میں ظاہر فرما دیا کہ حضور اوّل الخلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ابتداء آفرینش سے ہے اور تا قیامت رہے گی''۔ (ص:۱۲)

محترم قارئین! کیا یہ جزو جملہ ''ابتداء آفرینش سے ہے اور تا قیامت رہے گی'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے تسلسل و غیر منقطع ہونے پر بین دلیل نہیں؟ کیا اس عبارت کے کسی حصہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس برس تک اس عظیم منصب پر فائز نہ رہے۔ یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت غیر موثر ہوگئی تھی؟ یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض روحانی نبی تھے جسمانی نہیں؟

(۳) خلیفہ اعلیٰ حضرت راقم ہیں:

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد بعثت کبائر و صغائر سے قطعاً معصوم اور قبل بعثت بھی عصمۃ عن الکبائر میں سب متفق' اور صغائر میں بعض کا خلاف غیر معتبر۔ جب حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل خلقت سے نبی ہیں تو

صغائر و کبائر سے قطعاً و یقیناً معصوم''۔ (ص:۱۲)

یہاں علامہ برہان الحق رحمۃ اللہ علیہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معصوم ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے سے استدلال کر رہے ہیں' یعنی کہ چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل خلقت سے نبی ہیں' اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مبارک زندگی کے ہر ہر دور میں معصوم رہے۔

(۴) آپ اس رسالہ مقدسہ میں یہ بات بھی حیز تحریر میں لائے ہیں:

''جب قرآن عظیم اور حدیث نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم صراحۃً ثابت کر رہے ہیں کہ وہ سرکارِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق خلقت سے پہلے نبی تھے اور رب تبارک و تعالیٰ نے بھی فرمادیا: ''ما ضل صاحبکم وما غوی'' تو اس سرکار اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایسی نسبت قطعاً ممنوع اور یقیناً حرام''۔ (ص:۱۴)

یہ عبارت بھی پچھلی عبارات کی طرح واضح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے تسلسل پر دال ہے' لہٰذا اب مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

قارئین کرام! اب اس رسالہ مبارکہ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ مع دستخط و مہر ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

الحمد للہ فقیر غفرلہ القدیر اس تالیف منیف و ترصیف نظیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا۔ مولیٰ عزوجل اس کے مؤلف سعید حمید رشید فرزند دل بند سعادت مند مولانا مولوی برہان الحق جعلہٗ اللہ تعالیٰ کاسمہ دلیل الصدق وبرھان الحق کو دارین میں مدارجِ عالیہ و معارجِ جلیلہ کرامت فرمائے۔ بحمد اللہ تعالیٰ! یہ ان کے والد ماجد عمدۃ العلما' زبدۃ الفضلا' حامی السنن' ماحی الفتن' حسنۃ الزمن' زینۃ الایام' مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام سلمہ السلام

لحمایۃ الاسلام ونکایۃ الکفرۃ والمبتدعین اللہم وادام فیضہ الی یوم القیام کے برکات ہیں۔

ع　　وحسن نبات الارض من کرم لبذر

غفر اللّٰہ تعالٰی لی ولھما ولجمیع اخواننا اھل السُّنۃ ووقانا جمیعًا برحمتہ من کل فتنۃ ومحنۃ بجاہ سید الانس والجنۃ علیہ وعلی الہ وصحبہ وابنہ وحزبہ الصلوۃ والسلام علی مر اللیالی والایام امین!

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

مہر

قارئین محتشم! اس قدر واضح، روشن اور صریح عبارات کے باوجود چند افراد ان تمام حقائق کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور شعور کی حدود کو پامال کرتے ہوئے امام اہل سنت کی طرف بھی اپنے خودساختہ موقف کو منسوب کرتے ہیں اور آپ کی چند عبارات سے یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ آپ کا موقف بھی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ قبل از بعثت نبوت کے مقام پر فائز نہ تھے۔ آیئے! ان کی پیش کردہ عبارات کا منصفانہ جائزہ لیتے ہیں:

پہلی عبارت:

مولانا غلام نصیر صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ (ج۱۰ص۶۴۸) نیز (ج۴ص۶۵۸، طبع قدیم) پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

''سیدنا جبریل علیہ السلام ۲۷ رجب کو پیغمبری لے کر آئے''۔ (تحقیقات، ص:۲۲۴)

تجزیہ: یہ عبارت ہمارے ایک معاصر مفتی غلام حسن صاحب نے بھی نقل کی ہے اور

دونوں حضرات نے عربی عبارت لکھنے سے گریز فرمایا، تاکہ اصل حقیقت مستور رہے اور عوام الناس تذبذب کا شکار رہیں۔ لیجیے! ہم آپ کے سامنے اصل عربی عبارت نقل کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں!

جزءِ ابی معاذ مروزی میں بہ طریق شہر ابن حوشب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی:

''مَنْ صَامَ یَوْمَ سَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ مِنْ رَجَبٍ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ صِیَامَ سِتِّیْنَ شَھْرًا وَّھُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ ھَبَطَ فِیْہِ جِبْرِیْلُ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ بِالرِّسَالَۃِ''۔

ترجمہ از امام: ''جو رجب کی ستائیسویں کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھے اور وہ وہ دن ہے جس میں جبریل علیہ السلام محمد ﷺ کے لیے پیغمبری لے کر نازل ہوئے''۔

(فتاویٰ رضویہ (قدیم)، ج:۴، ص:۶۵۸)

اس کے بعد مجدد برحق لکھتے ہیں:

تنزیہ الشریعہ سے ماثبت بالسنۃ میں ہے:

''وَھٰذَا اَمْثَلُ مَا وَرَدَ فِیْ ھٰذَا الْمَعْنٰی''

یہ ان سب حدیثوں سے بہتر ہے جو اس باب میں آئیں۔ (حوالہ سابقہ)

عربی عبارت میں لفظ ''رسالۃ'' دیکھ کر آپ ضرور مسکرائے ہوں گے اور یقیناً مذکورہ بالا دونوں افراد کے فریب استدلال سے واقف ہو چکے ہوں گے اور ''حبك الشیء یعمی ویصم'' کا عملی مظاہرہ دیکھ چکے ہوں گے۔ فرق یہ ہے کہ یہ حضرات، شیخ الحدیث صاحب کی محبت میں حقائق کو پس پشت ڈال رہے ہیں اور دن رات کوشش کر رہے ہیں کہ انھیں نامعقول سے نامعقول ترین دلیل مل جائے، جس سے یہ ثابت کر سکیں کہ نبی کریم ﷺ

العیاذ باللہ قبل از بعثت نبوت کے مقام پر فائز نہیں' جب کہ سرکار علیہ السلام سے ہماری محبت ہمیں دن رات بے چین و بے قرار کر رہی ہے کہ ہم اپنی تمام تر توانائیاں اس مقصد کے حصول کے لیے صرف کر دیں کہ ہمیں قرآن و حدیث و اکابرین اُمت سے وہ دلائل مل جائیں کہ ہم دنیا کو بتا سکیں کہ ہمارے شفیع معظم' عز العرب والعجم' معدن الکمالات ﷺ قبل از بعثت بھی نبوت کے مقام پر فائز تھے۔

''یاد حضور کی قسم غفلت عیش ہے ستم
خوب ہیں قید غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں''

بہرحال بات واضح ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا ذکر ہے' نہ کہ نبی بنانے کا۔ اس مؤقف پر ایک اور شاہد آپ کی کتاب ''مطلع القمرین'' کی عبارت بھی ہے' ملاحظہ فرمائیں:

''جب سرور عالم ﷺ پر غار حرا شریف میں آیۂ اقراء شریف نازل ہوئی اور حضور ﷺ کو فضیلت رسالت حاصل ہوئی''۔

(ص:۱۳۶' بحوالہ تحقیقات' ص:۳۸۹)

یاد رہے کہ یہ رسالت کا وہ دور ہے جب قرآن مقدس کے نزول کے بعد آپ ﷺ کو تبلیغ کا حکم بھی صادر ہو گیا۔ نیز یہ کہ لفظ رسالت کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے لفظ پیغمبر سے کیا ہے۔

دوسری عبارت

مفتی موصوف لکھتے ہیں:

فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ بیہقی ہے: ''۲۷ رجب کو مجھے نبوت عطا ہوئی''۔

تجزیہ: قارئین محتشم! فتاویٰ رضویہ سے عبارت ملاحظہ فرمائیں!

''فوائد ہناد میں انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی:

بُعِثْتُ نَبِیًّا فِی السَّابِعِ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ رَجَبٍ مَنْ صَامَ ذٰلِكَ الْیَوْمَ وَدَعَا عِنْدَ اِفْطَارِهٖ كَانَتْ كَفَّارَةَ عَشْرِ سِنِیْنَ.

''۲۷ رجب کو مجھے نبوت عطا ہوئی جو اس دن کا روزہ رکھے اور افطار کے وقت دعا کرے' دس برس کے گناہوں کا کفارہ ہو''۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''اَسْنَادُهٗ مُنْكَرٌ''۔ (فتاویٰ رضویہ (قدیم)' ج:۴' ص:۶۵۸)

یعنی اس کی سند منکر ہے۔

اوّلاً: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ فوائد ہناد کے حوالہ سے حدیث نقل کر رہے ہیں' جب کہ مفتی صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ روایت فتاویٰ رضویہ میں' بحوالہ بیہقی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے فتاویٰ رضویہ کھولنے کی زحمت گوارا نہیں کی' ورنہ آپ کو اس رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

ثانیاً: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں نے پہلی حدیث نقل کر کے فرمایا کہ یہ ان سب حدیثوں سے بہتر ہے اور اس حدیث کو منکر قرار دیا۔ حیرت ہے کہ مفتی صاحب بہتر حدیث میں موجود لفظ رسالت کو نظر انداز کرتے ہوئے منکر حدیث کے لفظ نبوت سے استدلال فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب ہی بہتر جانتے ہیں کہ اس کے پس پشت کیا محرکات کارفرما ہیں۔

ثالثاً: بہ طور تطبیق ہم یہ کہتے ہیں کہ جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی نبوت حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے قبل ہے' حدیث کنت نبیا اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے اور یہ کہ حضور ﷺ کا زمانہ بعثت اور

نبی تھے جن کو ان کی قوم نے ضائع کر دیا تھا' اور ان انبیا میں سے حضرت شعیب بن ذی مہزم ہیں۔ یہ حضرت شعیب بن صفوان کے علاوہ ہیں۔ علامہ سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ یہ معد بن عدنان کے زمانہ میں عرب کے نبی تھے۔

حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ لوگ صالحین تھے جو نیکی کی دعوت دیتے تھے' کیوں کہ بے شک حدیث صحیح میں رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمام لوگوں سے زیادہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے قریب ہوں' میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (بخاری)

اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مراد یہ ہو کہ میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی مرسل نہیں۔ لہٰذا یہ ممتنع نہیں کہ زمانہ فترت میں کوئی ایسا نبی ہو' جو رسول نہ ہو اور وہ لوگوں کو آخری رسول کی شریعت کی دعوت دیتا ہو' جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔

والحمد للہ علی التمام وعلی النبی الصلوۃ والسلام!

(عمدۃ القاری' ج:۱۷' ص:۹۶'۹۷)

محترم قارئین! اس مفصل عبارت کے مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہو چکی کہ نبی کا اطلاق نبی مرسل یا رسول پر بھی ہو جاتا ہے اور علامہ بدرالدین عینی نے اسی اصول کے تحت دو احادیث کے مابین تطبیق فرمائی۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدارین!

تیسری عبارت

مفتی صاحب لکھتے ہیں:

رجب میں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

(معلوم ہوا کہ مبعوث ہونا یا اعلانِ نبوت کرنا ہی جسمانی نبوت کا ملنا ہے۔)

تجزیہ: محترم قارئین! ایسے طفلانہ استدلال پر تبسم ریزی آپ کا حق ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسند افتا وتدریس کی زبوں حالی پر کفِ افسوس بھی ملیں۔ بعثت کی لاجواب تحقیق کثیر تعداد حوالہ جات کے ساتھ آپ اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں گے' لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ مجدد اسلام کی اس عبارت سے یا تینوں عبارات سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ مبعوث ہونا یا اعلانِ نبوت کرنا ہی جسمانی نبوت کا ملنا ہے۔ یا للعجب! مفتی صاحب سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ امام اہل سنت کی تمام تصنیفات سے کوئی ایک عبارت پیش کر دیں جس میں یہ ہو کہ نبی کریم ﷺ کو مبعوث کرنے سے مراد آپ ﷺ کو جسمانی نبوت ملنا ہے۔ دیدہ باید!

چوتھی عبارت

مفتی صاحب مزید راقم ہیں:

نبی کی ولایت نبوت سے افضل ہوتی ہے۔(ملفوظات' ص:۲۶۴)

اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

''لہٰذا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو بچپن سے ہی نبی ہوں اور حضور ﷺ چالیس سال بعد نبی بنائے جائیں' یہ حضور ﷺ کی شان کو گھٹانا ہے۔ یہ سوال ہی سرے سے ختم ہو گیا' کیوں کہ جب نبی کی نبوت سے اس کی ولایت افضل ہوتی ہے تو حضور ﷺ عند اللہ نبی اور عند الناس ولی ہو کر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوئے۔ دلیل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمائی ہے کہ ''ولایت کی توجہ اللہ کی طرف ہوتی ہے' جب کہ نبوت کی توجہ مخلوق کی طرف ہوتی ہے''۔

تجزیہ: ہم یہاں پہلے امام اہل سنت کی اس موضوع پر مختلف عبارات نقل کرتے ہیں اور پھر اس بیہودہ وسنگین استدلال کی نامعقولیت واضح کریں گے۔

(i) عرض: حضور یہ مشہور ہے: ''اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃ''۔

ارشاد: یوں نہیں بل کہ یوں ہے: ''وِلَایَۃُ النَّبِیِّ اَفْضَلُ مِنْ نُبُوَّتِہٖ'' نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے کہ ولایت کی توجہ الی اللہ ہے اور نبوت کی توجہ الی الخلق ہے۔

(ii) عرض: حضور ولی کی ولایت بھی متوجہ الی اللہ ہوتی ہے۔

ارشاد: ہاں مگر اس کی توجہ الی اللہ نبی کی توجہ الی الخلق کے کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچتی۔

(ملفوظات' حصہ:۳'ص:۳۰۶)

(iii) نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے' کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت اس کی نبوت سے اور اس اختلاف میں خوض کی کوئی حاجت نہیں۔ پہلی بات ضروریاتِ دین سے ہے' اس کا اعتقاد مدارِ ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتیٰ کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہم سر ہی کہے' کافر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ (قدیم)' ج:۹'ص:۳۰۶)

ان عبارات سے درج ذیل نکات مستفاد ہوئے ہیں:

(ا) نبی کی ولایت نبوت سے نہیں جیسا کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے' بل کہ اس کی اپنی نبوت سے افضل ہے۔

(ب) ولی کو توجہ الی اللہ نبی کو توجہ الی الخلق کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔

(ج) غیر نبی کو نبی کے برابر قرار دینا کفر ہے۔

اب مفتی صاحب کے استدلال پر غور فرمائیں:

اوّلاً: اعلیٰ حضرت نبی کی اپنی ولایت کا تقابل اس کی اپنی ہی نبوت سے کر رہے ہیں' جب کہ مفتی صاحب نبی کریم ﷺ کی ولایت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے کر رہے ہیں۔ اس غلط استدلال کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر کوئی ملعون شخص اپنی خبث باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی دوسرے نبی کی ولایت کو نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ترجیح وفضیلت دے تو مفتی صاحب کا ردِّ عمل کیا ہوگا۔

ثانیاً: حضور ﷺ کے عنداللہ نبی اور عندالناس ولی ہونے سے کیا مراد ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ قبل از بعثت نبی تھے تو چشم ما روشن دل ما شاد مگر مفتی صاحب کا یہ استدلال لایعنی وفضول قرار پائے گا' کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے میں کسی مسلمان کو اختلاف ہی نہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ قبل از بعثت نبی نہ تھے بل کہ ولایت کے مقام پر فائز تھے جیسا کہ تحقیقات کی درج ذیل عبارات سے بھی ثابت ہے:

(i) اس مفصل بیان سے بھی مدلل اور مبرہن انداز میں انبیاء علیہم السلام کا نبوت کے دعوے اور نزولِ وحی سے قبل مقامِ ولایت پر فائز ہونا ثابت ہو گیا۔ (ص:۳۰۷)

(ii) اسلاف کرام کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کا قبل از نبوت مقامِ ولایت پر فائز ہونا۔

(ص:۲۹۸)

(iii) کیا انبیاء علیہم السلام منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے ولی ہوتے ہیں یا نہیں؟

(ص:۲۹۴)

(iv) بعض حضرات نے اس امر کو بھی بندہ کی گستاخیوں میں شمار کیا ہے کہ میں نے چالیس سال کی عمر شریف تک نبی کریم ﷺ کو مقامِ ولایت پر فائز تسلیم کیا ہے' اس میں بھی

غور وخوض اور نظر وفکر کی ضرورت ہے کہ جب تک کسی ہستی کو منصب نبوت پر فائز نہ کیا جائے اور اس میں ایمان ویقین محکم بھی ہو اور تقویٰ وطہارت اور پرہیز گاری بھی ہو تو اس کو ولی کیوں نہ مانا جائے؟ (ص: ۲۹۴)

نیز مفتی صاحب کا استدلال وتبصرہ بھی اس کا موید ہے تو پھر اس طرح غیر نبی یعنی ولی کی ولایت کو نبی کی نبوت پر فضیلت دی جا رہی ہے جو کہ اعلیٰ حضرت ہی کی تصریح وتحقیق کے مطابق کفر ہے۔ اہل علم ودانش پر یہ بات مخفی نہیں کہ مفتی صاحب سے قصداً یا بلا قصد یہ سنگین غلطی سرزد ہو چکی ہے۔

فتاویٰ رضویہ کی عبارت کی تحقیق

تحقیقات، تتمہ بحث، ص: ۳۶۵ پر فتاویٰ رضویہ شریف ج ۹، ص: ۷۵ کے حوالہ سے ایک عبارت بین القوسین نقل کی گئی اور اس سے بھی یہ استدلال کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از بعثت نبی نہ تھے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"جب سرکار علیہ السلام پر وحی سے پہلے امر اور نہی ہی نہیں وارد ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گناہ کس طرح ہو سکتا تھا اور گناہ مخالفت فرمان کا نام ہے۔ جب فرمان نہ تھا تو پھر مخالفت کس طرح متصور ہو سکتی ہے؟"

اب مولانا غلام نصیر صاحب کا تبصرہ سنیں:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سرکار علیہ السلام بچپن سے نبی ہوں لیکن آپ پر امر ونہی وارد نہ ہوں، حالانکہ شرح عقائد، شرح مواقف، نبراس، المعتقد المنتقد میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ احکام کی تبلیغ کے پابند ہوتے ہیں۔ جب امر ونہی کا ورود نہ ہو تو تبلیغ کے پابند کیسے ہوں گے؟" (تحقیقات، تتمہ بحث، ص: ۳۶۶)

تجزیہ: محتشم قارئین! پہلی بات تو یہ ہے کہ مولانا نے اعلیٰ حضرت کی طرف جو عبارت منسوب کی ہے، وہ ان کا افترا ہے اور اس من گھڑت عبارت سے جو انھوں نے استدلال کیا ہے وہ بھی ان کی قلت فہمی کا بیّن ثبوت ہے۔ افسوس! یہ ہے کہ ایک بزعم خویش علامہ صاحب نے مصنفین میں اپنا نام رقم کرانے کے لیے اپنے رسالہ میں یہ عبارت اور مولانا کی دیگر عبارات ماسوائے ایک دو الفاظ کی ترمیم کے من وعن نقل کی ہیں اور اس نام نہاد علامہ صاحب نے اتنی کوشش بھی نہیں کی کہ وہ فتاویٰ رضویہ سے اس عبارت کی تحقیق کر لیتے، لیکن چوں کہ وہ تحقیقات کی اندھی تقلید میں سرگرداں تھے، لہٰذا انھوں نے وہ تمام عبارات اور ان سے اخذ شدہ نکات تحقیقات کا حوالہ دیئے بغیر اپنے رسالہ میں نقل کر دیں اور اس طرح انھوں نے بڑے فخر کے ساتھ افترا و نافہمی کی سیاہی کا اپنے لیے انتخاب کر لیا۔ بہ ہر حال یہ عبارت الفاظ کی اس ترکیب کے ساتھ فتاویٰ رضویہ میں موجود نہیں، ہاں! آپ اسے اس بحث کا مفہوم قرار دے سکتے ہیں۔

ثانیاً: مولانا صاحب لکھتے ہیں: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سرکار علیہ السلام...... الخ۔

ہم کہتے ہیں کہ مولانا صاحب! کسی امر کا ہونا یا نہ ہونا آپ کی مرضی ومنشا پر موقوف نہیں کہ آپ چاہیں تو ہو سکے اور نہ چاہیں تو نہ ہو سکے۔ ان تمام معاملات میں ہم شریعت کے پابند ہیں نہ کہ ذہنی اختراعات کے۔ بہ ہر حال آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ایسا ہو چکا ہے۔ پچھلے صفحات پر ہم خاتم الفقہا علامہ شامی کا موقف نقل کر آئے ہیں کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبل از بعثت نبی تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ قبل از بعثت امر کے حصول کی نفی کا رجحان رکھتے ہیں۔ یاد رہے کہ اوامر ونواہی کا باقاعدہ سلسلہ قرآنِ مقدس کے نزول کے ساتھ ہی ہوا۔ نبی کریم کے لیے بلا واسطہ قرآن مقدس چند ایک اوامر ونواہی کا حصول اس عموم کے منافی نہیں۔

ثانیاً: مولانا نے اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل تام نہیں دی اور جو دی وہ سوال گندم جواب چنا کے مترادف ہے۔ ثابت تو یہ کرنا ہے کہ جوں ہی کسی برگزیدہ شخصیت کو نبوت کے مقام پر فائزہ کیا جائے تو اسی وقت اسے امرونہی سے مخاطب کیا جاتا ہے اور اسی لمحہ اس پر تبلیغ احکام لازمی ہو جاتی ہے۔ بہ صورت دیگر وہ نبوت کے مقام پر فائز ہی نہ ہوں گے۔ لیکن اس کے برعکس مولانا لکھ رہے ہیں کہ ''انبیا علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ احکام کی تبلیغ کے پابند ہوتے ہیں''۔ اس میں کس کو اختلاف ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نبی کو کسی امر کی تبلیغ کا حکم دے تو وہ اس امر کی تبلیغ کے پابند ہیں؟

ثالثاً: اب ہم محض المعتقد المنتقد کی عبارت مع حاشیہ المعتمد المستند ہدیہ قارئین کرتے ہیں، تاکہ مولانا کے استدلال کی حقیقت آشکار ہو جائے:

(۱) وَمِنْهُ التَّبْلِيْغُ لِجَمِيْعِ مَا جَآءُوْا بِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاُمِرُوْا بِتَبْلِيْغِهٖ لِلْعِبَادِ اِعْتِقَادِيًّا كَانَ اَوْ عَمَلِيًّا فَيَجِبُ اَنْ يُّعْتَقَدَ اَنَّهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ بَلَغُوْا عَنِ اللّٰهِ مَا اُمِرُوْا بِتَبْلِيْغِهٖ وَلَمْ يَكْتُمُوْا مِنْهُ شَيْئًا وَّلَوْ فِيْ قُوَّةِ الْخَوْفِ. (المعتقد، ص:۱۲۱)

ترجمہ از تاج الشریعہ: ''اور انہیں اُمور سے ان تمام احکام کا پہنچانا جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے اور انہیں بندوں تک پہنچانے کے مامور ہوئے، عام ازیں کہ وہ بات عقیدہ سے تعلق رکھتی ہو یا عمل سے، لہٰذا واجب ہے کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ انبیا نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ سب پہنچا دیا جن کے پہنچانے کا ان کو حکم تھا اور ان میں سے کچھ نہ چھپایا، شدت خوف کی صورت میں بھی''۔

اب اس پر امام اہل سنت کا حاشیہ پڑھئے:

(۲) قَيَّدَ بِهٖ لِاَنَّ مِمَّا جَآءُوْا بِهٖ مَا عَلِمُوْا وَلَمْ يُؤْمَرُوْا اَنْ يُّعَلِّمُوْا مِنْ دَقَآئِقِ حَقَآئِقَ لَا يَحْتَمِلُ لَهَا عُقُوْلُ الْعَوَامِ وَلَيْسَ فِي الْاِشْتِغَالِ بِهَا نَفَعٌ لَهُمْ لِاَنَّ الرُّسُلَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ لَا يَضُنُّوْنَ عَنِ الْاُمَّةِ بِشَيْءٍ فِيْهِ صَلَاحُهُمْ.

(۳) وَتَجْوِيْزُ التَّقِيَّةِ عَلَيْهِمْ فِي التَّبْلِيْغِ كَمَا تَزْعَمُهُ الطَّآئِفَةُ الشَّقِيَّةُ هَدْمٌ لِاَسَاسِ الدِّيْنِ وَكُفْرٌ وَضَلَالٌ مُّبِيْنٌ.

ترجمہ:۲' از تاج الشریعہ: ''یہ قید اس لیے لگائی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیا کچھ وہ اُمور لائے جو انہیں بتائے گئے اور ان کو دوسروں کو بتانے کا حکم نہ ہوا۔ یعنی حقائق کی وہ باریک باتیں کہ عوام کی عقلیں جن کی متحمل نہیں اور ان باتوں میں مشغول ہونے میں ان کا نفع نہیں۔ اس لیے کہ رسل علیہم السلام اپنی اُمتوں پر ایسی کسی چیز میں بخل نہیں کرتے، جن میں ان کی اصلاح ہو''۔

ترجمہ:۳' از تاج الشریعہ: ''اور انبیا کے لیے تبلیغ میں تقیہ کرنے کا امکان ماننا جیسے کہ بدبخت طائفہ کا گمان ہے، دین کی بنیاد کو ڈھانا ہے اور کفر اور کھلی گمراہی ہے''۔ (المعتقد والمعتمد، مترجم، ص:۱۷۸)

اس تفصیل سے درج ذیل اُمور پر روشنی پڑتی ہے:

(i) انبیا و رسل وہی احکامات بندوں تک پہنچاتے ہیں، جن کے پہنچانے کا انہیں حکم دیا جائے۔

(ii) جن باتوں کی تبلیغ پر انبیا علیہم السلام کو مامور کیا گیا ہے، اس میں تقیہ کرنے کا امکان ماننا کفر ہے۔

(iii) ان عبارات میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ انبیا و رسل علیہم السلام نبوت و رسالت کے حصول کے فوراً بعد مامور بالتبلیغ ہو جاتے ہیں اور ان پر اوامر و نواہی کا ورود شروع ہو جاتا ہے۔ آپ کو یہ بھی لکھا ہوا نظر نہیں آئے گا کہ حصولِ نبوت یا رسالت کے فوراً بعد اوامر و نواہی کا عدم ورود ان کی نبوت یا رسالت کے منافی ہے۔ بہ ہر حال مجھے حیرت ہے مولانا کی دور بین نگاہوں پر جنھیں رسول اللہ ﷺ کے قبل از بعثت نبی نہ ہونے کا جزیہ ہر عبارت میں نظر آتا ہے۔

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے

رابعاً: تبلیغ کے متعلق تفصیلی ابحاث آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ ختمِ نبوت

بعد حضرات نے نبی کریم ﷺ کے اوّل النبیین ہونے کو آپ ﷺ کے آخر و خاتم النبیین ہونے کے خلاف ٹھہرایا اور بڑے زور و شور سے اس نظریہ کا پرچار کر کے آپ ﷺ کی عالمِ ارواح میں عطا کی جانے والی یا قبل از بعثت نبوت کا انکار کیا۔ اس سلسلہ میں انھوں نے امام اہل سنت کی اور دیگر محققین کی چند ایک عبارات سے استدلال کیا ہے۔ راقم الحروف اختصار و ایجاز کو مدنظر رکھتے ہوئے چند گزارشات پیش خدمت کرتا ہے۔ ضرورت پڑی تو اس مسئلہ پر تفصیلی بحث بھی ہدیۂ قارئین کر دی جائے گی۔ عبارات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) میں جب سے نبی ہوا، دوسرے کے لیے نبوت نہیں۔

(۲) حضور ﷺ کے بعد جو کسی کو نبوت ملنی مانے، دجال کذاب ہے۔

(۳) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نوٹ: مفتی غلام حسن صاحب نے مذکورہ عبارات امام اہل سنت کے حوالہ سے

اپنے رسالہ مخلصانہ کوشش، ص:۱۶ پر لکھی ہیں۔ شیخ الحدیث صاحب، مولانا غلام نصیر صاحب اور مولانا جان محمد صاحب نے بھی قبل از بعثت نبوت کو خاتم ہونے کے منافی ٹھہرایا ہے۔

قارئین محتشم! جمہور علمائے اہل اسلام کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ عالم ارواح میں تمام انبیا سے قبل منصب نبوت عطا فرمایا لیکن عالم دنیا میں آپ ﷺ کا ظہور و بعثت تمام انبیا کے بعد ہوئی۔ لہٰذا آپ ﷺ کا زمانہ ظاہری، آپ ﷺ کی شریعت و کتاب تمام شرائع و کتب سے آخری ہیں۔ آپ ﷺ کے جلوہ افروز عالم ہونے کے بعد کوئی ظلی، بروزی، روحانی، جسمانی نبی یا رسول آ سکتا ہے نہ آئے گا۔ پس آپ ﷺ بعثت و زمانہ کے لحاظ سے آخر و خاتم ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ“۔

”میں بہ اعتبار تخلیق تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے اوّل اور بہ اعتبار بعثت ان سب سے آخر ہوں“۔ (دلائل النبوۃ، لابی نعیم، ج:۱، ص:۶، الخصائص الکبریٰ، ج:۱، ص:۳، شفاء، ج:۱، ص:۲۸، نسیم الریاض، ج:۳، ص:۳۰۱، المواہب، ج:۱، ص:۶، سبل الہدیٰ، ج:۱، ص:۶۸، لطائف المعارف، کشف الخفاء، ج:۲، ص:۱۱۸، رقم:۲۰۰۵، امتاع الاسماع، ج:۳، ص:۳۵۴، المورد الروی، ص:۳۶، شرح شفاء، ج:۱، ص:۱۱۷، مرقات، ج:۱۰، ص:۲۸، المقاصد الحسنہ، ج:۱، ص:۳۸۶، رقم:۸۳۷، حرف کاف، تفسیر مظہری، ج:۷، ص:۲۹۶، تفسیر خازن، ج:۳، ص:۴۵۳، تفسیر ابن کثیر، ج:۳، ص:۴۷۲، تفسیر معالم التنزیل، ج:۳، ص:۴۳۸، تفسیر در منثور، ج:۵، ص:۱۸۴، تفسیر ابن ابی حاتم، ۱۷۵۹۴، ج:۹، ص:۳۱۱۶، زرقانی، ج:۱، ص:۶۹، فیض القدیر، ج:۵، ص:۶۸، رقم:۶۴۲۳، حرف: کاف، در المنثور،

ص:۱۳۹' رقم:۳۳۳۶' حرف: کاف' کنز العمال' ج:۱۱' ص:۴۰۹' رقم:۳۱۹۱۶' الفردوس' ج:
۳' ص:۲۸۲' رقم:۴۸۵۰' حرف: کاف' مختصر تاریخ دمشق' ج:۲' ص:۱۰۱' اسرار المرفوعہ'
ص:۱۷۹' رقم:۶۹۶' اور میزان الاعتدال' ج:۳' ص:۱۹۱' زیر ترجمہ سعید بن بشیر)

اس کے علاوہ تفسیر طبری' تفسیر یحیٰ بن سلام' تفسیر ثعلبی' الھدایہ الی بلوغ النھایہ' تفسیر ماوردی' قرطبی' اللباب' السراج المنیر' روح المعانی' ایسی بے شمار کتب تفاسیر میں سورۃ احزاب:۷ کے تحت یہ حدیث ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(i) علامہ خفاجی ''وآخرھم فی البعث'' کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بِاعْتِبَارِ الزَّمَان''۔

یعنی آخری نبی زمانے کے اعتبار سے ہیں۔(نسیم الریاض' ج:۳' ص:۳۰۱)

(ii) علامہ محمد یوسف شامی' امام ابن رجب حنبلی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''فھو اوّلھم خلقًا وآخرھم بعثا وھو آخر النبیین باعتبار ان زمانہ تاخر عنھم''۔

''پس آپ ﷺ تمام انبیا سے بہ اعتبار تخلیق اوّل اور بہ اعتبار بعثت آخر ہیں اور آپ ﷺ اس لحاظ سے آخری نبی ہیں کہ آپ ﷺ کا زمانہ (ظہور) ان سب سے بعد کا ہے''۔(سبل الھدیٰ' ج:۱' ص:۸۳)

(iii) امام احمد رضا قادری راقم ہیں:

(ا) حضور پرنور خاتم النبیین سیّد المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے۔ جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے' کافر مرتد ملعون ہے۔(المبین ختم النبیین' ص:۹۷)

(ب) حضور اقدس ﷺ کے روزِ بعثت سے جب یا اب یا کبھی کسی زمانے میں کوئی

نبوت...... کافر و مرتد ملعونِ ابد ہے۔(ص:۱۰۳)

(ج) اگرچہ بعثت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہمیشہ کے لیے دروازہ نبوت بند ہو جانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک کبھی کسی وقت کسی جگہ کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہو سکنا' کچھ اس آیۂ کریمہ ہی پر موقوف نہیں۔(ص:۱۰۴)

(د) اور صلوٰۃ اللہ خاتم المرسلین پر جو تمام انبیا سے پیدائش میں اوّل اور بعثت میں ان سے آخر۔(جزاء اللہ' ص:۱۳۶)

(ہ) مجھے فاتحہ دیوان نبوت و خاتمہ دفتر رسالت بنایا۔(جزاء اللہ' ص:۱۲۷)

یہی عبارت آپ کے والد گرامی نے بھی رقم کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(سرور القلوب' ص:۲۷۹)

(و) ''فَاِنَّ خَتْمَ النُّبُوَّۃِ اِکْمَالُہٗ ﷺ بُنْیَانَھَا فَلَا یُنَبَّأ اَحَدٌ بَعْدَ ظُھُوْرِہٖ ﷺ لَا اَنْ لَّا یُوْجَدَ بَعْدَہٗ وَعِنْدَہٗ اَحَدٌ مِّمَّنْ نُّبِّیَ قَبْلَہٗ''۔

''اس لیے کہ ختم نبوت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے نبوت کی عمارت مکمل فرمائی تو حضور ﷺ کے ظاہر ہونے کے بعد کوئی نیا نبی نہ ہوگا' نہ یہ کہ ان لوگوں میں سے جو حضور ﷺ سے پہلے نبی ہو چکے' کوئی حضور ﷺ کے بعد یا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو''۔(المعتمد المستند' ص:۱۲۸' مترجم' ص:۱۸۸)

ان عبارات سے درج ذیل نکات واضح ہوئے:

(i) نبی کریم ﷺ اوّل نبی ہیں لیکن ظہور و بعثت و زمانہ کے لحاظ سے سب سے آخر۔

(ii) آپ ﷺ سے ہی نبوت کا آغاز ہوا اور رسالت کا اختتام۔

(iii) خاتم سے مراد بعثت میں آخر ہونا ہے۔

(iv) ختم نبوت کا ظہور عالم دنیا میں ہوا ہے۔

اب ہم اکابرین اُمت کی کچھ عبارات نقل کرتے ہیں؛ جس میں انھوں نے نبی کریم ﷺ کو اوّل النبیین تسلیم کیا اور اسے آخر یا خاتم النبیین کے مخالف نہ ٹھہرایا۔

(۱) علامہ خفاجی راقم ہیں:

''وَجَعَلْتُكَ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا اَیْ اَوَّلَ الْاَنْبِیَآءِ وَآخِرَهُمْ' لَمَّا مَرَّ اَنَّهُ ﷺ نَبِیٌّ قَبْلَ خَلْقِهِمْ''۔

''میں نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا'' یعنی اوّل اور آخر النبیین بنایا جیسا کہ بیان ہو چکا کہ نبی کریم ﷺ کو انبیائے کرام کی تخلیق سے قبل ہی نبی بنا دیا گیا تھا''۔

(نسیم الریاض،ج:۲،ص:۳۰۰)

(۲) علامہ برخوردار ملتانی' شرح عقائد نسفی کی عبارت 'اوّل الانبیآء آدم و آخرهم محمد علیهما الصلوٰة والسلام'' کے تحت رقم طراز ہیں:

''یَعْنِیْ فِی الظُّهُوْرِ وَاِلَّا هُوَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ النَّبِیِّیْنَ لِحَدِیْثِ الْاَسْرَآءِ جَعَلْتُكَ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ خَلْقًا وَّآخِرَهُمْ بَعْثًا اَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ وَاَحْمَدُ وَغَیْرُهُمَا وَلِحَدِیْثِ كُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ''۔

''یعنی آدم علیہ السلام اوّل النبی اور نبی کریم ﷺ آخری نبی ظہور کے اعتبار سے ہیں ورنہ آپ ﷺ سب سے پہلے نبی ہیں جس پر حدیث اسرا دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے آپ کو تخلیق کے اعتبار سے اوّل النبیین اور بعثت کے اعتبار سے آخر بنایا ہے۔ یہ حدیث مسند بزار اور مسند احمد وغیرہما میں آئی ہے۔ نیز حدیث 'کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد'' بھی اس پر دلالت کرتی ہے''۔(حاشیہ برخوردار،ص:۳۳۵)

(۳) شیخ محقق لکھتے ہیں:

(i) ''اما اوّل وے ﷺ اولست در ایجاد کہ اوّل ما خلق اللہ نوری۔ واولست در نبوت کہ کنت نبیا وان آدم لمنجدل فی طینتہ''۔

یعنی جہاں تک اوّل ہونے کا تعلق ہے تو آپ ﷺ خلقت میں اوّل ہیں جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:''اوّل ما خلق اللہ نوری''(اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا) اور آپ ﷺ نبوت کے اعتبار سے بھی اوّل ہیں' چناں چہ حدیث شریف میں ہے:'کنت نبیا الخ''(یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام اپنی تخلیق کے مراحل میں تھے''۔

(ii) ''باوجود سبقت واوّلیت آخرست در بعثت ورسالت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکتاب او آخرست ودین او آخر ادیان ست چناں کہ فرمو نحن الآخرون السابقون ودر حقیقت این آخرست وخاتمیت در بعثت موجب اوّلیت وسابقیت است''۔

''باوجود اُس کے کہ آپ ﷺ کو اوّلیت و سابقت کا شرف حاصل ہے مگر بعثت و رسالت میں آپ ﷺ آخر ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول اور انبیا میں سب سے آخری ہیں۔ آپ ﷺ کی کتاب سب سے آخری اور آپ ﷺ کا دین سب سے آخری۔ چناں چہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''نحن الآخرون السابقون'' اور درحقیقت بعثت کے لحاظ سے یہ آخریت و خاتمیت آپ ﷺ کی اوّلیت سابقیت ہی کا باعث ہیں''۔(مدارج،ج:۱،ص:۲)

(۴) علامہ عبدالوہاب شعرانی نے بھی نبوت بشریہ کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں:

ایک وہ جس میں نبی بلا واسطہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجلیات واخبارِ الٰہیہ سے مستفید ہوتا ہے، جب کہ دوسری قسم وہ ہے جس میں جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی احکام تشریعیہ لاتے ہیں اور اسی اعتبار سے دیگر انبیا علیہم السلام نبی کریم ﷺ سے اولیت رکھتے تھے، ملاحظہ فرمائیں۔

(الیواقیت والجواہر، ج:۲، ص:۳۴۹)

(۵) علامہ فاسی لکھتے ہیں:

(i) فَیَکُوْنُ الْفَاتِحُ بِمَعْنَی الْمَبْدَأ الْمُقَدَّمُ فِی الْاَنْبِیَاءِ.

(مطالع المسرات، ص:۱۳۰)

پس آپ ﷺ اس معنیٰ کے لحاظ سے فاتح ہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیا کی ابتدا اور سب سے پہلے ہیں۔

(ii) اَوْ فَتَحَ النُّبُوَّۃَ فَاِنَّہٗ اَوَّلُ الْاَنْبِیَاءِ. (مطالع المسرات، ص:۱۶۶)

یا آپ ﷺ کے ذریعے نبوت کا دروازہ کھولا کیوں کہ آپ ﷺ پہلے نبی ہیں۔

اب چند مثالیں دے کر اوّل وآخر کے تصور کو واضح کیا جاتا ہے!

پہلی مثال

ایک عظیم ہستی کو ملک کا مطلقاً حاکم بنا دیا گیا، پھر کسی ایک صوبہ یا ریاست میں اس کے نائبین وخلفا کو وقتاً فوقتاً بھیجا گیا تاکہ وہ وہاں عنانِ حکومت سنبھالیں اور لوگوں کی اصلاح فرمائیں۔ جب تمام نائبین نے اپنی ذمہ داریاں کما حقہ سرانجام دے دیں تو اس عظیم الشان سلطان وحاکم اعلیٰ کو اس مخصوص علاقہ کی اصلاح وتزکیہ وتہذیب کے لیے بھیجا گیا اور انھوں نے وہاں بھی احسن واکمل طریقہ سے اپنے فرائض منصبی سرانجام دیئے۔ اب وہ حاکم حکم

رانی ملنے کے لحاظ سے تو سب سے اوّل ہے، لیکن ایک مخصوص علاقہ میں لوگوں کی اصلاح کے لیے بہ نفسِ نفیس جانے کے اعتبار سے سب سے آخر ہے۔ لہٰذا بلاتشبیہ نبی کریم ﷺ عالم ارواح میں نبوت ملنے کے لحاظ سے تو سب سے اوّل ٹھہرے، لیکن عالم دنیا میں لوگوں کی ظاہراً تطہیر، تربیت، تہذیب وتعلیم کے لیے تمام انبیا کے بعد تشریف لائے، اگرچہ عالم ارواح میں رہتے ہوئے بھی آپ کے فیوض وبرکات تمام جہانوں میں جاری وساری تھے۔

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

مدرس کی مثال

ایک محقق مدرس علوم نافعہ وصلاحیت کثیرہ کے حصول کے بعد ایک مدرسہ میں اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے رہا ہے، جب کہ دیگر مدرسین ایک مخصوص جماعت میں مختلف اَدوار کے دوران طلبہ کو تعلیم وتہذیب کی دولت سے سرشار کر رہے ہیں۔ سب سے آخر میں اس جلیل القدر مدرس کو اس جماعت کے طلبہ کی تطہیر وتہذیب وتزکیہ کی ذمہ داری سونپی گئی۔ پس وہ مدرس علوم وفنون وصلاحیتوں کے حصول کے لحاظ سے تو اوّل ٹھہرے لیکن کسی خاص جماعت کو بہ نفسِ نفیس دولت تعلیم سے مالا مال کرنے کے لحاظ سے سب سے آخر ٹھہرے۔ بلاتشبیہ رسول اللہ ﷺ عالم ارواح میں تمام عالمین پر فیوض وبرکات کی بارش فرما رہے تھے، پھر ایک خاص دور میں عالم دنیا میں تشریف لائے اور بالخصوص ان کی اصلاح فرمائی۔

تیسری مثال

علامہ کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

"یہ بالکل ایسا ہے کہ بادشاہ کسی کو امیر جہاد مقرر کر دے تو اس امارت کا ظہور جہاد پر جانے کے بعد ہی ہوگا، اس کا منصب جلیل پہلے ہی سے ثابت ہوگیا"۔

(میلاد النبی ص:۱۵)

ظہور و وجود کے متعلق آپ نے ایک اور نکتہ بیان فرمایا ہے' جس کا مطالعہ مفید مطلب ہے:

''اجمالی طور پر ہم اس مقام پر کہہ سکتے ہیں کہ دین و دنیا کی جسمانی و روحانی' ظاہری و باطنی نعمتیں اور علوم و معارف جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو اپنی حکمت کے مطابق دے سکتا تھا (دینا چاہتا تھا: عرفان) وہ سب کچھ دے دیا۔ البتہ ہر نعمت اور ہر علم و حکمت کا ظہور اپنے اپنے وقت پر ہوا اور ہوتا رہے گا۔ دیکھئے! شفاعت بھی حضور ﷺ کو دی گئی اور اس میں آج تک کسی مسلمان نے اختلاف نہیں کیا۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ اس کے ظہور کا وقت روزِ محشر ہوگا! معلوم ہوا کہ اگر کسی وقت کسی کمال کا ظہور نہ ہو تو اس عدم ظہور سے عدم وجود لازم نہیں آتا''۔ (معراج النبی ص:۶۹)

الغرض! اوّل و آخر امر اضافی بھی ہے' لہٰذا کوئی امر مختلف جہات و تعبیرات کے اعتبار سے اوّل بھی ہو سکتا ہے اور آخر بھی۔

جہاں تک اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ عبارات کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل عیاں ہے کہ یہ عبارات عالم اجساد میں نبی کریم ﷺ کی بعثت و رسالت کے متعلق ہیں' جیسا کہ ان کے سیاق و سباق سے قطعی و جزمی طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ ہمارا موقف بھی یہی ہے' لہٰذا یہ عبارات ہمیں ہرگز مضر نہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ کے اوّل النبیین ہونے کے متعلق امام اہل سنت کا موقف آپ بالتفصیل ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ چناں چہ ان عبارات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ آپ نبی کریم ﷺ کو قبل از بعثت نبی نہ مانتے تھے' ہرگز ہرگز کار خردمند نہیں۔

چھٹی عبارت:

امام اہل سنت کی درج ذیل ایک اور عبارت پیش کی جاتی ہے:

''نبوت گئی' نبوت منقطع ہوئی' جب سے نبی ﷺ کو نبوت ملی' کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی''۔ (فتاویٰ رضویہ ج:۱۵' ص:۶۶۹)

تجزیہ: نبوت تو امام اہل سنت کی تصریحات کے مطابق نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح میں مل چکی تھی' نیز آپ کے الفاظ ''نبوت گئی' نبوت منقطع ہوئی'' اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ عالم دنیا کے متعلق ارشاد فرما رہے ہیں۔ لہٰذا اگر اس عبارت کو عموم پر رکھا جائے تو اس طرح تمام انبیاء و مرسلین کی نبوت کا انکار لازم ہوگا' معاذ اللہ! لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس نبوت سے مراد نبوتِ مبعوثہ ہے جو کہ عالم اجساد میں چالیس سال کی عمر مبارک میں آقا علیہ السلام کو عطا کی گئی۔ جس شخص نے اعلیٰ حضرت کی اس موضوع پر مختلف کتب کی کثیر عبارات کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے' وہ ایسا سطحی اعتراض نہیں کرے گا اور اگر قلب سلیم رکھتا ہے تو اس مختصر سی تحقیق کے بعد تسلیم کرے گا کہ امام اہل سنت کا سایہ شفقت و رحمت ہمارے اوپر ہے نہ کہ فریق دوم پر۔ واللہ الھادی برحمتہ!

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان

علامہ برھان الحق کے مذکورہ پرنور رسالہ کی تائید و توثیق حجۃ الاسلام نے کچھ اس طرح فرمائی ہے:

أَحْمَدُ اللّٰهَ خَالِقَ النَّسَمِ ۔۔۔ ذَارِ اللَّوْحِ بَارِءِ الْقَلَمِ
وَأُصَلِّيْ عَلٰى حَبِيْبٍ لَّهُ ۔۔۔ أَعْلَمِ الْخَلْقِ خَيْرِ كُلِّهِمُ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ۔۔۔ مَاتَمُرُّ السَّحَابُ بِالدِّيَمِ
غب هذا اشممت فتواكم ۔۔۔ فَالْجَوَابُ الْجَوَابُ بِالْحَكَمِ

بُرھنُ الحقِ فیہِ یا برھان　　فسماہ للاسمك كسمی

فقیر محمدن المعروف بحامد رضا القادری

کان اللّٰہ تعالیٰ لہ

مہر

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان

مفتی اعظم ہند لکھتے ہیں:

اصبت فیما اجبت

فقیر مصطفےٰ رضا القادری عفی عنہ

مہر

اس رسالہ عالیہ کے دیگر مصدقین کے نام درج ذیل ہیں:

محمد رضا خاں صاحب قادری

مہر

صدر الشریعۃ محمد امجد علی اعظمی رضوی

مہر

علامہ سمیع احمد خاں صاحب

مہر

مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خان

(i) آپ اپنے نعتیہ کلام ''سامانِ بخشش'' میں لکھتے ہیں:

ذات کا اپنی آئینہ　　بے مثل ونظیر وہمتا
خلق کیا قبل از اشیا　　اور نبوت کردی عطا

لا الٰہ الا اللّٰہ امنا برسول اللّٰہ (ص:۳۹)

(ii) دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

تم ہو فتح باب نبوت　　تم سے ختم دور رسالت

(ص:۷۵)

(iii) اپنے مظہر اول کو اپنے حبیب اجمل کو　　پہلے نبی افضل کو پہلے مرسل اکمل کو

لا الٰہ الا اللّٰہ امنا برسول اللّٰہ

مفتی اعظم ہند کی عبارت سے غلط استدلال

بعض افراد مفتی اعظم ہند کی عبارت ''ورنہ محال ہے کہ کوئی نبی قبل از وحی مؤمن نہ ہو اور وہ پیش از وحی بھی نہ صرف ایمان بل کہ اس اعلیٰ درجہ ولایت کبریٰ پر ہوتے ہیں کہ نہایت مدارج اولیاء ہے'' سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قبل از بعثت نبی نہ تھے۔

قارئین محتشم! مفتی اعظم ہند نے امام اہل سنت کے شعر:

بل کہ کہا ایمان سے خالی　　لعنت ہو کیا گاتے یہ ہیں

کے تحت مذکورہ بالا جملے رقم کیے ہیں۔ چوں کہ بات نبی کریم ﷺ کے قبل از بعثت ایمان کی نفی کے متعلق تھی (معاذ اللہ!) لہٰذا آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ محال ہے کہ کوئی نبی قبل از وحی مؤمن نہ ہو۔ یہ ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی بدزبان خبث باطنی کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، اس کے جواب میں اگر کوئی کہے کہ یہ بات کتاب وسنت کی تعلیمات کے منافی ہے کہ اعلم الخلق کو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کا علم نہ ہو تو کیا اس جواب سے کوئی یہ بات اخذ کرسکتا ہے کہ چوں کہ انھوں نے دیوار کے پیچھے کا علم ہی ثابت کیا ہے، لہٰذا ان کا موقف یہ ہے کہ آپ کو دیگر علوم غیبیہ کا علم نہیں۔

ہاں! یہ وہ شخص کہہ سکتا ہے جس کے دماغ میں کچھ خلل ہو۔

پھر آپ نے تمام انبیا کے متعلق عمومی طور پر فرمایا کہ وہ پیش از وحی بھی نہ صرف ایمان بل کہ اس اعلیٰ درجہ ولایت کبریٰ پر ہوتے ہیں کہ نہایت مدارج اولیا ہے۔ اب اس عموم سے دلائل کے ذریعے ان انبیاء کرام جیسے نبی کریم ﷺ، حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تخصیص ہو جائے گی جن کی نبوت قبل از بعثت متحقق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

صدر الشریعہ

علامہ برہان الحق جبل پوری کے رسالہ پر آپ کی تصدیقی مہر ملاحظہ فرما چکے ہیں، اب آیئے! بہارِ شریعت سے ایک اقتباس دیکھیے:

"عقیدہ: سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور ﷺ کو ملا، روزِ میثاق تمام انبیا سے حضور ﷺ پر ایمان لانے اور حضور ﷺ کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصب ان کو دیا گیا۔ حضور ﷺ نبی الانبیا ہیں اور تمام انبیا حضور ﷺ کے اُمتی۔ سب نے اپنے اپنے عہد کریم میں حضور ﷺ کی نیابت میں کام کیا"۔ (بہارِ شریعت، ج:۱، ص:۱۳)

محدث اعظم پاکستان

شیخ الحدیث صاحب کے استاذ المکرم راقم الحروف کے دادا مرشد محدث اعظم پاکستان، ابوالفضل ثم ابوالمنظور علامہ محمد سردار احمد نے مرقات میں موجود عبارت "والاظھر انہ کان قبل الاربعین ولیا ثم بعدھا صار نبیا ثم صار رسولا" پر درج ذیل حاشیہ تحریر فرمایا:

"لا بل الاظھر انہ ﷺ کان نبیا فی عالم الارواح کما صرح فی الحدیث متی وجبت لک النبوۃ یا رسول اللہ قال و آدم بین

الروح والجسد من روایۃ الترمذی بل الاظھر انہ ﷺ کان نبیا بعد الولادۃ وقبل الولادۃ من عالم الارواح ولکن ظھر نبوتہ ورسالتہ عند الناس بعد البعثۃ بعد الاربعین والتحقیق عند المحققین انہ ﷺ کان معصوما فی الاحوال کلہ ظاھرہ وباطنہ قبل البعثۃ وبعد البعثۃ کیف ھو ﷺ نور اللہ تعالی علی الاطلاق فتدبر. سردار احمد غفرلہ"

ترجمہ: "نہیں! بل کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ عالم ارواح میں نبی تھے، جس طرح کہ حدیث پاک میں تصریح ہے (کہ آپ سے عرض کیا گیا:) یارسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا: جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی شریف) بل کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ولادت کے بعد اور ولادت سے پہلے عالم ارواح سے ہی آپ ﷺ نبی تھے۔ البتہ لوگوں کے نزدیک چالیس سال کے بعد، بعثت کے بعد آپ کی نبوت و رسالت کا ظہور ہوا اور محققین کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ ﷺ ظاہر و باطن، بعثت سے پہلے اور بعد تمام احوال میں معصوم ہیں۔ یہ کیسے نہ ہو؟ حالاں کہ آپ ﷺ تو علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں، پس غور و فکر کرو۔ سردار احمد غفرلہ"۔

نوٹ: مشکوٰۃ المصابیح پر حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے دست با کرامت سے تحریر شدہ یہ عبارت کتب خانہ حضور محدث اعظم پاکستان، جامعہ محدث اعظم اسلامک یونی ورسٹی، رضانگر، چنیوٹ میں محفوظ ہے۔

چناں چہ آپ کی اس تحریر سے یہ اُمور نکھر کر سامنے آ گئے کہ:

- نبی کریم ﷺ عالم ارواح میں نبوت کے مقام پر فائز تھے۔
- آپ ﷺ عالم ارواح میں عطا فرمائی جانے والی نبوت مستمر ہے' لہٰذا آپ ﷺ قبل از ولادت بھی نبی تھے اور بعد از ولادت بھی۔
- اگرچہ عندالناس آپ ﷺ کی نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر مبارک کے وقت ہوا لیکن اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ اس عرصہ کے دوران صرف ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز تھے بل کہ آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے' اسی لیے آپ نے اس قول کا رد کیا کہ نبی کریم ﷺ چالیس سال کی عمر مبارک سے قبل محض ولی تھے۔

علامہ مفتی شریف الحق امجدی

حضرت علامہ مفتی نظام الدین رضوی' صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ' مبارک پور' انڈیا' مفتی شریف الحق امجدی کے متعلق لکھتے ہیں:

''شارح بخاری حضرت العلام مولانا' مفتی الحاج الشاہ محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ بہت سے اوصاف اور خوبیوں کے مالک تھے۔ مثلاً:

(۱) محدث (۲) مفسر (۳) شارح (۴) متکلم (۵) مناظر (۶) مدرس (۷) مصنف (۸) اصولی (۹) محقق (۱۰) مرشد (۱۱) مقرر (۱۲) مدبر (۱۳) ناقد (۱۴) مؤرخ (۱۵) سیاح (۱۶) مفتی۔

لیکن آپ کا سب سے نمایاں اور ممتاز وصف یہ تھا کہ آپ ایک ''عظیم مفتی'' تھے' جس کی تعبیر ''فقیہ عصر''، ''فقیہ الہند''، ''فقیہ النفس'' وغیرہ القاب سے علمانے کی' ان القاب میں زیادہ شہرت ''نائب مفتی اعظم ہند'' کے لقب کو حاصل ہے' گو تمام تعبیرات بجائے خود صحیح و درست ہیں''۔

(فتاویٰ شارح بخاری' ج:۱' ص:۲۰۰)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی' مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان اور محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس تلمیذ رشید کا مؤقف جاننے کے لیے درج ذیل سطور کا مطالعہ فرمائیں:

(1) مسئلہ: بکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبل آدم علیہ السلام نبی نہیں مانتا' کہتا ہے: قبل آدم علیہ السلام آدمی نہیں' نبی جسمانی کا کیا مطلب۔ الخ۔

الجواب: بکر حدیث صریح صحیح کا انکار کر رہا ہے۔ جامع صغیر میں بہ حوالہ حلیہ وابن سعد وطبرانی ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ''۔

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح وجسد کے درمیان تھے''۔ الخ

(فتاویٰ شارح بخاری' ج:۱' ص:۳۵۲)

(2) مسئلہ: (۱) زید کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ کو ۳۵ سال بعد نبوت ملی۔ حضور ﷺ اپنی ظاہری عمر شریف کے ۳۵ سال قبل کچھ نہیں تھے۔ کیا یہ کہنا صحیح ہے؟

(۲) جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور ﷺ کو اپنی ظاہری عمر شریف کے چالیس سال قبل یہ معلوم نہیں تھا کہ میں نبی ہوں' بل کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے بتانے سے معلوم ہوا' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا یہ عقیدہ درست ہے؟

(۳) نبی ﷺ کو اپنے نبی ہونے کا علم کب ہوا؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں' کرم ہوگا۔ الخ

الجواب: (۱) اس شخص کا یہ کہنا کہ نبی ﷺ ۳۵ سال کی عمر سے قبل کچھ بھی نہیں تھے۔ بدتمیزی اور گستاخی ہے' کچھ نہیں کا جملہ بہت سخت ہے۔ یہ تحقیر کے لیے معین

ہے۔ جو شخص معمولی درجہ کا ہو اور اس کو کہہ دیا جائے کہ تم کچھ نہیں تو اگر اس کا بس چلے گا تو کہنے والے کو جوتے مارے گا' جب کہ حضور اقدس ﷺ کی حیثیت اعلانِ نبوت سے پہلے بھی ایسی وسیع تھی کہ پورا مکہ حضور اقدس ﷺ کے اعلیٰ کردار اعلیٰ اخلاق' حسن معاملہ' سچائی اور دیانت داری کا معترف تھا اور آنحضور کو الصادق الامین کہتا تھا۔ یہ تو ظاہری حال تھا۔ باطنی حال یہ تھا کہ ترمذی وغیرہ میں حدیث پاک ہے:

''کنت نبیا و آدم لمنجدل فی طینته''۔

''میں اس وقت بھی نبوت کے منصب پر فائز تھا کہ ابھی آدم کا خمیر بھی نہیں تیار ہو تھا''۔

(۲) اس بارے میں کوئی تصریح میری نظر سے نہیں گزری' مسند امام احمد بن حنبل اور مسلم شریف' جلد ثانی میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں تھا اور قبل بعثت مجھ کو سلام کرتا تھا۔ مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں علامہ بدرالدین محمد بن عبداللہ زرکشی متوفی ۷۹۴ھ سے ناقل کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی کہ جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو ان کے کان میں خازن جنت رضوان نے کہا: اے محمد! آپ کو بشارت ہو! ہر نبی کا علم آپ کو عطا کیا گیا اور آپ ان سب سے زیادہ علم والے اور ان سب سے زیادہ بہادر ہیں۔

ان روایتوں سے ظاہر ہوا کہ حضور اقدس ﷺ قبل بعثت بھی یہ جانتے تھے کہ میں نبی ہوں' بل کہ یومِ پیدائش ہی میں بتادیا گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۳) ابھی روایت گزری کہ پیدائش کے وقت ہی بتادیا گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(فتاویٰ شارح بخاری' ج:۱' ص:۳۵۶' ۳۵۷)

(3) اور حضور اقدس ﷺ نزولِ وحی کی ابتدا سے پہلے ہی بل کہ روز ازل سے منصب نبوت پر فائز تھے۔ اس آیت میں ضالا کا ترجمہ بے خبر کرنا بھی غلط ہے۔ اولاً ضالاً کے معنی بے خبر کے ہے ہی نہیں' ثانیا: حضور اقدس ﷺ اول روز سے منصب نبوت پر فائز تھے تو بے خبر کہنا غلط۔ (فتاویٰ شارح بخاری' ج:۱' ص:۳۶۷)

(4) مسئلہ ا: زید کہتا ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو اس دنیا میں بہ حیثیت جسم آنے کے چالیس سال بعد نبوت عطا کی گئی تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ ''میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب وگل کی منزل طے کر رہے تھے'' بہ حیثیت روح نبی ہونا اور بہ حیثیت جسم نبی ہونا' کیا ان میں فرق ہے؟ جواب اہل سنت کے مطابق عطا فرمائیں۔

الجواب (ا): صحیح اور مختار یہی ہے کہ حضور اقدس ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے منصب نبوت پر فائز تھے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ''کنت نبیا وآدم لمنجدل فی طینته'' اعلانِ نبوت کا حکم اور نزولِ قرآن کی ابتدا چالیس سال کے بعد ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ شارح بخاری' ج:۱' ص:۳۷۵)

(5) ''دوسرے اس نے اعطائے نبوت کی تاریخ ۷ ربیع الاوّل شریف بہ مطابق ۲۲ فروری ۶۱۰ء بہ روز پنج شنبہ لکھی۔ یہ بھی غلط ہے اور حدیث کے خلاف ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا: ''وآدم بین الروح والجسد'' اس وقت سے کہ ابھی آدم روح وجسم کے مابین تھے۔ مسند امام احمد کی روایت میں ہے: ''وآدم لمنجدل فی طینته'' اور آدم علیہ السلام ابھی اپنی خمیر میں تھے۔

اس لیے یہ کہنا کہ حضور اقدس ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی' غلط ہے۔
کلینڈر بنانے والے نے بات نہیں سمجھی' غار حرا میں جو واقعہ پیش آیا' یہ اعطائے
نبوت نہ تھی' نبوت تو پہلے ہی سے مل چکی تھی۔ قرآن مجید کے نزول کا پہلا موقع تھا' اس
کو یہ کہنا کہ اس وقت نبوت ملی' یہ غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!' (فتاوی شارح بخاری
ج:۱'ص:۳۷۹)

(6) ''حقیقت میں ایسا نہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال کی
ہوئی تو نبوت ملی' جیسا کہ وہابی کہتے ہیں۔ ہاں! چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کا
اذن ملا''۔ (فتاوی شارح بخاری' ج:۱'ص:۴۱۶)

(7,8) اسی طرح کا فتویٰ ص:۴۱۶' اور ۴۲۰ پر بھی موجود ہے۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی (المتوفی ۱۳۹۱ھ)

قارئین محتشم! بعض افراد تعصب کی سیاہ عینک پہنے' ضد وعناد کے گھٹاٹوپ اندھیروں
میں حیران و سرگرداں بھٹکتے ہوئے مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب کی طرف بھی یہ بات
منسوب کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کا مؤقف بھی یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ قبل از بعثت نبوت
کے مقام پر فائز نہ تھے۔ مفتی صاحب اہل سنت و جماعت کی ایک ہر دل عزیز شخصیت اور
صاحب کتب کثیرہ ہیں۔ لہٰذا راقم آپ کی چند ایک کتب سے کچھ عبارات ہدیہ قارئین کرتا
ہے' جس سے یہ مسئلہ نکھر کر سامنے آجائے گا۔ توجہ فرمائیں!

(۱) ''حضور انور ﷺ کی رسالت کسی وقت یا کسی جگہ یا کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں' ہر
وقت ہر جگہ ہر قوم کے رسول ہیں' بل کہ رسولوں کے بھی رسول ہیں''۔
(تفسیر نعیمی' ج:۴'ص:۳۴۳' زیر آیت: لقد من اللہ)

(۲) ''نیز حضور انور دنیا میں تشریف لائے' رسول' نبی' نور' حق ہونے کی شان سے۔ اس

لیے تشریف آوری کی آیات میں آپ کو ان القاب سے یاد کیا گیا''۔
(تفسیر نعیمی' ج:۲'ص:۵۹' زیر آیت: کما ارسلنا فیکم رسولا)

(۳) ''حضور ﷺ کی آمد پر رسول' نبی' برھان فرمایا گیا' کیوں کہ حضور دنیا میں شانِ
رسالت سے آئے''۔ (تفسیر نعیمی' ج:۳'ص:۶۲۸)

(۴) ''خیال رہے کہ حضور ﷺ دنیا میں آکر رسول نہ بنے بل کہ رسول بن کر دنیا میں
آئے۔ کیوں کہ یہاں جاء کا فاعل رسولنا ہے۔ جیسے کہا جاوے (جائے) کہ عالم مرد
میرے پاس آیا تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ عالم اور مرد تو پہلے سے تھا' آنا بعد میں ہوا۔
چالیس سال کی عمر شریف میں رسالت کا ظہور ہوا ہے نہ کہ رسالت کا وجود''۔
(تفسیر نعیمی' ج:۶'ص:۳۲۳)

(۵) ''حضور ﷺ کی آمد صفت رسالت شانِ نورانیت سے ہوئی۔ حضور ﷺ آمد
سے پہلے بھی نور تھے' رسول تھے' آمد پر بھی نور اور بعد وفات بھی نور''۔
(تفسیر نعیمی' ج:۶'ص:۳۲۵)

(۶) ''حضور ہر حال میں نبی ہیں بل کہ حضرت حلیمہ کی گود میں' جناب آمنہ کے شکم میں نبی
ہیں' بل کہ عالم ارواح میں نبی ہیں۔ چالیس سال کی عمر شریف میں اعلانِ نبوت
فرمایا۔ نبوت اور اظہارِ نبوت میں فرق ہے''۔
(تفسیر نعیمی' ج:۷'ص:۶۲' زیر آیت: اطیعوا اللہ)

(۷) ''پھر دیگر انبیاء دنیا میں تشریف لاکر نبی ہوئے اور ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی
ہو کر تشریف لائے۔ ''کنت نبیا و آدم بین الماء والطین'' لہٰذا حضور ﷺ
اُمی نبی یعنی مادر زاد نبی ہیں''۔ (رسائل نعیمیہ: اسرار الاحکام' ص:۳۴۸)

(۸) ''بشریت وغیرہ اس دنیا میں نبوت کے لیے ضروری ہیں۔ بشریت آدم علیہ السلام

سے شروع ہوئی۔ حضور کی نبوت ان سے بھی پہلے ہے''۔

(رسائل نعیمیہ: اسرار الاحکام ص:۳۴۹)

(۹) ''اسی طرح حضور ﷺ کی ولادت' ہجرت' کی مدنی ہونا' وفات پا جانا۔ یہ حضور ﷺ کی آمد و روانگی کے نام ہیں۔ ورنہ حضور ﷺ ولادت سے پہلے بھی نبی ہیں اور ابدالآباد تک بھی نبی ہیں''۔ (رسائل نعیمیہ: درس القرآن ص:۳۷۴)

(۱۰) ''ہمارے حبیب ﷺ پیدائشی عارف کامل رسول ہیں''۔

(رسائل نعیمیہ: اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں ص:۲۸)

(۱۱) ''حضور ﷺ نبوت سے اس وقت موصوف ہیں جب انسانیت کا نشان بھی نہ تھا کیوں کہ ابھی پہلے انسان اور تمام انسانوں کے والد حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہ ہوئے تھے' بل کہ انسان کے لیے ضروری چیزیں وقت و جگہ بھی نہ بنے تھے۔ حضور ﷺ کی نبوت مکان و مکین سے پہلے کی ہے''۔ (رسائل نعیمیہ: رسالہ نور' ص:۸)

(۱۲) ''سب سے پہلے نبوت آپ کو عطا ہوئی۔ خود فرماتے ہیں: کنت نبیا الخ''۔

(شانِ حبیب الرحمٰن' ص:۲۲)

(۱۳) ''اور انبیاء کرام تو دنیا میں تشریف لا کر رسول ہوئے' حضور ﷺ عالم ارواح میں بھی رسول اللہ تھے''۔ (شان حبیب الرحمٰن' ص:۲۱۷)

(۱۴) ''اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا ہوتے ہی سجدہ فرمایا' اپنی اُمت کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور خبر دی کہ ہم دنیا میں ظاہر ہونے سے پہلے نبی تھے تو پھر گم راہی کیسی؟'' (شان حبیب الرحمٰن' ص:۲۷۵)

(۱۵) ''حضور علیہ السلام کو نفس علم غیب تو ولادت سے پہلے ہی عطا ہو چکا تھا' کیوں کہ آپ ولادت سے قبل عالم ارواح میں نبی تھے''۔ (جاء الحق' بحث علم غیب' ص:۴۴۵)

(۱۶) ''آپ ولادت سے پہلے نبی صاحب قرآن ہیں۔ بغیر وحی کے نبوت کیسی؟''

(جاء الحق' بحث علم غیب' ص:۷۴۴)

(۱۷) ''حضور ﷺ اس وقت نبی ہیں جب کہ آدم علیہ السلام آب و گل میں ہیں''۔

(جاء الحق' بشر یا بھائی کہنے کی بحث' ص:۳۵۲)

(۱۸) ''یہ تو خبر نہیں کہ حضور ﷺ نبی کب سے ہیں' اتنا پتہ لگا ہے کہ جب آدم علیہ السلام آب و گل میں تھے' اس وقت بھی حضور نبی تھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور سرکار ابد الاباد تک نبی رہیں گے۔ یعنی حضور کی نبوت کی ابتدا تو ہے مگر انتہا کوئی نہیں''۔ (رسائل نعیمیہ' درس القرآن' ص:۲۷۴)

(۱۹) ''یعنی ہم نے آپ کو عالم ارواح میں سفید اور سادہ پیدا فرمایا تھا۔ پھر اس پر علوم کے نقش و نگار فرما کر نبوت سر پر رکھ کر دنیا میں بھیجا۔ آپ عالم ارواح میں ہی نبی تھے۔ خود فرماتے ہیں: ''کنت نبیا و آدم بین الماء والطین'' ہم اس وقت نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں جلوہ گر تھے''۔

(جاء الحق' عصمت انبیاء کا ثبوت' ص:۷۵۴)

(۲۰) ''بچپن میں بچوں نے کھیل کی رغبت دی تو انہیں وہ جواب دیا کہ جس پر ارسطو و افلاطون کی ساری حکمتیں قربان۔ وہ ہی ایک جواب انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ فرمایا: ''ما خلقنا لھذا'' ہم اس لیے پیدا نہیں ہوئے۔ رب نے اس کی تائید یوں فرمائی کہ ''وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون'' خود فرماتے ہیں: ''کنت نبیا و آدم بین الماء والطین'' ہم اس وقت نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام آب و گل میں جلوہ گر تھے''۔ (جاء الحق' عصمت انبیاء کا ثبوت' ص:۷۴۳)

نبی انسان ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا ہے' اس

اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''خیال رہے کہ جسمانی نبوت کے لیے شرط ہے کہ نبی انسان ہوں اور انسانی سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے۔ روحانی نبوت کے لیے یہ شرط نہیں' لہٰذا اس فرمانِ عالی شان پر یہ اعتراض نہیں کہ نبی انسان ہونے چاہئیں' اس وقت حضور ﷺ صفت انسانیت سے موصوف نہ تھے یا یوں کہو کہ انسانیت کے لیے اولادِ آدم ہونا ضروری نہیں۔ حضرت بی بی حوا انسان ہیں مگر اولادِ آدم نہیں' یوں ہی جو مخلوق جنت بھرنے کے لیے پیدا کی جاوے (جائے) گی وہ انسان ہو گی مگر اولادِ آدم نہ ہو گی۔ لہٰذا اس وقت بھی حضور ﷺ انسانیت کی صفت سے موصوف تھے''۔ (مرآت' ج:۸' ص:۲۰)

مفتی صاحب کی عبارت سے غلط استدلال

ایک فاضل مناظر و محقق مفتی صاحب کی ایک عبارت کو اپنے مخصوص مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں۔ ہم پہلے وہ عبارت اور استدلال نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا جواب۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''یعنی جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح پھونکی نہ گئی تھی' اس وقت ہم نبی تھے۔ اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ہم علم الٰہی میں نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ہم نبی ہوں گے' کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء کرام کی نبوت کو جانتا تھا' پھر اس میں حضور ﷺ کی خصوصیت کیا بل کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت کا اعلان اس وقت ہو چکا تھا''۔

(مرآت' ج:۸' ص:۲۰)

فاضل محقق صاحب اس عبارت سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اس وقت آپ ﷺ

کی نبوت کا صرف اعلان ہوا تھا۔

جواب: اوّلاً: اگر نبوت کے اعلان سے مراد محض یہ ہو کہ آپ ﷺ اس وقت نبی نہ تھے بل کہ اس بات کی تشہیر اور اعلان ہوا کہ آپ ﷺ مستقبل میں نبی بنیں گے تو اس بات کا تو آپ خود اس عبارت میں ردّ فرما چکے ہیں۔

ثانیاً: کیا اعلان و چرچا و تشہیر اس بات کی متقاضی ہے کہ جس وصف یا نعمت کا چرچا کیا جائے' وہ موجود نہ ہو بل کہ مستقبل میں اس کا حصول ہو گا؟ قرآن مقدس تو فرما رہا ہے:

''وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ''۔ (الضحیٰ' پارہ:۳۰' رکوع:۱۸' آیت:۱۱)

''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو''۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اَلتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ وَّتَرْكُهَا كُفْرٌ''۔ (مسند امام احمد' رقم:۱۷۷۲۱)

''اللہ تعالیٰ کی نعمت کا چرچا کرنا شکر ہے اور چرچا نہ کرنا کفر (ناشکری) ہے''۔

کیا محض اس نعمت کا چرچا ہوتا ہے جو مستقبل میں ملے گی؟

کیا کسی نعمت کا اعلان بوقت اعلان اس نعمت کے عدم حصول پر دلالت کرتا ہے؟

الغرض! اعلان سے مقصود کائنات کی ہر شے کو رسول اللہ ﷺ کی آفاقی نبوت اور آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کرنا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

لہٰذا مفتی صاحب ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

''یعنی حضور آپ نے دنیا میں آ کر اپنی نبوت یہاں کس سبب سے جانی پہچانی؟ لہٰذا یہ سوال ان احادیث کے خلاف نہیں' جن میں ہے کہ ہم اس وقت نبی تھے جب آدم علیہ السلام آب و گل میں تھے یا بچپن شریف میں ہم کو شجر و حجر سلام کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی نبوت کا اعلان آپ ﷺ کی ولادت

پاک سے پہلے ہو چکا تھا۔ دنیا بھر نے آپ ﷺ کو نبی جان لیا تھا۔ پڑھو وہ معجزات جو حمل شریف اور ولادت پاک کے وقت تمام دنیا میں ظاہر ہوئے''۔

(مرأت ج:۸، ص:۳۹)

چناں چہ مفتی صاحب کی طرف قبل از بعثت نبوت کے انکار کو منسوب کرنا عین دوپہر کے وقت خوب روشن و چمکتے ہوئے سورج کے انکار کے مترادف ہے۔

علامہ نور بخش توکلی

علامہ نور بخش توکلی راقم ہیں:

(i) ''اور عالم ارواح ہی میں اس روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چناں چہ ایک روز صحابہ کرام نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وآدم بین الروح والجسد'' یعنی میں اس وقت نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا''۔

(سیرت رسول عربی، ص:۱۳)

(ii) ''اس بحث کے ضمن میں کئی اور مسئلے پیش آ گئے ہیں، جن میں طرفین میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک یہ حدیث ہے:

عن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللّٰہ متی وجبت لک النبوۃ قال وآدم بین الروح والجسد۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس حال میں کہ آدم علیہ السلام روح وجسم کے درمیان تھے''۔ (انتہی)

اس حدیث سے مولوی محمد کرم الدین صاحب کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے نبی ہونا ثابت ہوتا ہے، مگر مولوی محمد فاضل صاحب اسے تسلیم نہیں کرتے۔ عند التحقیق مولوی محمد کرم الدین صاحب کا قول راجح بل کہ صحیح ہے، جیسا کہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے''۔ (نور مصطفیٰ ﷺ، ص:۸۰)

اس کے بعد علامہ توکلی صاحب نے علامہ شہاب الدین خفاجی (نسیم الریاض، ص: ج:۲، ص:۲۱۶)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۱۴۳)، شیخ ابن حجر مکی (شرح ھمزیہ ص:۱۷)، امام تقی الدین سبکی (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۳) اور علامہ علی قاری (شرح فقہ اکبر ص:۷۳) کی عبارات نقل فرمائیں اور پھر مواہب اللدنیہ اور شرح دلائل الخیرات للعلامہ فاسی کا بھی اپنے موقف کی توثیق کے لیے حوالہ دیا اور اپنی اس بحث کو ص۸۹ سے شروع کر کے ص:۹۲ پر ختم کیا۔

کیا کوئی صاحب عقل وفراست اس تفصیل کے بعد کہہ سکتا ہے کہ علامہ توکلی نبی کریم ﷺ کو قبل از بعثت نبی تسلیم نہیں کرتے تھے؟

مفتی آگرہ محمد عبدالحفیظ حقانی

مفتی صاحب راقم ہیں:

''ہر شخص جانتا ہے کہ اُمتی ہر نبی کا وہ ہے جو اس نبی پر ایمان لائے تو اس اعتبار سے جس قدر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اُمتیں گزر چکی ہیں حضور اکرم ﷺ کی اُمت ہیں''۔ (السیوف الکلامیہ، ص:۶۰)

آپ نے خصائص کبریٰ کے حوالہ سے علامہ تقی الدین سبکی کے کلمات طیبات کا خلاصہ بھی نقل کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں! (السیوف الکلامیہ، ص:۶۰)

شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری

(۱) آپ لکھتے ہیں:

وَفِیْ هٰذِهِ الْجُمْلَةِ تَلْمِیْحٌ اِلٰی قَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ حِیْنَ سُئِلَ مَتٰی کُنْتَ نَبِیًّا قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. رواه الحاكم وابن حبّان واللّفظ للترمذیّ. (المرقاة، ص:۲۲)

اور اس جملہ میں نبی کریم ﷺ کے ارشادِ گرامی کے متعلق اشارہ ہے جب کہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے عرض کی: آپ ﷺ کب سے نبی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے مابین تھے۔ اس کو امام حاکم، ابن حبان نے روایت فرمایا۔ اور یہ الفاظ محدث ترمذی کے ہیں۔

(۲) اس کے علاوہ آپ نے اپنا رسالہ مقدسہ "سیدنا محمد ﷺ نور الحق واول الخلق" میں آپ ﷺ کے وجود میں اول ہونے کو حدیث مذکورہ سے بہ حوالہ مرقاۃ ۱۶۷/۱ اور ۱۹۴/۱ بیان فرما کر مسئلہ مجوثہ میں ہمارے موقف کو تقویت بخشی ہے۔

(من عقائد اهل السنة، ص:۲۸۱)

علامہ صوفی اللہ دتا

آپ رقم طراز ہیں:

(۱) "نبی الانبیاء ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ اپنی نبوت سے بے خبر تھے یہ سراسر جہالت ہے، دو چار نہیں بل کہ بیسیوں احادیث صحیحہ کا انکار ہے"۔

(نبی الانبیاء چودھویں صدی کے ایک سیاسی لیڈر کی نظر میں، ص ۱۱)

(۲) پھر آپ نے 5 عدد احادیث لکھیں۔ حدیث نمبر 4 کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے کہا گیا کہ صفت نبوت سے آپ کب متصف ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی آدم کے جسم سے روح کا تعلق نہ ہوا تھا (میں اس وقت نبی تھا)۔ (ص:۱۳)

(۳) آپ مزید لکھتے ہیں:

"مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ مودودی صاحب کا اخباری اور تفہیم القرآن کا مضمون بالکل مردود و باطل ہے۔ آنحضرت ﷺ تو فرماتے ہیں کہ آدم کے جسم میں روح داخل ہونے سے پہلے میں نبی تھا"۔ (ص:۱۳)

نائب محدث اعظم شیخ الحدیث ابو محمد محمد عبدالرشید سمندری

نائب محدث اعظم کے افادات پر مبنی کتاب "رشد الایمان" میں ہے:

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو نبوت کب عطا ہوئی؟ فرمایا:

"کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد"۔

میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام روح اور جسم کے درمیان تھے"۔ (ترمذی، ص:۲۰۲، مشکوٰۃ، ص:۵۱۳)

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

(ص:۵۷، موضوع: حضور سید عالم ﷺ نور ہیں)

گل ہائے رنگا رنگ

مسئلہ تبلیغ

سوال ۱: اگر نبی کریم ﷺ قبل از بعثت نبی تھے تو تبلیغ فرماتے۔

جواب: اس سوال کا جواب راقم نے اختصار کے ساتھ "نبوتِ مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ" کے حصہ اوّل میں ہدیۂ قارئین کیا تھا' اب اسی نہج پر قدرے تفصیل کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

اوّلاً: تبلیغ کرنا شرائط نبوت سے نہیں ہے کہ اس کا عدم نبوت کے عدم پر دلالت کرے۔

ثانیاً: اکابرین اُمت نے نبوت یا رسالت کی جو تعریفات کی ہیں وہ عموم کو مدنظر رکھتے ہوئے کی ہیں۔ چوں کہ انبیا علیہم السلام کو نبوت عموماً عالم اجسام میں عطا کی جاتی ہے۔ لہٰذا انھوں نے اس قید کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی نبوت کی تعریف یا اس کی شرائط متعین کی ہیں۔ اب اگر کسی بھی تعریف کا کوئی جزو رسول اللہ ﷺ کی قبل از بعثت نبوت کے اثبات کے بہ ظاہر منافی نظر آئے تو یہ ظلم و جفا ہوگی کہ ہم نبی کریم ﷺ کی نبوت کو ان تعریفات کے تابع کر کے آپ ﷺ کی نبوتِ مقدسہ کا ہی انکار کر دیں اور ہرگز اس بات کی طرف دھیان نہ دیں کہ یہ تو وہ محبوب ہیں جن کو عالم ارواح ہی میں نبوت کے مقام پر فائز فرما دیا گیا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ کی نبوت کو ان حدود و قیود سے مستثنیٰ سمجھا جائے۔

راقم نے اس کتاب کے حصہ اوّل میں کئی ایک محققین کی آرا پیش کی تھیں' یہاں مزید

پیش خدمت ہیں' ملاحظہ فرمائیں:

فقہا کا موقف

(۱) علامہ علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) راقم ہیں:

"وَالصَّحِيْحُ اَنَّ النَّبِیَّ اِنْسَانٌ اُوْحِیَ اِلَيْهِ سَوَآءٌ اُمِرَ بِالتَّبْلِيْغِ اَوْ لَا وَالرَّسُوْلُ مَنْ اُمِرَ بِتَبْلِيْغِهٖ"۔

"اور صحیح یہ ہے کہ نبی وہ انسان ہے جس کی طرف وحی بھیجی گئی ہو چاہے اسے تبلیغ کا حکم ہو یا نہ ہو' جب کہ رسول وہ ہے جسے تبلیغ کا حکم دیا جائے"۔

(شرح النقایۃ:۱'ص:۱۰)

(۲) علامہ سید طحطاوی (المتوفی ۱۲۳۱ھ) بیان فرماتے ہیں:

"وَهُوَ اِنْسَانٌ حُرٌّ ذَكَرٌ اُوْحِیَ اِلَيْهِ بِشَرْعٍ وَّاُمِرَ بِتَبْلِيْغِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُؤْمَرْ بِتَبْلِيْغِهٖ فَهُوَ نَبِیٌّ فَقَطْ كَمَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ عِنْدَهُمْ"۔

"یعنی رسول ایک ایسا آزاد مرد ہوتا ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی جاتی ہے اور اسے اس شریعت کی تبلیغ کا حکم دیا جاتا ہے۔ اگر اسے اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیا جائے تو وہ فقط نبی ہوگا' جیسا کہ فقہا کے ہاں معروف ہے"۔

(حاشیہ طحطاوی'ص:۶)

مفسرین کا موقف

(۳) علامہ جلال الدین محلی (المتوفی ۸۶۴ھ) لکھتے ہیں:

"رَسُوْلٌ هُوَ نَبِیٌّ اُمِرَ بِالتَّبْلِيْغِ وَلَا نَبِیٍّ اَیْ لَمْ يُؤْمَرْ بِالتَّبْلِيْغِ"۔

"یعنی رسول وہ نبی ہے جسے تبلیغ کا حکم دیا جائے اور نبی وہ ہے جسے تبلیغ کا حکم نہ دیا جائے"۔ (حاشیہ جلالین'ص:۲۸۴' زیر آیت: حج:۵۲)

(۴) علامہ احمد بن محمد صاوی (المتوفی ۱۲۴۳ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"قَوْلُہٗ: (ھُوَ نَبِیٌّ اُمِرَ بِالتَّبْلِیْغِ) ای: انسانٌ ذکرٌ حُرٌّ اُوحِیَ الیہ بشرعٍ واُمِرَ بتبلیغہ. قولُہ: (ولا نبیٍّ) عطف علی رسول. ان قُلْتَ: اِنَّ تفسیرَ النبیِّ بکونہ لم یُؤمر بتبلیغٍ یُنافی قولَہ: اَرْسَلْنَا. اُجِیْبَ: بِاَنَّ الْاِرْسَالَ مَعْنَاہُ الْبَعْثُ لنفسہ؛ لِاَنَّہٗ اُوْحِیَ اِلَیْہِ بشرعٍ یعملُ بہ فی نفسہ، ولَیْسَ مامورًا بتبلیغہ للخلق"۔

"علامہ جلال الدین محلی کے ارشاد کہ رسول وہ نبی ہے جو مامور بالتبلیغ ہو، سے مراد یہ ہے کہ رسول وہ انسان ہے جو مرد ہو اور آزاد ہو اور اس کی طرف شریعت کی وحی کر کے اس کی تبلیغ کا بھی حکم دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ولا نبی) کا عطف (رسول) پر ہے۔ اگر آپ یہ سوال وارد کریں کہ اگر نبی کی تعبیر یہ کی جائے کہ وہ ذات جو تبلیغ پر مامور نہ ہو تو یہ (رسلنا) کے منافی ہے۔ میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں: لفظ ارسال سے مراد اس کی اپنی ذات کی طرف بعثت ہے کہ اس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی جس پر بہ ذاتِ خود عمل کرے اور وہ مخلوق کو اس کی تبلیغ پر مامور نہیں کیا گیا۔

(حاشیہ صاوی، ج: ۴، ص: ۱۳۴۶)

(۵) کمالین میں ہے:

"وتعریفُھا بما عرّفہ ارتضاہ کثیرٌ مِنَ العلماءِ اذ ھو اَولٰی بما ھو المشھور"۔

"اس کی تعریف جو شیخ محلی نے فرمائی ہے، اسے بہ کثرت علما نے پسند فرمایا ہے، کیوں کہ یہ قول مشہور کے مطابق ہے"۔ (کمالین، ص: ۲۸۳)

(۶) امام محمد بن احمد الخطیب الشربینی (المتوفی ۹۷۷ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

"(مِنْ رَسُوْلٍ) وَھُوَ نَبِیٌّ اُمِرَ بِالتَّبْلِیْغِ (ولا نبیٍّ) وھو من لم یُؤمر بالتبلیغ وھذا ھو المشھور"۔

"یعنی رسول وہ نبی ہے جو مامور بالتبلیغ ہے جب کہ نبی وہ ہے جو کہ مامور بالتبلیغ نہیں ہے اور یہی مذہب مشہور ہے"۔ (السراج المنیر، ج: ۲، ص: ۶۱۸)

(۷) علامہ احمد شہاب الدین خفاجی (المتوفی ۱۰۶۹ھ) رقم طراز ہیں:

"وقیل الرسولُ من لہ تبلیغٌ فی الجملۃ وان کان بیانًا وتفصیلًا لشریعۃٍ سابقۃٍ والنبیُّ من لا تبلیغ لہ اصلًا وھو قولٌ مشھورٌ وارتضاہ کثیرٌ من العلماء"۔

"کہا جاتا ہے کہ رسول وہ ہے جو تبلیغ کرے، اگرچہ وہ سابقہ شریعت کی توضیح و تفصیل ہو۔ اور نبی وہ ہے جس کے لیے اصلاً تبلیغ نہیں اور یہی قول مشہور ہے جسے بہ کثرت علما نے پسند فرمایا"۔ (حاشیہ شہاب، ج: ۶، ص: ۵۳۰)

محدثین کا موقف

قارئین کرام! نبی کے مامور بالتبلیغ نہ ہونے کو محدثین کرام کی تائید و توثیق بھی حاصل ہے۔ محدثین کا مذہب شیخ الحدیث صاحب نے بھی شیخ محقق کے حوالے سے تحقیقات، ص: ۱۹۱ پر بیان فرمایا ہے:

(۸) "نبی بمذہب ایشاں لازم نیست کہ داعی و مبلغ باشد"۔

"اور ان کے (یعنی محدثین) مذہب میں نبی کے لیے داعی اور مبلغ ہونا ضروری نہیں ہے"۔

مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

(۹) علامہ محمد بن خلیفہ الوشتانی الابی المالکی (المتوفی ۸۲۸ھ) خامہ فرسا ہیں:

"وَالنَّبِیُّ مَنْ خُصَّ مِنَ الْبَشَرِ بِالْوَحْیِ اِلَیْهِ وَالرَّسُوْلُ مَنْ اُمِرَ بِتَبْلِیْغِ مَا اُوْحِیَ بِهٖ اِلَیْهِ. فَالرَّسُوْلُ اَخَصُّ فَیَشْتَرِکَانِ فِی الْوَحْیِ اِلَیْهِمَا وَیَفْتَرِقَانِ فِی الْاَمْرِ بِالتَّبْلِیْغِ"۔

"یعنی نبی وہ ہے جس کی بشروں میں بذریعہ وحی تخصیص کر لی جائے اور رسول وہ ہے جسے اس پر مامور بالتبلیغ کیا جائے جو کچھ اس پر وحی کی جاتی ہے پس رسول خاص ہے۔ رسول اور نبی دونوں وحی کے وصول ہونے کے لحاظ سے مشترک ہیں جب کہ تبلیغ کے معاملہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں"۔

(اکمال اکمال المعلم' ج:۱' ص:۴۵۶)

(۱۰) علامہ محمد یوسف شامی (المتوفی ۹۴۲ھ) راقم ہیں:

"هُوَ اِنْسَانٌ ذَکَرٌ اُوْحِیَ اِلَیْهِ بِشَرْعٍ وَلَمْ یُؤْمَرْ بِتَبْلِیْغِهٖ فَاِنْ اُمِرَ بِذٰلِكَ فَرَسُوْلٌ اَیْضًا"۔

"یعنی نبی وہ انسان ہے جو کہ مرد ہو اور اس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہو لیکن وہ اس کی تبلیغ پر مامور نہ ہو اور اگر اسے اس کی تبلیغ کا حکم بھی دیا جائے تو وہ رسول بھی ہے"۔ (سبل الھدیٰ' ج:۲' ص:۲۷۸)

(۱۱) امام ابونعیم اصبہانی (المتوفی ۴۳۰ھ) رقم طراز ہیں:

"اِنَّ یَحْیٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ نَبِیًّا وَّلَمْ یَکُنْ مَبْعُوْثًا اِلٰی قَوْمِهٖ وَکَانَ مُنْفَرِدًا بِمُرَاعَاةِ شَانِهٖ"۔

"یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام بے شک نبی تو تھے لیکن آپ اپنی قوم کی طرف مبعوث نہیں فرمائے گئے تھے۔ ان حالات میں وہ تنہا اپنے احوال کی اصلاح

میں مصروف رہتے تھے"۔ (دلائل النبوۃ' ج:۳' ص:۲۲۰' جواہر البحار' ج:۱' ص:۸۴)

متکلمین کا موقف

قارئین محتشم! اس کتاب کے حصہ اول میں راقم نے اس ضمن میں علامہ محمد السفارینی حنبلی (المتوفی ۱۱۸۸ھ)' علامہ علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) اور علامہ شاہ فضل رسول قادری (المتوفی ۱۲۸۸ھ) کی عبارات نقل کی تھیں۔ اب مزید محققین کی عبارات پیش کی جاتی ہیں:

(۱۲) امام قاضی صدر الدین ابن ابی العز حنفی (المتوفی ۷۹۲ھ) نے نبی و رسول میں فرق بیان کرتے ہوئے اسی نظریہ کو احسن قرار دیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

"وَقَدْ ذَکَرُوْا فُرُوْقًا بَیْنَ النَّبِیِّ وَالرَّسُوْلِ وَاَحْسَنُهَا اَنَّ مَنْ نَبَّاَهُ اللّٰهُ بِخَبَرِ السَّمَآءِ اِنْ اَمَرَهٗ اَنْ یُّبَلِّغَ غَیْرَهٗ فَهُوَ النَّبِیُّ رَسُوْلٌ وَاِنْ لَّمْ یَاْمُرْ اَنْ یُّبَلِّغَ غَیْرَهٗ فَهُوَ نَبِیٌّ وَّلَیْسَ بِرَسُوْلٍ فَالرَّسُوْلُ اَخَصُّ مِنَ النَّبِیِّ فَکُلُّ رَسُوْلٍ نَّبِیٌّ وَّلَیْسَ کُلُّ نَبِیٍّ رَسُوْلًا"۔

"محققین نے نبی اور رسول کے مابین متعدد فرق بیان کیے ہیں۔ ان میں سب سے نفیس یہ ہے کہ جس ہستی کو اللہ تعالیٰ آسمانی خبروں (وحی) سے نوازتا ہے اگر اسے ساتھ یہ بھی حکم دے کہ وہ اسے دوسروں تک پہنچائے تو وہ نبی رسول ہے اور اگر اسے یہ حکم نہ دے کہ اسے دوسروں تک پہنچائے تو وہ نبی ہے اور رسول نہیں ہے۔ پس رسول نبی سے خاص ہے تو ہر رسول نبی ہو گا لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا"۔ (شرح العقیدۃ الطحاویہ' ج:۱' ص:۲۳۹)

(۱۳) علامہ عبدالعزیز پرہاروی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں:

"یَجُوْزُ الْوَحْیُ لِتَکْمِیْلِ نَفْسِ النَّبِیِّ بِلَا تَبْلِیْغٍ"۔

''جائز ہے کہ نبی پر اس کی ذات کی تربیت کمال کے لیے وحی کی جائے' اسے مامور بالتبلیغ کیے بغیر''۔ (الحبر اس:۴۳۶)

صوفیا کی نمائندگی

(۱۴) شیخ اکبر راقم ہیں:

''اِنَّ النَّبِیَّ ھُوَ الَّذِیْ یَاْتِیْہِ الْمَلَکُ بِالْوَحْیِ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ یَتَضَمَّنُ ذٰلِکَ الْوَحْیُ شَرِیْعَۃً یَتَعَبَّدُ بِھَا فِیْ نَفْسِہٖ' فَاِنْ بُعِثَ بِھَا اِلٰی غَیْرِہٖ کَانَ رَسُوْلًا''۔

''یعنی نبی وہ ذات ہے جس کے پاس فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آئے اور وہ وحی اس شریعت پر مبنی ہو' جس کے مطابق وہ بہ ذاتِ خود عبادت کرتا ہے۔ اگر وہ اس شریعت کے ساتھ دوسروں کی طرف بھی مبعوث کیا جائے تو وہ رسول ہوگا''۔

(فتوحات' باب:۱۴' ج:۱' ص:۲۲۹' جواہر البحار' ج:۱' ص:۱۱۸)

اس تفصیل سے درج ذیل نکات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئے:

(ا) رسول و نبی میں مامور بالتبلیغ ہونے یا نہ ہونے کا فرق ہے۔

(ب) یہ کثیر علما کا پسندیدہ قول اور خوب صورت اور نفیس ترین فرق ہے۔

(ج) یہ بھی ممکن ہے کہ نبی قبل از بعثت اپنی ذات واحوال کی بہتری میں مصروف رہیں اور تبلیغ احکام نہ فرمائیں۔

ثالثاً: اگر امر تبلیغ انبیا کے لیے لازم بھی ہو (یہ قول فریق مخالف) تو پھر اس کا متاخر ہونا بھی جائز ہے اور یہ ہرگز ضروری نہیں کہ جیسے ہی نبوت مل جائے فوراً تبلیغ شروع کر دی جائے' بل کہ کسی حکمت کے تحت امر تبلیغ کو مؤخر کرنا ایک امر واقعی ہے۔ اس

سلسلہ میں محقق علما کی تصریحات پیش خدمت ہیں:

(i) امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن میں نبی ہونے پر استدلال کرتے ہوئے ایک سوال وارد کرتے ہیں اور پھر خود اس کا جواب دیتے ہیں۔ ہم اس عبارت کی طرف پہلے حصہ میں اشارہ کر چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: اگر آپ نبی ہوتے تو ضروری تھا کہ آپ احکام کے بیان اور شرائع کی تعلیم دیتے۔ آگے اس کا جواب دیتے ہوئے خود ارشاد فرماتے ہیں:

''لِمَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ مُجَرَّدُ بِعْثَتِہٖ اِلَیْھِمْ مِنْ غَیْرِ بَیَانِ شَیْءٍ مِّنَ الشَّرَآئِعِ وَالْاَحْکَامِ جَآئِزٌ ثُمَّ بَعْدَ الْبُلُوْغِ اَخَذَ فِیْ شَرْحِ تِلْکَ الْاَحْکَامِ. فَثَبَتَ بِھٰذَا اَنَّہٗ لَا امْتِنَاعَ فِیْ کَوْنِہٖ نَبِیًّا فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ وَقَوْلُہٗ: آتَانِیَ الْکِتَابَ یَدُلُّ عَلٰی کَوْنِہٖ نَبِیًّا فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ فَوَجَبَ اِجْرَاؤُہٗ عَلٰی ظَاھِرِہٖ''۔

''یہ کہنا کیوں جائز نہیں کہ ان کی طرف ان کی بعثت بلا بیان احکام وشرائع جائز ہو۔ پھر بلوغ کے بعد احکام بیان کیے ہوں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ اس وقت ان کے نبی ہونے میں کوئی استحالہ نہیں اور ارشاد گرامی ''مجھے کتاب عطا ہوئی'' اس وقت ان کے نبی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اسے ظاہر پر محمول کرنا لازم و واجب ہے''۔ (تفسیر کبیر' ج:۲۱' ص:۱۸۲)

(۲) یہی امام حضرت یوسف علیہ السلام کے کنویں میں پھینکے جانے والے قصہ کے متعلق یوسف:۱۵ کے تحت فرماتے ہیں:

''اَلْمَسْاَلَۃُ الْاُوْلٰی: فِیْ قَوْلِہٖ: وَاَوْحَیْنَا اِلَیْہِ قَوْلَانِ: اَحَدُھُمَا: اَنَّ الْمُرَادَ مِنْہُ الْوَحْیُ وَالنُّبُوَّۃُ وَالرِّسَالَۃُ وَھٰذَا قَوْلُ طَآئِفَۃٍ عَظِیْمَۃٍ مِّنَ

الْمُحققين، ثُمَّ الْقَائِلُوْنَ بِهٰذَا الْقَوْلِ اخْتلفُوْا فِيْ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ كَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ بَالِغًا اَوْ كَانَ صَبِيًّا. قَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّهٗ كَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ بَالِغًا وَكَانَ سِنُّهٗ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً. وَقَالَ آخَرُوْنَ: اِنَّهٗ كَانَ صَغِيْرًا اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَكْمَلَ عَقْلَهٗ وَجَعَلَهٗ صَالِحًا لِقَبُوْلِ الْوَحْيِ وَالنُّبُوَّةِ كَمَا فِيْ حَقِّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ''۔

''مسئلہ اول: اللہ تعالیٰ کے ارشادِ گرامی 'و اوحینا الیہ'' کے بارے میں دو قول ہیں: اول: اس سے مراد وحی' نبوت اور رسالت ہے' یہ محققین کی ایک عظیم جماعت کا موقف ہے۔ پھر اس قول کے قائلین میں اس نکتہ کے متعلق اختلاف واقع ہوا کہ آپ علیہ السلام اس وقت بالغ تھے یا بچے تھے۔ ان میں بعض نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام اس وقت بالغ تھے اور آپ کی عمر سترہ برس تھی' جب کہ دیگر محققین نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام بچے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی عقل کو کامل فرما دیا اور آپ کو وحی و نبوت کے تحمل کے قابل بنا دیا' جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت ہے''۔

اس کے بعد آپ نے سوال وارد کیا:

''فَاِنْ قِيْلَ: كَيْفَ يَجْعَلُهٗ نَبِيًّا فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَلَيْسَ هُنَاكَ اَحَدٌ يُبَلِّغُهُ الرِّسَالَةَ؟

قُلْنَا: لَا يَمْتَنِعُ اَنْ يُّشَرِّفَهٗ بِالْوَحْيِ وَالتَّنْزِيْلِ وَيَاْمُرَهٗ بِتَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ بَعْدَ اَوْقَاتٍ وَّيَكُوْنُ فَائِدَةُ تَقْدِيْمِ الْوَحْيِ تَاْنِيْسَهٗ وَتَسْكِيْنَ نَفْسِهٖ وَاِزَالَةَ الْغَمِّ وَالْوَحْشَةِ عَنْ قَلْبِهٖ''۔

''اگر کہا جائے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس وقت نبی کیسے بنا دیا جب کہ وہاں کوئی ایسا نہ تھا جسے وہ پیغام پہنچاتے؟ ہم کہتے ہیں کہ اس میں کوئی استحالہ نہیں کہ آپ کو وحی و تنزیل سے مشرف فرما دیا جائے اور کچھ اوقات کے بعد پیغام پہنچانے کا حکم دیا جائے اور تقدیم وحی کا فائدہ یہ ہے اس سے انس' تسکین نفس اور آپ کے دلِ اقدس سے غم و وحشت کا ازالہ تھا''۔

(تفسیر کبیر ج:۱۸' ص:۸۰)

تفسیر کبیر سے مستفاد نکات درج ذیل ہیں:

(ا) یہ امر ضروری نہیں کہ جیسے ہی نبوت کا تحقق ہو تو تبلیغ احکام فوراً لازم ٹھہرے۔

(ب) محققین کی ایک عظیم جماعت کا موقف یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو زیادہ سے زیادہ سترہ برس کی عمر میں نبوت سے مشرف فرما دیا گیا تھا۔

(ج) تقدیم وحی کا مقصد ذات کے مختلف مراتب کی بہ تدریج تکمیل و تسکین قلب بھی ہوتا ہے۔

(۳) امام تقی الدین سبکی (المتوفی ۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

''واما یتاخر البعث والتبلیغ''۔

یعنی نبی کریم ﷺ نبی تو پہلے ہی عالم ارواح میں بن چکے تھے۔

البتہ بعثت و تبلیغ بعد میں وقوع پذیر ہوئی۔

(مکمل عبارت مع حوالہ جات گزر چکی ہے)

لہٰذا ان متعدد محدثین کا موقف بھی یہی ہے کہ تبلیغ مؤخر ہو سکتی ہے۔

چہارم: حضرت خضر علیہ السلام نے نبی ہونے کے باوجود تبلیغ نہیں فرمائی جو کہ فریق مخالف کو بھی تسلیم ہے' اگرچہ انھوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کو متفق علیہ قرار

میری مراد نبوت ہے۔

(د) یا یہ کہ صاحب زادہ صاحب کا عالم برزخ میں موجود ان عظیم ہستیوں سے براہ راست تعلق ہے اور آپ ان سے استفاضہ فرما کر یہ بات لکھ رہے ہیں۔ بہ ہر حال صاحب زادہ صاحب جب اس کی وضاحت فرمائیں گے تو اس پر مزید بحث ہو سکتی ہے۔

ثالثا: قارئین محتشم! نبوت کا تحقق بعثت کے بغیر بھی ہو جاتا ہے' جب کہ بعثت نبوی کا تحقق نبوت کے بغیر نہیں ہوتا۔ سادہ و آسان الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک ذات نبوت کے مقام پر فائز ہو' لیکن وہ مبعوث نہ ہو' جب کہ بعثت نبوی سے مراد یہ ہے کہ ایک نبی کو وحی رسالت سے مشرف کر کے مخلوق کی تبلیغ پر مامور کیا جائے۔ لہٰذا نبوت بعثت پر مقدم ہو سکتی ہے۔ اور بعثت سے ہر جگہ یہ مراد نہیں کہ جب بعثت ہو تو اس وقت نبوت عطا کی جائے چوں کہ اکثر محققین کے نزدیک تبلیغ احکام پر مامور کرنا رسالت ہے' اس لیے بعثت کی تعبیر رسالت سے بھی کی جاتی ہے۔

(نوٹ: قارئین بعثت کے متعلق حصہ اول' ص ۱۰۷' تا' ۱۱۱ کا مطالعہ بھی فرمائیں)

اس ضمن میں حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں' ان میں اکثر عبارات آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ محض یاددہانی کے لیے آپ کے سامنے دوبارہ پیش کی جاتی ہیں۔

فقہا کا نظریہ

نبی کریم ﷺ کے قبل از بعثت مقام نبوت پر فائز ہونے کے بارے میں فقہا کی عبارات آپ کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہیں' ان سب کا لب لباب یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ قبل از بعثت کسی بھی نبی کی شریعت کے مطابق عبادت کرنے کے پابند نہ تھے اور اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے ان سب فقہائے کرام نے لکھا ہے:

''لانّهُ قبلَ الرِّسالةِ فِي مقامِ النُّبوَّةِ لم يكنْ مِنْ اُمَّةِ نبيٍّ''۔

کیوں کہ آپ ﷺ رسالت (یعنی بعثت) سے قبل نبوت کے مقام پر فائز تھے اور آپ ﷺ کسی بھی نبی کے اُمتی نہ تھے۔

لہٰذا ان تمام فقہاء کرام نے بعثت کی تعبیر لفظ رسالت سے کی ہے' جو کہ ہمارے دعوٰی کی بیّن و روشن دلیل ہے۔

حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

(۱) فتح المعین' ج:۱' ص:۱۳۶' از علامہ سید محمد ابی السعود حنفی (المتوفی ۹۸۲ھ)

(۲) النہر الفائق' ج:۱' ص:۱۵۷' از علامہ عمر بن نجیم المصری (المتوفی ۱۰۰۵ھ)

(۳) حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح' ص:۹۳' از علامہ سید طحطاوی (المتوفی ۱۲۳۱ھ)

(۴) حاشیہ طحطاوی علی درمختار ج:۱' ص:۱۷۳' از علامہ سید طحطاوی (المتوفی ۱۲۳۱ھ)

(۵) ردالمحتار ج:۱' ص:۳۵۸' از امام شامی (المتوفی ۱۲۵۲ھ)

محدثین کا نظریہ

امام تقی الدین سبکی (المتوفی ۷۵۶ھ) کی مفصل عبارت آپ پڑھ چکے ہیں' جس میں آپ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کو خلق آدم علیہ السلام سے قبل ہی نبوت عطا فرما دی گئی تھی' لیکن:

''وَاِنَّمَا يَتَأَخَّرُ البَعْثُ وَالتَّبْلِيغُ''

یعنی البتہ آپ ﷺ کی بعثت و تبلیغ بعد میں وقوع پذیر ہوئی۔

حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

(۶) التعظیم والمنہ' از امام تقی الدین سبکی (المتوفی ۷۵۶ھ) (۷) الخصائص الکبریٰ' ج:۱' ص:۵۷۴' از امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) (۸) المواہب اللدنیہ'

ج:۱، ص:۴۷، از امام قسطلانی (المتوفی ۹۲۳ھ) (۹) سبل الھدیٰ، ج:۱، ص:۸۱، از امام محمد یوسف شامی (المتوفی ۹۴۲ھ) (۱۰) حجۃ اللہ، ص:۲۰۶، ۳۰۶، از علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی (المتوفی ۱۳۵۰ھ)

مختلف اکابرین اُمت کا نظریہ

(۱۱) "اِنَّ الرِّسَالَۃَ یَعْنِی الْبِعْثَۃَ اِلَی النَّاسِ بِالتَّشْرِیْعِ لَھُمْ"

"(بے شک رسالت) یعنی لوگوں کی طرف ان کی شریعت کے ساتھ مبعوث ہونا"۔ (فتوحات، ج:۲، ص:۲۶۱، ۳۱۶، باب:۸۲، ۳۸۲، جواہر البحار، ج:۱، ص:۱۲۹)

(۱۲) علامہ آلوسی حنفی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) راقم ہیں:

"وَحَکَی اللَّقَانِیُّ عَنْ بَعْضٍ اِشْتِرَاطَہٗ فِیْہِ وَیَتَرَجَّحُ عِنْدِیْ اِشْتِرَاطُہٗ فِیْہِ دُوْنَ اَصْلِ النُّبُوَّۃِ لِمَا اَنَّ النُّفُوْسَ فِی الْاَغْلَبِ تَاْنَفُ عَنْ اِتِّبَاعِ الصَّغِیْرِ وَاِنْ کَبُرَ فَضْلًا کَالرَّقِیْقِ وَالْاُنْثٰی، وَصَرَّحَ جَمْعٌ بِاَنَّ الْاَعَمَّ الْاَغْلَبَ کَوْنُ الْبِعْثَۃِ عَلٰی رَاْسِ الْاَرْبَعِیْنَ کَمَا وَقَعَ لِنَبِیِّنَا ﷺ"۔

اس عبارت کا ترجمہ شیخ الحدیث صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

(تحقیقات، ص:۳۳۰)

"اور علامہ لقانی نے بعض علما کرام کی طرف سے نبوت کے لیے بلوغت کا شرط ہونا بھی نقل کیا ہے اور میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ بلوغت بعثت کے لیے شرط ہے، اصل نبوت کے لیے اس کو شرط ٹھہرانا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ نفوسِ انسانی اغلب طور پر صغیر السن کی اتباع و اطاعت سے نفرت و کراہت محسوس کرتے ہیں، اگرچہ مرتبہ و مقام کے لحاظ سے بڑا ہی کیوں نہ ہو، جیسے کہ

غلام اور عورت کی اتباع سے متنفر ہوتے ہیں۔ اور علماء اعلام کی عظیم جماعت نے تصریح فرمائی ہے کہ عام تر اور اکثر و اغلب یہی ہے کہ بعثت کا چالیس سال کی عمر مکمل ہونے پر پایا جانا جیسے کہ ہمارے نبی ﷺ کے لیے یہی صورت حال اور کیفیت وقوع پذیر ہوئی"۔ (روح المعانی، ج:۲۶، ص:۲۴۴)

پس صاحب روح المعانی نے بعثت کے لیے بلوغت کو شرط تسلیم کرتے ہوئے اور اصل نبوت کے لیے اسے شرط تسلیم نہ کرتے ہوئے یہ بات واضح فرما دی کہ نبوت کا بعثت کے بغیر بھی تحقق ممکن ہی نہیں بل کہ واقع ہے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ صاحب زادہ صاحب نے اتنی بھی تکلیف گوارہ نہیں کی کہ اپنے بابا جان کی تحقیق سے استفاضہ و استفادہ فرما لیتے، یہ الگ بات ہے کہ حضرت شیخ الحدیث بھی اس عبارت کو لکھنے کے باوجود اس مؤقف کے حامی نظر نہیں آتے۔ جیسا کہ آپ نے بہ ذاتِ خود شیخ محقق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ محدثین کے نزدیک نبی کے لیے تبلیغ لازم نہیں لیکن اس کے باوجود وہ عدمِ تبلیغ کو عدمِ نبوت پر محمول کرتے ہیں۔

(۱۳) شیخ مصطفیٰ بن سلیمان بالی زادہ الحنفی (المتوفی ۱۰۶۹ھ) کا بھی یہی مؤقف ہے کہ نبوت بعثت سے مقدم ہوسکتی ہے۔ (شرح فصوص الحکم، ص:۳۱۱)

آپ کی عبارت حصہ اوّل، ص:۵۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۴) امام ابونعیم اصبہانی (المتوفی ۴۳۰ھ) کا نکتہ نظر بھی یہی ہے۔

(دلائل النبوۃ، ج:۳، ص:۲۲۰، جواہر البحار، ج:۱، ص:۸۴)

عبارت ابھی گزری ہے۔

(۱۵) تفسیر مظہری میں بھی اس بات کا واضح بیان موجود ہے کہ کچھ ایسے انبیا بھی ہوتے ہیں جو کسی امت کی طرف مبعوث نہیں ہوتے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

(مظہری ج:۵، ص:۱۰۴، زیر واقعہ حضرت خضر علیہ السلام)

(۱۶) مجدد برحق امام احمد رضا خاں (المتوفی ۱۳۴۰ھ) لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کی رسالت زمانہ بعثت سے مخصوص نہیں' بل کہ اولین وآخرین سب کو حاوی''۔ (تجلی الیقین' ص:۲۲)

(۱۷) محدث اعظم علامہ سردار احمد (المتوفی ۱۳۸۲ھ) راقم ہیں:

''بلْ اظْهرُ انّهٗ ﷺ كان نبيًا بعْد الوِلادة وقبْل الوِلادة منْ عالمِ الْارْواح ولكنْ ظهر نبُوّتُهٗ ورِسالتُهٗ عنْد النّاس بعْد البعْثة بعْد الْاربعِين الخ''۔

''یعنی بل کہ اظہر یہ ہے کہ حضور ﷺ ولادت باسعادت کے بعد اور ولادت سے پہلے عالم ارواح سے ہی آپ نبی ہیں البتہ لوگوں کے پاس چالیس سال کے بعد بعثت کے بعد آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کا ظہور ہوا ہے''۔

(علی حاشیہ مشکوۃ المصابیح' ابواب الاضحیہ' ص:۱۲۸)

(۱۸) علامہ شریف الحق امجدی (المتوفی ۱۴۲۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''اس لیے کہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ قبل بعثت بھی نبی تھے' کبھی کسی نبی کے اُمتی نہ رہے''۔ (نزہۃ القاری' ج:۱' ص:۲۴۱)

لیجیے! قارئین محتشم! ہم نے کثیر حوالہ جات سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ نبوت بعثت سے مقدم ہوسکتی ہے۔ اور یہ امر ہرگز ضروری نہیں کہ جس وقت بعثت ہو نبوت بھی اسی وقت ہی ملے۔ الحمد للہ تعالیٰ! یہ سعادت بھی کتاب ''نبوتِ مصطفےٰ'' کو نصیب ہوئی ہے کہ اتنے حوالہ جات کو یک جا کر دیا ہے' اتنی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو کہیں اور نہ ملے گی۔

حرفِ آخر

ہماری اس تفصیلی گفت گو سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ بعثت کا تحقق نبوت کے بغیر نہیں ہوسکتا' لیکن نبوت کا تحقق بعثت کے بغیر بھی ہو جاتا ہے۔ زیادہ تر محققین نے بعثت کی تعبیر رسالت سے کی ہے' لیکن امام وردی لکھتے ہیں:

''اُمر بعْد النُّبُوّة بالْانْذار فصار به رسُوْلا ونزل عليْه الْقُرْآنُ بالْامر والنّهْي فصار به مبْعُوْثًا''۔

یعنی ''نبوت کے بعد آپ ﷺ کو ڈرسنانے پر مامور کیا گیا' لہٰذا آپ مقامِ رسالت پر فائز ہوگئے اور آپ ﷺ پر قرآن مجید' اوامر ونواہی کے ساتھ نازل ہوا تو پس آپ ﷺ مقامِ مبعوثیت پر فائز ہوگئے''۔

(اعلام النبوۃ' ص:۳۴۸)

اسی طرح دیگر اکابرین کی کتب میں نبی کریم ﷺ کے لیے قبل از بعثت رسالت کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری معروضات یہ ہیں کہ چوں کہ بعض محققین کے نزدیک نبوت و رسالت مترادف ہے' تو اس لیے بعد اوقات علمائے اعلام نے نبی کریم ﷺ کی نبوت مقدسہ پر رسالت کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ اگر ہم درج ذیل نکات پر غور کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ تقریباً تمام اکابرین اُمت کے نظریات میں تطبیق ممکن ہے:

(i) نبی کریم ﷺ کو نبوت عالم ارواح میں عطا فرما دی گئی۔

(ii) قبل از بعثت اس نبوت پر رسالت کا اطلاق بھی کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ رسالت محضہ ہے' جس میں آپ ﷺ نے تبلیغ احکام نہیں فرمائی ماسوائے چند ایک کے۔

(iii) اکثر محققین کے مطابق رسالت تبلیغ کے مفہوم کو چاہتی ہے' لہٰذا چالیس سال کی عمر مبارک کے وقت قرآن مقدس کے نزول کے ساتھ آپ ﷺ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا'

چناں چہ رسالت مع تبلیغ خفی کا دور شروع ہوا' جس پر بعثت کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے۔

(۱۷) بعدازاں جب آپ ﷺ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا تو اس وقت رسالت مع تبلیغ اعلانیہ یا رسالت کاملہ کے دور کا آغاز ہوا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم بالصواب!

مسئلہ نبوت و وحی جلی

سوال ۳: کیا نبی کے لیے وحی جلی لازمی ہے؟

جواب: نبی کے لیے وحی نبوت کا تحقق ضروری ہے جو کہ الہام یا خواب کی صورت میں بلاواسطہ فرشتہ بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

(۱) علامہ عبدالعزیز پرھاروی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) رقم فرماتے ہیں:

''وَقِیْلَ اَنَّ الرَّسُوْلَ مَنْ یَّاتِیْهِ الْمَلَكُ وَالنَّبِیُّ یَجُوْزُ اَنْ یَّاتِیَهِ الْوَحْیُ بِوَجْهٍ آخَرَ مِنْ اِلْهَامٍ اَوْ مَنَامٍ''۔

''یعنی رسول وہ ہے جس کے پاس فرشتہ آئے اور جہاں تک نبی کا تعلق ہے تو جائز ہے کہ اس کے پاس الہام یا خواب کی صورت میں وحی آئے''۔

(النبراس' ص:۸۰)

(۲) علامہ قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول الاحمد نگری لکھتے ہیں:

''وَقَالَ السَّیِّدُ السَّنَدُ قُدِّسَ سِرُّهُ النَّبِیُّ مَنْ اُوْحِیَ اِلَیْهِ بِمَلَكٍ اَوْ اُلْهِمَ فِیْ قَلْبِهٖ اَوْ نُبِّهَ بِالرُّؤْیَا الصَّالِحَةِ. فَالرَّسُوْلُ اَفْضَلُ بِالْوَحْیِ الْخَاصِ الَّذِیْ فَوْقَ وَحْیِ النُّبُوَّةِ''۔

''یعنی اور سید سند قدس سرہ نے فرمایا: نبی وہ ہے جس کی طرف وحی کی جائے' چاہے یہ فرشتہ کے ذریعہ ہو یا اس کے دل میں الہام کیا جائے یا سچے خواب کے ذریعے اسے اطلاع دی جائے' جب کہ رسول کو وحی خاص جو کہ وحی نبوت

سے فائق ہوتی ہے' کی وجہ سے برتری وافضلیت حاصل ہوتی ہے''۔

(دستور العلماء' ج:۳' ص:۳)

(۳) علامہ سید شریف جرجانی (المتوفی ۸۱۶ھ) کی اس عبارت کا مطالعہ کرنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں (تعریفات' ص:۱۰۵)۔

(۴) امام ابواسحاق بن محمد ثعلبی (المتوفی ۴۲۷ھ) فرماتے ہیں:

''رَسُوْلٌ: وَهُوَ الَّذِیْ یَاْتِیْهِ جِبْرِیْلُ بِالْوَحْیِ عِیَانًا وَّشِفَاهًا (وَلَا نَبِیٍّ) وَهُوَ الَّذِیْ تَکُوْنُ نُبُوَّتُهٗ اِلْهَامًا اَوْ مَنَامًا''۔

''یعنی رسول وہ ہے جس کے پاس جبریل علیہ السلام بہ ذات خود بالمشافہ وحی لے کر آئیں اور نبی وہ ذات ہے جس کی نبوت الہام یا عالم نیند میں ہی متحقق ہو جائے''۔ (الکشف والبیان' ج:۷' ص:۳۰)

(۵) علامہ محمد رحمی (المتوفی ۱۳۲۷ھ) ارقام فرماتے ہیں:

''فَالْاَصْوَبُ فِیْ وَجْهِ الْفَرْقِ بَیْنَهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ مَنْ اُوْحِیَ اِلَیْهِ وَلَوْ فِی النَّوْمِ سَوَآءٌ اُمِرَ بِتَبْلِیْغِ الْاَحْکَامِ اَوْ لَمْ یُؤْمَرْ وَالرَّسُوْلَ مَنْ اُوْحِیَ اِلَیْهِ وَاُمِرَ بِهٖ بِکِتَابٍ لَّهٗ وَشَرِیْعَةٍ اَوْ بِکِتَابِ مَنْ تَقَدَّمَهٗ وَشَرِیْعَةٍ''۔

''یعنی نبی اور رسول کے مابین صحیح ترین وجہ فرق یہ ہے کہ نبی وہ ذات ہے جس کی طرف وحی آئے' اگرچہ حالت نیند میں ہی ہو' عام ازیں کہ اسے تبلیغ احکام کا حکم ہو یا نہ ہو اور رسول وہ ہے جسے وحی کے ساتھ ساتھ ایک خاص کتاب اور شریعت عطا فرمائی گئی ہو یا کسی سابقہ پیغمبر کی کتاب اور شریعت کی اتباع کا حکم دیا گیا ہو''۔ (عقد اللآلی شرح الجامی' ج:۲' ص:۵)

(۶) شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں:

''فائدہ: اگر آپ خود نبی تھے تو آپ کو بذاتِ خود الہام و وحی کے ذریعہ یہ حکم معلوم ہونا ضروری تھا۔ حضرت زید بن عمرو سے سن کر کیوں یہ حکم معلوم ہوا''۔

(تحقیقات' ص:۱۹۹)

آپ ایک دوسرے مقام پر نبی اور رسول کے مابین عموم وخصوص کی مختلف وجوہ بیان کرتے ہوئے راقم ہیں:

''ثالث: رسول ہونے کے لیے ملک وحی کا اس پر نزول ہونا ضروری ہے مگر نبی ہونے کے لیے ملک وحی کا نزول ضروری نہیں' الہام اور منام صادق بھی کافی ہوتا ہے''۔ (تحقیقات' ص:۹۷)

(۷) اسی طرح رویائے صالحہ کا چالیس برس کی عمر مبارک سے قبل وقوع بھی ہمارے اس مؤقف کی بیّن دلیل ہے۔

قبل از بعثت وحی کا حصول

(۸) اگلے سوال کے جواب میں ہم نے متعدد دلائل دیئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی طرف بچپن ہی سے الہام والقا وکشوف کا ظہور ہوتا تھا۔ جس سے پُر ظاہر ہوا کہ نبی کریم ﷺ اس دور میں بھی وصف نبوت سے متصف تھے۔

سوال ۴: شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں: تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ رؤیائے صالحہ کا سلسلہ آپ کو چالیس سال کی عمر شریف کے قریب پیش آیا اور چھ ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا اور اس دوران غار حرا میں خلوت اختیار فرمائی۔ اگر عمر شریف کے پہلے عرصہ میں بھی آپ منصب نبوت پر فائز تھے تو یہ سلسلہ بچپن سے شروع ہونا چاہیے تھا۔ اس قدر تاخیر اور التوا کی کیا وجہ ہو سکتی تھی؟ کیونکہ اقسام وحی میں یہ سب سے نچلا اور بآسان اور قابل

برداشت وحی کا قسم تھا اور جب یہ قسم بھی پہلے نہیں پایا گیا تو وحی کے دوسرے اعلیٰ اور شدید مراتب و درجات کا ثبوت و تحقیق کیسے متصور ہو سکتا ہے؟

جواب: قارئین محتشم! آپ توجہ سے درج ذیل نکات میں غور فرمائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ حق واضح ہو جائے گا:

اوّلاً: نبی کریم ﷺ کے نبوت کے تحقق کے لیے جس قسم کی بھی وحی درکار تھی' اس کا نبی کریم ﷺ کے لیے قبل از بعثت اثبات بلاتکلف ہو جائے گا' کیوں کہ جب آپ ﷺ کا اس دور میں نبی ہونا ثابت ہے تو پھر ''اِذَا ثَبَتَ الشَّیْءُ ثَبَتَ بِجَمِیْعِ لَوَازِمِہٖ'' کے تحت آپ ﷺ کے لیے اس طرح کی وحی کا ثبوت بھی ثابت ہو جائے گا۔

ثانیاً: جہاں تک وحی جلی کے آغاز سے پہلے رؤیائے صالحہ کا تعلق ہے تو یہ بات' ہمیں مضر نہیں اور حضرت کو مفید نہیں' بل کہ ہمیں مفید ہے کیوں کہ پہلی حدیث وحی جلی ومتلو سے قبل وحی کی دیگر قسم کا رسول اللہ ﷺ کے ثبوت اور قبل از وحی جلی آپ ﷺ کی نبوت کا بیّن ثبوت ہے' کیوں کہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔

ثالثاً: کیا وحی جلی کے حصول سے چھ ماہ قبل رؤیائے صالحہ کا آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس سے پہلے وحی کسی اور طریقہ سے نبی کریم ﷺ کی طرف نہ آئی؟ اگر ہے تو کوئی ایک شاہد پیش کریں۔ دیدہ باید!

رابعاً: کیا وحی کے تمام طرق میں سے ایک طریقہ رؤیائے صالحہ ہی نبوت کے ثبوت وتحقق کی شرط ہے کہ اگر یہ آئیں تو نبی ہوگا اور یہ نہ آئیں اور وحی کسی اور طرح سے آئے تو نبوت کا ثبوت باطل محض ٹھہرے؟

خامساً: کیا اکابرین اُمت کا یہ عندیہ ملتا ہے کہ وحی جلی سے قبل رؤیائے صالحہ کے علاوہ کسی

بھی دوسرے طریقہ سے نبی کریم ﷺ کو وحی نہ ملی؟

سادساً: اب ہم آپ کی خدمت میں قبل از بعثت نبی کریم ﷺ کے لیے وحی کے حصول کے دلائل قلم بند کرتے ہیں' ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ قَامَ مَعَ بَنِیْ عَمِّہٖ عِنْدَ اِسَافٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَصَرَہٗ اِلٰی ظَھْرِ الْکَعْبَۃِ سَاعَۃً ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ لَہٗ بَنُوْ عَمِّہٖ مَالَکَ یَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ: نُھِیْتُ اَنْ اَقُوْمَ عِنْدَ ھٰذَا الصَّنَمِ''۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اساف بت کے پاس اپنے چچا کے بیٹوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے کعبہ کی چھت کی طرف گھڑی بھر نظر اُٹھائی' پھر وہاں سے واپس لوٹے۔ آپ ﷺ سے آپ کے چچا کے بیٹوں نے عرض کیا: اے محمد! کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس بت کے پاس ٹھہرنے سے منع فرما دیا گیا''۔

(الخصائص الکبریٰ' ج:۱' ص:۸۹' دلائل النبوۃ لابی نعیم' ج:۱' ص:۵۹)

(۲) ''عَنْ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ قَالَ کَانَ صَنَمٌ مِنْ نُحَاسٍ یُقَالُ لَہٗ اِسَافٌ اَوْ نَائِلَۃُ تَمَسَّحُ بِہِ الْمُشْرِکُوْنَ اِذَا طَافُوْا فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَطُفْتُ مَعَہٗ فَلَمَّا مَرَرْتُ مَسَحْتُ بِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَمَسَّہٗ! قَالَ زَیْدٌ! فَطُفْنَا بِہٖ ثُمَّ قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ لَاَمَسَّنَّہٗ حَتّٰی اَنْظُرَ مَا یَکُوْنُ فَمَسَحْتُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَمْ تُنْہَ؟''

''حضرت زید بن حارثہ سے روایت ہے کہ تانبے کا ایک بت تھا جو اساف یا نائلہ کہلاتا تھا' جب مشرکین طواف کرتے تو اسے چھوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے طواف فرمایا اور میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ طواف کیا' پس جب

میں گزرا تو میں نے اسے چھوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو مت چھوؤ! حضرت زید نے فرمایا: پس ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ طواف کیا اور میں نے دل میں کہا کہ میں اسے پھر مَس کروں گا تاکہ دیکھوں کہ آپ ﷺ کا ردِّعمل کیا ہوتا ہے' پس جب میں نے اسے مس کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں اس سے روکا نہیں گیا تھا؟''

(الخصائص الکبریٰ' ج:۱' ص:۸۹' دلائل النبوۃ للبیہقی' ج:۲' ص:۳۴)

یہ ایک بدیہی و واضح امر ہے کہ آپ ﷺ کو جو روکا گیا وہ وحی یا الہام کے ذریعہ ہی روکا گیا تھا۔

(۳) امام قرطبی (المتوفی ۶۶۸ھ) راقم ہیں:

''وَنَشْاَتُھُمْ عَلَی التَّوْحِیْدِ وَالْاِیْمَانِ بَلْ عَلٰی اِشْرَاقِ اَنْوَارِ الْمَعَارِفِ وَنَفَحَاتِ اَلْطَافِ السَّعَادَۃِ''۔

''یعنی انبیا علیہم السلام توحید اور ایمان پر پیدا ہوتے ہیں اور ان کے قلوب پر انوارِ معارف اور الطافِ سعادت کا (بچپن سے ہی) فیضان ہوتا رہتا ہے''۔

(الجامع القرآن' ج:۱۲' ص:۵۰)

(۴) قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) کا موقف بھی یہی ہے کہ انبیا علیہم السلام پر قبل از بعثت اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا رہتا ہے۔ حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں' نبوت مصطفیٰ ﷺ حصہ:۱' ص:۱۲۰۔

(۵) علامہ آلوسی حنفی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) خامہ فرسا ہیں:

''فَھُوَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوْلٰی بِاَنْ یُّوْحٰی اِلَیْہِ ذٰلِکَ النَّوْعَ مِنَ الْاِیْحَاءِ صَبِیًّا اَیْضًا''۔

''یعنی آپ ﷺ اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ وحی کی یہ قسم آپ ﷺ کے مبارک بچپن میں آپ ﷺ پر نازل کی جاتی''۔

(روح المعانی' جز:۲۵'ص:۸۳)

(۶) آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

''وَاِلَّا فَھُوَ نَبِیٌّ وَّلَا آدَمَ وَلَا مَآءَ وَّلَا طِیْنَ وَلَا یُعْقَلُ نَبِیٌّ بِدُوْنِ اِیْحَاءٍ''۔

''ورنہ آپ ﷺ تو اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام تھے نہ پانی تھا اور نہ ہی مٹی اور وحی کے بغیر نبی کا تصور ایک غیر معقول بات ہے''۔

(روح المعانی' جز:۲۸'ص:۸۳)

(۷) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''اِنَّہٗ ﷺ لَمْ یَزَلْ مُوْحٰی اِلَیْہِ وَاَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مُتَعَبِّدٌ بِمَا یُوْحٰی اِلَیْہِ اِلَّا اَنَّ الْوَحْیَ السَّابِقَ عَلَی الْبَعْثَۃِ کَانَ اِلْقَآءً وَّنَفْثًا فِی الرَّوْعِ''۔

''یعنی بے شک رسول اللہ ﷺ پر ہمیشہ سے وحی کا نزول ہوتا رہا ہے اور آپ ﷺ بعثت سے پہلے اس وحی کے مطابق عبادت فرماتے تھے' جو آپ ﷺ پر نازل فرمائی جاتی' اور بعثت سے قبل وحی القاء اور نفث فی الروع کے قبیل سے تھی''۔ (روح المعانی' جز:۲۵'ص:۸۳)

(۸) اسی طرح جواہر البحار میں ہے:

''لَا یُنَافِی الْعِلْمَ الضَّرُوْرِیْ بِمَا اُوْحِیَ اِلَیْہِ مِمَّا یَتَعَبَّدُ بِہٖ فِیْ نَفْسِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّرْسَلَ اِلَی النَّاسِ رَسُوْلًا''۔

''یہ توحید کے علم ضروری کے منافی نہیں' کیوں کہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجنے سے پہلے بھی آپ ﷺ پر وحی ہوتی' جس کی روشنی میں آپ ﷺ عبادت فرماتے تھے''۔ (جواہر البحار' ج:۳'ص:۳۸۱)

(۹) ''وَھُوَ مَطْبُوْعٌ عَلَی الْحَقِّ وَالْخَیْرِ وَاَخْلَاقِ الْکِرَامِ الْمُوَافِقَۃِ لِمَا جَآءَتْ بِہٖ شَرِیْعَۃٌ بِاِلْھَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَہٗ مِنْ حِیْنَ نَشَاَ صَغِیْرًا''۔

''یعنی اور آپ ﷺ کی تخلیق ہی حق اور خیر پر ہوئی اور ان اخلاقِ کریمہ پر جو آپ ﷺ کی شریعت کے موافق تھے' بہ سبب ان الہامات الٰہیہ کے جو آپ ﷺ کے مبارک بچپن ہی میں ہونے لگے تھے''۔ (جواہر البحار' ج:۳'ص:۹۵)

(۱۰) ''قَالَ اَھْلُ الْعِلْمِ: اَلْھَمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَّ لَہٗ شَرِیْکًا فَاَلْھَمَہُ الْعَدْلَ''۔

''اہل علم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو الہام فرمایا کہ ان کے ساتھ رضاعت میں ایک شریک ہے' لہٰذا آپ ﷺ کو انصاف کرنے کا الہام فرمایا''۔ (المواہب' ج:۱'ص:۲۶۹' شرح زرقانی' ج:۲'ص:۲۶۹)

(۱۱) امام ابوبکر احمد بن حسین آجری (المتوفی ۳۶۰ھ) ارقام فرماتے ہیں:

''یَحْفَظُہٗ مَوْلَاہُ الْکَرِیْمُ وَیَکْلُؤُہٗ وَیَحُوْطُہٗ اِلٰی اَنْ بَلَغَ' وَبَغَّضَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیْہِ اَوْثَانَ قُرَیْشٍ' ...... وَلَمْ یُعَلِّمْہُ مَوْلَاہُ الشِّعْرَ وَلَا شَیْئًا مِّنْ اَخْلَاقِ الْجَاھِلِیَّۃِ بَلْ اَلْھَمَہٗ مَوْلَاہُ عِبَادَتَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ''۔

''رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ کریم نے آپ ﷺ کی حفاظت' نگرانی و نگہبانی کی حتیٰ کہ آپ ﷺ بالغ ہو گئے اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے دل

میں قریش کے بتوں کی نفرت پیدا فرما دی تھی...... اور آپ ﷺ کو آپ کے مولیٰ عزوجل نے بُری باتیں اور نہ ہی اخلاق جاہلیت میں سے کوئی خصلت سکھائی تھی' بل کہ آپ ﷺ کے مولیٰ کریم نے اپنی ذات وحدہٗ لاشریک کی عبادت سکھائی تھی''۔ (الشریعہ ص:۴۱۲)

(۱۲) علامہ علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

''وَكَانَ يَعْمَلُ بِمَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِىْ ظَهَرَ عَلَيْهِ فِىْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ بِالْوَحْيِ الْخَفِيِّ وَالْكُشُوْفِ الصَّادِقَةِ مِنْ شَرِيْعَةِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَغَيْرِهَا''۔

''اور آپ ﷺ مقام نبوت پر فائز ہوتے ہوئے حضرت ابراہیم اور دیگر انبیا علیہم السلام کے شرائع کی (غیر منحرف) حق بات پر عمل کرتے' جو بذریعہ وحی خفی اور سچے کشوف کے ذریعہ آپ پر ظاہر کی جاتی''۔ (شرح علی الفقہ الاکبر ص:۶۰)

(۱۳) مفتی احمد یار خاں نعیمی (المتوفی ۱۳۹۱ھ) لکھتے ہیں:

''حتیٰ کہ بی بی حلیمہ کا داہنا پستان شریف چوسنا بایاں نہ چوسنا' حلیمہ کے ہاں بچوں کے ساتھ کھیلنے سے انکار فرما دینا' پانچ چھ سال کی عمر شریف میں بتوں کے نام کے ذبیحہ کا گوشت نہ کھانا' حلیمہ کے ہاں بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے جانا اور یہ فرمانا کہ ہم کھانے میں برابری کرتے ہیں تو کھانے اور کام میں بھی برابری کریں گے۔ یہ سب اتبع ما اوحی الیک پر عمل تھا۔ وحیٔ الٰہی اس زمانہ سے بل کہ اس سے پہلے سے شروع ہو چکی تھی''۔

(تفسیر نعیمی ج:۷' ص:۶۹۵)

(۱۴) علامہ غلام رسول سعیدی راقم ہیں:

''ہم نے جو عبارات نقل کی ہیں' ان میں امام قرطبی' قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور علامہ آلوسی نے صاف صاف تصریح کی ہے کہ بعثت سے پہلے بھی حضور ﷺ پر وحی کی جاتی تھی اور یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ اس وحی کے ذریعہ آپ کو شرائع سابقہ یا شریعت راجح پر مطلع کیا جاتا تھا اور اسی وحی کے ذریعہ آپ بعثت سے پہلے عبادت کرتے تھے۔ علامہ آلوسی نے اس وحی کو اصطلاحاً القایا نفث فی الروع سے تعبیر کیا ہے' علامہ مظہری نے الہام سے اور امام قرطبی نے اشراق اور ان سب کا مآل اطلاع علی الغیب ہی ہے''۔

(مقام ولایت ونبوت' ص:۳۶)

(۱۵' ۱۶' ۱۷) امام شعرانی' علامہ آلوسی' علامہ محمد بن جعفر الکتانی کے حوالہ سے حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد سے قبل قرآن کے اجمالی نزول کا تذکرہ حصہ اوّل' ص:۱۰۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ القا و الہام وغیرہ کی نسبت جب نبی کی طرف ہو تو اس سے مراد وحیٔ الٰہی ہی ہوتی ہے' چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں:

''وَاِنَّمَا قُيِّدَ الْاِلْهَامُ بِهٰذَا التَّفْسِيْرِ لِاَنَّهٗ قَدْ يَكُوْنُ بِمَعْنَى الْوَحْيِ الْاِلٰهِيِّ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ وَهُوَ مُفِيْدُ الْيَقِيْنِ قَطْعًا''۔

''اور الہام کو اس تفسیر کے ساتھ مقید کیا گیا کیوں کہ کبھی اس کا اطلاق انبیا کرام کی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی پر بھی ہوتا ہے اور وہ مفید یقین قطعی ہوتا ہے''۔ (نبراس' ص:۱۰۵)

قبل از نبوت و بعد از نبوت

مکرم قارئین! بعض افراد علمائے کرام کی تحریرات میں موجود قبل از نبوت اور بعد از نبوت کی اصطلاح سے یہ ثابت کرنے کی سعی نامشکور کرتے ہیں کہ قبل از نبوت سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت نبی نہ تھے۔ یہ بات بھی ان کی جلد بازی اور حقائق سے اغماض کی آئینہ دار ہے۔ اگر ہم توجہ اور غیر جانب داری سے اکابرین ملت اسلامیہ کی کتب کا بہ غور مطالعہ کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ نبوت یا دورِ نبوت سے تیئیس سالہ دورِ نبوی، قبل از نبوت سے تیئیس سالہ دور سے قبل کا زمانہ اور بعد از نبوت سے تیئیس سالہ دور کے بعد کا زمانہ مراد لیتے ہیں۔ یا پھر بعد از نبوت سے مراد وحی جلی کے حصول کے بعد کا زمانہ مراد لیتے ہیں۔ شیخ محقق معجزات کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ومعجزات آنحضرت ﷺ سه قسم ست: قسمی که پیش از نبوت ظهور یافته بود، وقسمی در زمان نبوت و قسمی دیگر بعد از نبوت که کرامات اولیاء امت است''۔

''یعنی آں حضرت ﷺ کے معجزات کی تین اقسام ہیں: معجزات کی ایک قسم وہ ہے جن کا قبل از نبوت ظہور ہوا۔ دوسری قسم وہ ہے جو زمانہ نبوت میں واقع ہوئے اور تیسری قسم وہ ہے جن کا ظہور بعد از نبوت ہوا' یعنی کہ اُمت کے اولیائے کرام کی کرامات''۔ (مدارج، ج:۲، ص:۸)

لیجئے قارئین محترم! شیخ محقق کی یہ عبارت ہمارے نظریہ و موقف کی مکمل حمایت و توثیق و تصدیق کرتی ہے۔ اب اگر کوئی ضدی شخص قبل از نبوت سے مراد یہ لے گا کہ اس وقت آپ ﷺ نبی نہ تھے تو پھر کہنا پڑے گا کہ بعد از نبوت سے مراد معاذ اللہ نبوت کے سلب

ہونے کے بعد کا وقت ہے کیوں کہ ۶۳ برس کی عمر مبارک تک تو آپ کا دورِ نبوت رہا اور پھر وصال با کمال کے بعد جو کرامات اولیا ہیں' وہ تیسری قسم میں شامل ہیں' لہٰذا اس باطل موقف کے مطابق یہ کہنا پڑے گا کہ نبی کریم ﷺ اپنے وصال با کمال کے بعد معاذ اللہ نبوت سے معزول ہوگئے تھے۔

اسی بات کو ایک دوسرے انداز میں سمجھیں! کتب احادیث' تفاسیر' شروحات وفقہ میں ''فِی زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ'' کا بہ کثرت استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ''بَعْدَ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ'' (نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد) کے الفاظ بھی کتب اکابرین میں ملتے ہیں۔ لہٰذا ''فی زمن النبی ﷺ'' کا مطلب تیئیس سالہ دور کے دوران اور ''بعد زمن النبی ﷺ'' سے مراد تیئیس سالہ دور کے بعد کا زمانہ ہے' ورنہ میرے حسن ظن کے مطابق فریق مخالف بھی اس بات کا قائل ہے کہ یہ زمانہ بھی ہمارے حبیب کریم ﷺ کا زمانہ ہے۔ چنانچہ اگر یہ زمانہ بھی ہمارے حضور ﷺ کا زمانہ ہے تو پھر ''بعد زمن النبی ﷺ'' کہنے کا کیا جواز رہتا ہے؟ ''ما ھو جوابکم فھو جوابنا'' اب ہم قارئین کے ذوق کی تسکین کے لیے محض دو عبارات نقل کرتے ہیں جو زمانہ نبی کریم ﷺ کی وسعت پر روشنی ڈالتی ہیں:

(۱) امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) خامہ فرسا ہیں:

''وَاَمَّا قَوْلُهُ ﷺ: بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ فَمَعْنَاهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فَاِنَّ زَمَانِیْ يَمْتَدُّ اِلٰی قِيَامِ السَّاعَةِ' فَزَمَانِیْ وَالسَّاعَةُ مُتَلَاصِقَانِ كَهَاتَيْنِ. وَلَا شَكَّ اَنَّ الزَّمَانَ زَمَانُ النَّبِیِّ ﷺ ' وَمَا دَامَتْ اَوَامِرُهُ نَافِذَةً فَالزَّمَانُ زَمَانُهُ وَاِنْ كَانَ لَيْسَ هُوَ فِيْهِ' كَمَا اَنَّ الْمَكَانَ الَّذِیْ تَنْفُذُ فِيْهِ اَوَامِرُ الْمَلِكِ مَكَانُ الْمَلِكِ يُقَالُ لَهٗ بِلَادُهٗ

فُلَانٍ ''۔

''اور آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی کہ میں اور قیامت' ان سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں' پس میرا زمانہ قیامِ قیامت تک ہے۔ چناں چہ میرا زمانہ اور قیامت ان دونوں کی طرح آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ زمانہ نبی کریم ﷺ کا ہی زمانہ ہے جب تک آپ ﷺ کے اوامر نافذ ہوں تو وہ زمانہ آپ ﷺ کا زمانہ ہے' اگرچہ آپ ﷺ اس میں موجود نہ ہوں' جیسا کہ جس جگہ کسی حکمران کے احکامات نافذ ہوں تو وہ اسی کے زیرِ حکومت ہوگی' کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں کا ملک ہے''۔

(کبیر' سورۃ القمر:۳'۳' ج:۲۹' ص:۲۸)

حضرت شیخ اکبر راقم ہیں:

''کُلُ اِنسَانٍ فِی الْعَالَمِ مِنْ زَمَانِ بَعْثَتِهٖ اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فِیْ اُمَّتِهٖ فَالْخِضرُ وَالْیَاسُ وَعِیْسٰی مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدِ الظَّاهِرَةِ وَمِنْ آدَمَ اِلٰی زَمَنِ بَعْثَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهِ الْبَاطِنَةِ فَهُوَ النَّبِیُّ بِالسَّابِقَةِ وَهُوَ النَّبِیُّ بِالْخَاتِمَةِ''۔

''آپ کے زمانہ بعثت سے قیامت تک دنیا کے تمام انسان آپ ﷺ کی اُمت میں شامل ہیں۔ پس حضرت خضر' حضرت الیاس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ظاہری اُمتِ محمدیہ میں شامل ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک سب آپ ﷺ کی باطنی اُمت ہے' پس نبی پاک ﷺ پہلوں کے بھی نبی ہیں اور پچھلوں کے بھی''۔

(فتوحات' ج:۲' ص:۳۱۶' جواہر البحار' ج:۱' ص:۱۴۹)

عبارت اپنے مفہوم کو بیان کرنے میں واضح و صریح ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک:

''اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ اَحْشَرُ النَّاسَ عَلٰی قَدَمَیَّ''۔

یعنی میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا' کی شرح میں امام نووی (المتوفی:۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَاهُمَا یُحْشَرُوْنَ عَلٰی اَثَرِیْ وَزَمَانِ نُبُوَّتِیْ وَرِسَالَتِیْ وَلَیْسَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ''۔

''یعنی علما نے فرمایا ہے کہ ان دونوں (یعنی قدمی مفرد اور قدمی تثنیہ) کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کا حشر میرے پیچھے میری نبوت و رسالت کے زمانہ میں ہوگا' اور میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔ (شرح صحیح مسلم' باب فی اسمائہ' ج:۲' ص:۲۶۱)

(۲) علامہ مناوی (المتوفی ۱۰۳۱ھ) راقم ہیں:

''اَیْ عَلٰی اَثَرِ نَوْبَتِیْ اَیْ زَمَنِهَا اَیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ''۔

''یعنی میرے زمانہ کے بعد' یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر' تحت حدیث ''ان لی اسماء'' ج:۱' ص:۳۴۳)

(۲) علامہ علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

''قَالَ الْجَزَرِیْ اَیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی اَثَرِ زَمَانِ نُبُوَّتِیْ لَیْسَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ''۔

''علامہ جزری نے فرمایا: یعنی لوگوں کا حشر میری نبوت کے زمانہ کے بعد ہوگا' میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل' باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ' ج:۲' ص:۱۸۲)

مذکورہ بالا عبارات سے مستفاد نکات ملاحظہ فرمائیں:

(i) نبی کریم ﷺ کے وصال کمال کے بعد بھی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا زمانہ ہے۔

(ii) نبی کریم ﷺ کے زمانہ یا زمانۂ نبوت سے مراد تیئیس سالہ کا دور ہے ورنہ معاذ اللہ ان اکابرین کی طرف یہ بات منسوب کرنا پڑے گی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے وصال باکمال کے بعد آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اسی طرح اس سے یہ مراد بھی نہیں ہوگی کہ تیئیس سال کے عرصہ سے قبل آپ معاذ اللہ نبی نہ تھے۔

لہٰذا دلائل کثیرہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ نبوت یا زمانہ نبوت سے علمائے کرام اصطلاحاً چالیس برس کی عمر مبارک سے تریسٹھ برس کی عمر مبارک تک کا دورانیہ لیتے ہیں۔

کتابت نبوت

سوال: حدیث مبارک میں ''کتبت'' کا لفظ بھی آیا ہے' لہٰذا ثابت ہوا کہ 'وجبت' 'کتبت'' کے مفہوم میں ہے' یعنی آپ ﷺ علم الٰہی میں نبی تھے اور یہ بات اس وقت لکھ دی گئی یا اس کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا تھا کہ آپ ﷺ نبی ہوں گے۔

تجزیہ: قارئین کرام! آپ اس سے قبل کثیر حوالہ جات ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حدیث ''کنت نبیا الخ'' حقیقی معنی پر محمول ہے اور اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی نبوت کا خارج میں ثبوت ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ محدثین عظام نے لفظ ''کتبت'' کی کیا توضیح و توجیہہ فرمائی ہے۔

(۱'۲) امام قسطلانی و امام زرقانی رقم طراز ہیں:

''مَتٰی کُتِبْتَ نَبِیًّا؟ قَالَ کُتِبْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ.

فَتُحْمَلُ هٰذِهِ الرِّوَایَةُ مَعَ رِوَایَةِ الْعِرْبَاضِ عَلٰی وُجُوْبِ نُبُوَّتِهٖ وَثُبُوْتِهَا فِی الْخَارِجِ فَاِنَّ الْکِتَابَةَ تُسْتَعْمَلُ فِیْمَا هُوَ وَاجِبٌ قَالَ تَعَالٰی کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ الخ''۔

''آپ ﷺ کب سے نبی لکھے گئے؟ فرمایا: میں اس وقت نبی لکھا گیا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اس روایت کو حضرت عرباض بن ساریہ کی روایت کے ساتھ ملا کر آپ ﷺ کی نبوت کے وجوب اور ثبوت کو خارج پر محمول کیا جائے گا۔ بے شک کتابت وجوب کے معنی میں بھی استعمال ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: 'کتب علیکم الصیام الخ''۔ (المواہب' ج:۱' ص:۶۵' زرقانی' ج:۱' ص:۶۵)

(۳) علامہ نبہانی امام ابن حجر مکی سے نقل فرماتے ہیں:

''وَمَعْنٰی وُجُوْبِ النُّبُوَّةِ وَکِتَابَتِهَا ثُبُوْتُهَا وَظُهُوْرُهَا فِی الْخَارِجِ''۔

''وجوب اور کتابت نبوت سے مراد اس کا خارج میں ثبوت اور ظہور ہے''۔

(جواہر البحار' ج:۲' ص:۸۹)

(۴) علامہ ابن رجب حنبلی نے کتابت کو وجوب سے بھی تعبیر کیا ہے۔ (لطائف المعارف' ص:۱۶۰) اس کے بعد آپ ارشاد فرماتے ہیں:

''فَاِنَّ نُبُوَّتَهٗ وَجَبَتْ لَهٗ مِنْ حِیْنَ اُخِذَ الْمِیْثَاقُ مِنْهُ' حَیْثُ اُسْتُخْرِجَ مِنْ صُلْبِ آدَمَ فَکَانَ نَبِیًّا مِنْ حِیْنَئِذٍ لٰکِنَّ مُدَّةَ خُرُوْجِهٖ اِلَی الدُّنْیَا مُتَاَخِّرَةٌ عَنْ ذٰلِکَ لَا یَمْنَعُ کَوْنَهٗ نَبِیًّا قَبْلَ خُرُوْجِهٖ''۔

''بے شک آپ ﷺ کی نبوت آپ ﷺ کے لیے اسی وقت واجب ہوگئی تھی جب سے آپ ﷺ سے میثاق لیا گیا' جب کہ آپ ﷺ کو صلب آدم

علیہ السلام سے نکالا گیا۔ پس آپ ﷺ اسی وقت سے نبی ہیں لیکن دنیا میں آپ ﷺ کے ظہور کا زمانہ متاخر ہے' بہ ہر حال آپ ﷺ کا اپنے ظہور سے قبل نبی ہونا ممتنع نہیں"۔ (لطائف المعارف' ص:۱۶۴)

یہ عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کا اپنا رجحان اس بات پر ہے کہ ''کنبت'' کا مطلب یہاں ''وُجبت'' ہے اور اس سے مراد محض علم الٰہی میں ہونا مراد نہیں' ورنہ اس بات پر زور دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ یہ بات آپ ﷺ کے ظہور سے قبل نبی ہونے کی منافی نہیں۔ فافہم

مزید یہ کہ اگر ''کنبت'' والی ایک حدیث ملتی ہے تو اس کے مقابل کئی صحابہ سے ''وُجبت'' یا ''جعلت'' کے لفظ والی احادیث بھی موجود ہیں' لہٰذا بہ طور تطبیق ہم عرض کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح میں نبوت سے مشرف بھی فرما دیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نبوت کا اعلان و تشہیر بھی اس وقت کر دی گئی۔ فتامل۔

نبی و انسان

سوال: نبی ہونے کے لیے انسان ہونا ضروری ہے اور انسانیت کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ ﷺ عالم ارواح میں نبی نہ تھے۔

جواب: یہ سوال ہمارے ایک فاضل محقق و مناظر صاحب نے اُٹھایا ہے' لیکن آپ سے اس مسئلہ کے متعلق تسامح ہو گیا ہے۔ میرا غالب گمان ہے کہ آپ ہماری معروضات پڑھنے کے بعد ضرور رجوع الی الحق فرمائیں گے۔

اوّلاً: صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے عرض کی: ''متی وجبت لك النبوة؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کنت نبیا الخ'' آپ ﷺ کو بھی تو بہ خوبی علم تھا کہ آپ ﷺ اس وقت بہ قول فاضل معترض انسان یا بشر نہ تھے لیکن اس کے باوجود آپ

ﷺ نے اپنی ذات پر نبی کا اطلاق کیا۔ لہٰذا اب ایک وفادار اُمتی کا کام یہ ہے کہ وہ بغیر کسی تردّد کے اپنے آقا علیہ السلام کے قول کو ترجیح دے۔

ثانیاً: محققین نے جو مختلف اصطلاحات بیان کی ہیں' وہ عام طور پر قاعدہ اکثریہ اور عموم کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کی ہیں۔ یہ ایک واضح امر ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت بالعموم عالم اجساد میں عطا کی جاتی ہے' لہٰذا علما کرام نے انسان یا بشر کی قید لگائی ہے۔ چوں کہ نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح ہی میں نبوت عطا فرما دی گئی تھی' لہٰذا آپ ﷺ کی ذات اس تعریف سے مستثنیٰ قرار پائے گی۔

ثالثاً: لفظ انسان کی قید رسل کے لیے بھی آئی ہے' ملاحظہ فرمائیں!

(i) حاشیہ طحطاوی' ص:۶
(ii) حاشیہ صاوی' ج:۴' ص:۱۳۴۶
(iii) سبل الهدیٰ' ج:۲' ص:۲۷۸
(iv) المقاصد مع الشرح' ج:۲' ص:۱۷۳
(v) روح البیان' ج:۶' ص:۴۸
(vi) تحقیقات' ص:۹۶

اس لحاظ سے تمام رسل ملائکہ اس تعریف سے خارج ہو گئے تو کیا کوئی خردمند یہ کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ ملائکہ بھی رسول نہیں ہیں' کیوں کہ محققین نے تو رسول کی تعریف میں انسان کی قید لگائی ہے؟ فافہم!

رابعاً: انہیں فاضل محقق صاحب کی مسلمہ شخصیت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ انسانیت کے لیے اولادِ آدم ہونا ضروری نہیں۔ (مرآت' ج:۸' ص:۲۰) واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلیٰ اعلم بالصواب!

شیخ الحدیث صاحب کے رسالہ ''نظریہ'' کا تحقیقی جائزہ

''نبوت مصطفی ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' حصہ دوم تکمیل کے مراحل میں تھی کہ مجلّہ ''کلمۃ الحق'' کے مشہور مضمون نگار نوجوان محقق جناب میثم عباس رضوی کے توسط سے شیخ الحدیث صاحب کا رسالہ ''نظریہ'' جو کہ درحقیقت کتاب ''تحقیقات'' کی تلخیص ہے' موصول ہوا۔ اس رسالہ میں چند دل سوز عبارتیں پھر دیکھنے کو ملی ہیں۔ ان کے علاوہ جو سوالات عوام کے لیے تشویش کا باعث بن سکتے ہیں' ان کا خلاصہ لکھ کر جواب حاضر خدمت ہے:

سوال ۱: کیا نبی مکرم ﷺ کے اعلانِ نبوت اور اظہارِ معجزات سے قبل کے چالیس سال......لوگوں پر آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا لازم تھا؟ الخ (ص:۹)

جواب: جب اظہار و اعلانِ نبوت نہ فرمایا تو لامحالہ لوگوں پر ایمان لانا بھی لازم نہ تھا اور نہ ہی تکفیر ممکن۔ جہاں تک بالفعل اور بالقوہ نبی کا تعلق ہے تو آپ سے گزارش ہے کہ آپ ذرا دوٹوک الفاظ میں اپنا نظریہ بیان فرمائیں کہ:

(i) کیا بالقوہ نبی سے آپ کی مراد یہ ہے کہ قبل از بعثت نبی کریم ﷺ روح و جسد مبارک کے لحاظ سے وصف نبوت سے متصف نہ تھے' بل کہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات میں نبوت کی محض صلاحیتیں موجود تھیں؟

(ii) کیا بالقوہ نبی سے آپ کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جسمانی و روحانی طور پر وصف نبوت سے متصف تھے' لیکن جب آپ ﷺ نے اظہار و اعلانِ نبوت فرمایا اور تبلیغ احکام شروع کیے تو آپ ﷺ بالفعل نبی بن گئے۔

(iii) روحانی نبوت سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح میں نبوت عطا فرمادی گئی اور جب نبی کریم ﷺ کا اس دنیا میں ظہور ہوا تو آپ ﷺ اس وقت بھی روح مع الجسد کے اعتبار سے نبی تھے یا اس سے مراد

یہ ہے کہ اس عالم میں آپ ﷺ محض روح مبارک کے اعتبار سے نبی تھے جب کہ جسد مقدس نبوت سے محروم تھا۔ (معاذ اللہ!)

اگرچہ ہمیں آپ کا مؤقف سمجھنے میں الحمدللہ کوئی ابہام وتشکیک نہیں' لیکن پھر بھی جو علما اس اختلاف کو لفظی اختلاف قرار دے رہے ہیں' ان کی سوچ کا قبلہ ذرا درست کرانے کے لیے یہ معروضات پیش کی ہیں۔ آپ ذرا ان اُمور پر روشنی ڈال دیں تو پھر ہم بالفعل و بالقوہ نبوت اور اس کے متعلق آپ کے وارد کردہ شبہات کا تفصیلی جواب حصہ سوم میں ان شاء اللہ پیش کریں گے۔

سوال ۲: اس سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ نبی تھے تو تبلیغ فرماتے اور یہ کہ خلق خدا کی راہنمائی اور ان کی اخروی بھلائی کی وجہ سے آپ ﷺ کو اخلاقی طور پر ضرور بہ ضرور اعلانِ نبوت اور احکام رسالت کا اظہار کرنا چاہیے۔ (ص:۹)

جواب: ہم نے نبی کے مامور بالتبلیغ ہونے یا نہ ہونے کے متعلق تفصیلی دلائل قلم بند کر دیئے ہیں۔

جہاں تک کسی امر کے مباح ہونے یا اخلاقیات کا تعلق ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اذنِ الٰہی کے مقابل کوئی امر اباحت یا اخلاقیات کے دائرے میں نہیں آسکتا اور جب اذنِ الٰہی یا حکمتِ الٰہیہ ہو تو پھر وہ کام اخلاقیات و اباحت کے دائرے میں آجاتا ہے۔ اپنی بیوی اور کم سن بچے کو تن تنہا جنگل بیاباں میں چھوڑ آنا اور اپنے ہی لخت جگر کے گلے پر چھری چلانا کس اخلاقی اصول کے تابع ہے' لیکن جب یہ اُمور حکیم مطلق جل جلالہ کے اذن کے تحت واقع ہوں گے تو پھر یہ حسن عمل' اعلیٰ اخلاقیات اور اتباع حقیقی کی عمدہ ترین مثالوں میں سے ایک مثال بن جائیں گے۔ اسی طرح بخاری شریف' کتاب: احادیث الانبیاء کی حدیث گواہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اہل و عیال سے اس وقت ملنے گئے جب حضرت

ھاجر کا انتقال ہو گیا اور حضرت اسماعیل کا نکاح بھی ہو گیا۔ جب آئے تو بیٹے کو گھر میں نہ پا کر واپس لوٹ گئے' انتظار بھی نہ فرمایا کہ ایک مدت مدیدہ کے بعد لخت جگر سے ملنے آئے تھے۔ اسی طرح دوسری مرتبہ آئے' لخت جگر کو گھر میں نہ پایا اور واپس لوٹ گئے' پھر تیسری مرتبہ آئے تو ملاقات ہوئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال ہی لے لیں' آپ مصر کے حکمران بن چکے تھے' ہر سہولت و آسائش میسر تھی' جب کہ آپ کے والد محترم حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام آپ ہی کے غم فراق میں اپنی بینائی کھو چکے تھے' تو کیا آپ کو جلد از جلد اپنے والد گرامی کے پاس نہیں جانا چاہیے تھا؟ کیا ہم اخلاقیات دنیا کو دیکھیں یا حکمت خداوندی کو؟

سوال ۳: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مؤحد جاہلیت زید بن عمرو بن نفیل' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان فرماتے تھے' آپ ﷺ کیوں نہ فرماتے تھے؟ (ص:۱۰)

جواب: یہ سوال ہم پر نہیں بل کہ آپ پر بھی عائد ہوتا ہے' جس کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔

ثانیاً: شراب و پردہ کے احکام کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو بے قرار و متفکر ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بار بار عرض کریں' لیکن آپ ﷺ خاموش رہیں تو کیا اس وقت بھی آپ نبی بالفعل نہ تھے۔

سوال ۴: نبی برحق کے سامنے جو کام کیا جائے اور وہ منع نہ فرمائیں تو وہ از روئے حدیث تقریری بن جانے کے جائز اور مباح ہو جاتا ہے تو کیا چالیس سال کے اس عرصہ میں بت پرستی' ذبح لغیر اللہ اور دیگر قبائح جائز اور مباح ہو گئے تھے؟ (ص:۱۰)

جواب: یہاں حضرت صاحب نے جوش تحریر میں بت پرستی کا ذکر بھی دیگر قبائح کے ساتھ کر دیا ہے' جب کہ اس کے احکامات ہرگز دیگر قبائح و شرور جیسے نہیں۔ بت پرستی کا رد تو

انبیاء و رسل اپنے اپنے اَدوار میں کرتے رہے تھے' لہٰذا اس کا کسی صورت میں بھی مباح ہونا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔

جو لوگ بھی قبل از بعثت نبوی بت پرستی میں مبتلا تھے' وہ ضرور بہ ضرور جہنم کا ایندھن بنیں گے' اگرچہ نبی کریم ﷺ نے انھیں بت پرستی سے منع نہ فرمایا ہو' لیکن اس کے مقابلہ میں شراب نوشی و دیگر قبائح جن سے آپ ﷺ نے بعد از بعثت بھی ایک خاص مدت تک منع نہ فرمایا تھا' ان کے مرتکب ہرگز ہرگز قصوروار نہ ٹھہریں گے۔ جب بعد از بعثت ان کی تحریم نہ کرنے کے باعث اگر وہ مباح ٹھہریں اور حضرت کے نزدیک منع نہ کرنے کی وجہ سے وہ حدیث تقریری بن کر جائز و مباح ٹھہر جاتے ہیں اور یہ بات منصب نبوت کے منافی قرار نہیں پاتی تو قبل از بعثت یہ اعتراض قائم کرنا کون سی عقل مندی ہے؟

سوال ۵: قبل از بعثت نبی کریم ﷺ کو لوگوں کے لیے مبعوث نبی مانا جا سکتا ہے؟

جواب: اس دور میں آپ ﷺ نبی مبعوث نہ تھے۔

سوال ۶: کیا عالم بالا والی نبوت اس عالم آب و گل میں مؤثر تھی؟ الخ (ص:۱۱)

جواب: آپ ﷺ کی نبوت جب مستمر تھی تو لامحالہ مؤثر بھی تھی۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے اَدوارِ مقدسہ میں آپ ﷺ کے نائبین کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مسئلہ ختم نبوت کی بحث ہم نے الگ لکھ دی ہے' وہاں ملاحظہ فرما لیں۔

سوال ۷: دیگر انبیاء کی نبوت کب منسوخ ہوئی؟

جواب: جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ کی شریعت کا ظہور ہوا تو دیگر انبیاء و رسل کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔

سوال ۸: اس بات کی تصریح کیوں نہ پائی گئی کہ نبوت کا عرصہ تریسٹھ سال ہے' جب کہ تیئس سال جگہ جگہ مذکور ہے؟

جواب: ہمارے آقا علیہ السلام نے اپنی نبوت کا عرصہ لفظ متیٰ کے جواب میں خود بیان فرما دیا ہے' لہٰذا ہمیں اور کسی تصریح کی ضرورت نہیں۔

ثانیاً: اگر نبوت کا عرصہ تئیس برس ہی ہے تو پھر اب آپ ﷺ معاذ اللہ نبی نہ رہے۔

سوال ۹: عالم ارواح میں آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اور کراتے بھی تھے' یہاں یہ مقدس عمل کیوں نہیں فرمایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے پیدا ہوتے ہی تسبیح و تقدیس فرمائی' اس پر کتب سیرت گواہ ہیں۔ اگر آپ ﷺ نے دوسرے سے تسبیح نہیں کرائی تو کیا یہ بات نبوت کی نفی پر دال ہے؟ کتاب وسنت سے دلیل عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا!

سوال ۱۰: تقیہ کی بحث۔

جواب: اولاً: تقیہ کے سلسلہ میں ہم تفصیلی گفتگو حصہ اوّل میں کر چکے ہیں۔

ثانیاً: جس امر کی تبلیغ کا آپ ﷺ کو حکم ملا' اس کو چھپانا تقیہ ہے' یہ بات المعتقد اور المعتمد کے حوالہ سے گزر چکی۔

ثالثاً: اگر حضرت اب بھی ضد کریں گے تو پھر حضور غوث اعظم کے متعلق بھی ذرا اظہار خیال فرمائیں' آپ فرماتے ہیں:

''یا غُلَامُ! یَا غُلَیِّمُ! النَّبِیُّ ﷺ جَآءَ تْهُ النُّبُوَّةُ کَتَمَهَا سِنِیْنَ''۔

ترجمہ: ''اے غلام! اے چھوٹے بچے! نبی کریم ﷺ کو نبوت حاصل ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے برسوں چھپایا''۔ (الفتح الربانی' ص: ۲۷۹)

سوال ۱۱'۱۲: آپ اصلاب آباء اور ارحام اُمہات میں منتقلی کے دور میں آپ ﷺ کو نبی کیوں نہیں مانتے؟ کیا روح اقدس اور حقیقت نوریہ سے نبوت سلب ہوگئی تھی؟

جواب: آپ کو کس نالائق نے کہا ہے کہ ہم اس دوران آپ ﷺ کو نبی تسلیم نہیں

کرتے اور یہ کس غالی کا موقف ہے کہ اس دورانیہ میں روح اقدس اور حقیقت نوریہ سے نبوت معاذ اللہ تعالیٰ سلب ہوگئی تھی۔ سردست ہم آپ کی مسلمہ کتاب الجواہر البحار سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں' ملاحظہ فرمائیں:

''فَلَمْ یَغْفُلْ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی طَرْفَةَ عَیْنٍ حَتّٰی وَلَا فِی الْاَرْحَامِ وَالْاَصْلَابِ لِاَنَّهٗ کَانَ نَبِیًّا وَهُوَ فِی الْاَرْحَامِ وَالْاَصْلَابِ وَالنَّبِیُّ لَا یَغْفُلُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی''۔

(ج:۱' ص:۲۶۸' زیر جواہر الامام الشیخ عبد الکریم الجیلی الشافعی)

یعنی آپ ﷺ آنکھ جھپکنے کی دیر تک بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوئے حتیٰ کہ اس وقت بھی غافل نہ ہوئے جب کہ آپ ﷺ ارحام و اصلاب میں تھے کیوں کہ آپ ﷺ جب ارحام و اصلاب میں تھے تو اس وقت بھی نبی تھے اور نبی اللہ تعالیٰ سے قطعاً غافل نہیں ہوتا۔

حضرت! کیا اب بھی انکار کی گنجائش ہے؟

سوال ۱۳: حدیث خبر واحد کی بناء پر تکفیر کیوں کی جارہی ہے؟

جواب: اس بنا پر آپ کی تکفیر نہیں کی جارہی ہے!

(ا) اگر کوئی صاحب علم اس کو مستقبل کی نبوت۔ الخ

جواب: ہمارا غالب گمان ہے کہ ان لوگوں کے پیش نظر دیگر علمائے عظام کے براہین و دلائل نہ تھے' لیکن اب اگر کوئی صاحب علم اس قدر کثیر اکابرین اُمت کی تصریحات کے باوجود بہ ضد ہے کہ وہ آقا علیہ السلام کے اس فضل جلیل کے انکار کی سیاہی کو اپنے ماتھے کی زینت بنانا چاہتا ہے تو بنا لے' اگر پہلی نبوت تسلیم کرکے پھر سلب نبوت کا عقیدہ تو نہ رکھے۔

(ب) اگر دو نبوتیں مان لی جائیں۔ الخ

جواب: مان لیں! لیکن پہلی نبوت کے اعتبار سے قبل از بعثت آپ ﷺ کے روح مع الجسد نبی ہونے کا انکار نہ فرمائیں۔

(ج) اگر حجاب مان لیا جائے۔ الخ

جواب: حجاب کو عدم نبوت پر دال نہ سمجھیں بل کہ مطلب یہ ہوگا کہ عدم اظہار و اعلانِ نبوت کی بناء پر نبوت مصطفیٰ ﷺ مستور رہی۔

(د) یا یہ تاویل کی جائے کہ آپ کے نبی بنائے جانے کی تشہیر کی گئی۔

جواب: اس کا جواب ہم ایک الگ سوال کے جواب کی صورت میں دے چکے ہیں۔

سوال ۱۴: یہ عقیدہ قطعی کیسے بن گیا؟

جواب: ہم نے اس عقیدہ کو کہیں قطعی قرار نہیں دیا۔ ہاں! نبوت کے عدم زوال کو قطعیات میں سے شمار کرتے ہیں۔

سوال ۱۵: روح مجرد اور بدن میں حلول کرنے والی روح کے احکام ایک جیسے نہیں۔

جواب: اس کے متعلق ہم حصہ اوّل میں سیر حاصل گفت گو کر چکے ہیں۔ عوارضِ جسمانیہ کی بنا پر ہم معاذ اللہ نبوت کی نفی نہیں کر سکتے۔ ہم اس کے متعلق ایک سوال بھی قائم کر چکے ہیں، جو اس مسئلہ کو سمجھنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ مدد و معاون ہوگا۔

سوال ۱۶: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول نبی ہوں گے یا نہیں؟ بہ صورتِ اولیٰ آپ کی امتیازی شان خاتم النبیین ختم ہو جائے گی۔ الخ

جواب: (ا) فالحذر الحذر منہ! واللہ الھادی برحمتہ! لیجئے! حضرت کے اتباع بھی غور فرمائیں کہ حضرت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو اس وقت اگر آپ نبی ہوئے تو یہ بات نبی کریم ﷺ کے خاتم ہونے کے منافی ہے، جس کا لامحالہ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ علیہ السلام معاذ اللہ اس وقت نبی نہیں ہوں گے۔

(ب) پھر سوال کرتے ہیں کہ اگر نبی نہیں ہوں گے تو کیا ان کی نبوت سلب ہو چکی ہو گی؟ نعوذ اللہ

جواب: عجیب نامعقول سی بات ہے، جب آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانیں گے تو لامحالہ ان کی نبوت مسلوب و معزول قرار پائے گی جو کہ کفر ہے۔

سوال ۱۷: عالم اجسام میں تشریف آوری اور لباس بشری میں منتقل ہونے پر پہلے پہل ولایت عظمیٰ اور غوثیت کبریٰ کے مرتبہ پر فائز تھے، بعد ازاں منصب نبوت و رسالت پر فائز ہوئے۔

جواب: کیا اب بھی شیخ الحدیث صاحب کے اتباع و محبین و مصدقین اس بات کو تسلیم نہیں کریں گے کہ شیخ الحدیث صاحب نبی کریم ﷺ کو قبل از بعثت نبی تسلیم نہیں کرتے اور نبوت بالقوہ و دیگر اصطلاحات سے آپ کی مراد ولایت ہی ہے، نبوت نہیں۔

سوال ۱۸: جمہور اسلام کے نزدیک حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام بھی نبی تھے۔

جواب: الامان الحذر! ظلم کی انتہا دیکھیں! حضرت الیاس علیہ السلام جن کی نبوت و رسالت پر قرآن مقدس گواہی دے رہا ہے:

''وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ'' (الصّٰفّٰت:۱۲۳)

ان کی نبوت کو متفق علیہ نہیں، بل کہ جمہور اسلام کا قول قرار دیا جا رہا ہے۔

نیز اس سوال میں بھی آپ نے انبیا علیہم السلام کی نبوت کے سلب و زوال کا قول کیا ہے، کیا شریعت کے منسوخ ہونے سے مقامِ نبوت بھی کھو جاتا ہے؟ (معاذ اللہ!) اس کے ساتھ ساتھ آپ نے قبل از بعثت نبی کریم ﷺ کے ولایت عظمیٰ کے مقام پر فائز ہونے کا پھر عندیہ بھی دیا ہے۔

سوال ۱۹: مسئلہ ختم نبوت۔

جواب: اس کا جواب الگ سوال قائم کر کے دیا جا چکا ہے۔

سوال ۲۰: جن صحابہ کرام وغیرہم نے آپ ﷺ کے چالیس سال بعد نبی بننے کا قول کیا ہے' ان کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

جواب: آپ کا یہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین پر افترا و الزام تراشی ہے۔ ان میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہ تھا' دیگر اکابرین میں سے اگر کسی کا یہ موقف ہے تو یہ ان کا تفرد اور غیر راجح نظریہ قرار دیا جائے گا' نیز تقیہ کا جواب دیا جا چکا ہے۔

سوال ۲۱: تبلیغ کے بارے میں سوال۔

جواب: اس کا جواب متعدد مرتبہ دیا جا چکا ہے۔

سوال ۲۲: محمد اشرف سیالوی عفی عنہ' نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح میں بالفعل نبی۔ الخ

جواب: محمد اشرف سیالوی صاحب کا نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیا علیہم السلام کے متعلق جو عقیدہ ہے' قارئین کافی حد تک اسے جان چکے ہیں۔

سوال ۲۳: قبل از بعثت دیگر انبیاء علیہم السلام کی شریعت کی اتباع۔

جواب: اس کا جواب حصہ اوّل اور حصہ دوم میں لکھا جا چکا ہے۔

سوال ۲۴: اس کا مکمل جواب دیا جا چکا ہے۔

سوال ۲۵ عجیب نامعقول قسم کا سوال ہے' جس میں جواب طلب کوئی امر ہے ہی نہیں۔

سوال ۲۶: کیا کہیں نبی مکرم ﷺ کے آغاز ولادت سے ہی نبی ہونے کا سوال بھی اُٹھایا گیا اور اس کا بھی جواب دیا گیا؟

جواب: ہم نے بیسیوں اکابرین کے حوالہ جات نقل کیے ہیں' جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح میں ہی نبوت عطا فرمائے جانے' پھر اس نبوت کے دوام و استمرار نیز آپ ﷺ کے قبل از بعثت نبی ہونے کے متعلق بے شمار تصریحات پیش کی ہیں۔ اب اگر وہ تمام نورانی و مہکتے دلائل آپ کی نظروں سے پوشیدہ رہیں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟

سوال ۲۷: اوّل و آخر نبی کی بحث بھی ہدیہ قارئین کی جا چکی ہے۔

سوال ۲۸: نزولِ وحی سے قبل آپ اپنی ذات کے لیے نبی تھے یا جن و انس و عالمین کے لیے۔ الخ

جواب: سب کے لیے نبی تھے' لیکن ان کی طرف مبعوث چالیس سال بعد کیے گئے' آپ ﷺ کے فیوض و برکات سے عالمین آپ ﷺ کی عالم اجساد میں آمد سے پہلے بھی مستفید و مستفیض ہوتے رہے' جیسا کہ قصیدہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے بھی واضح ہے اور بعد میں بھی تمام عالمین والے آپ ﷺ سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے' کتب سیر و احادیث ان واقعات سے لبریز ہیں۔ یہ بات حضرت نے بھی تسلیم کی ہے' اسی رسالہ کا ص:۳۱ ملاحظہ فرمائیں:

"جب کہ یہاں سراسر افاضہ و افادہ والی صورت ہے کہ جن جن عورتوں نے سیّد عالم ﷺ کو دودھ پلایا' اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان لانے کی سعادت بخشی اور جنت کی ابدی نعمتوں سے سرفراز فرمایا"۔

نیز نبی کریم ﷺ کے مراتب و درجات تنزلی کا شکار ہیں نہ ہی بندش کا۔ آپ ﷺ کا رب تعالیٰ آپ ﷺ کے درجات میں مسلسل اضافہ فرما رہا ہے:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری

حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

عالم ارواح میں تو ارواح انبیا اور ملائکہ مستفید ہو رہے تھے لیکن چوں کہ عالم اشباح میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عالمین کے لیے رسول بنایا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے درجات، علوم و استعدادات و قویٰ میں اضافہ فرمانا واقعتہً ایک عقل مند انسان کو عجیب و غریب نہ لگے گا، لیکن بے وقوف شخص سے یہ امر کچھ بعید نہیں۔

(ب) اظہار نبوت کیوں نہ کیا؟ انہوں نے اُمتی بننے اور عقائد صحیحہ اور اعمالِ صالحہ اپنانے سے محروم کیوں رکھا؟ ان پر شانِ رحیمی و کریمی کا اظہار کیوں نہ فرمایا؟ الخ

جواب: حضرت صاحب یہ سوالات اس طرح وارد کر رہے ہیں جیسے چالیس سال کی عمر مبارک کے وقت آپ ﷺ نے دنیا کے ہر فرد کے سامنے اعلانِ نبوت فرما دیا تھا؟ حضرت کیا عرب کے ایک خاص علاقہ کے افراد کو ہی ان فیوض و برکات کی ضرورت تھی؟ کیا نبی ﷺ کا پیغام ایک ہی لمحہ میں کائنات کے کونے کونے تک پھیل گیا تھا؟ فوت تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ نے بھی ہونا ہے، میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ سے یہ ضرور سوال کیجئے گا کہ یا الٰہی! تو ''ان اللّٰہ علیٰ کل شیء قدیر'' ہے تو جب نبی کریم ﷺ چالیس برس کے ہوئے تو ایک ہی دن ایک ہی وقت میں دنیا کے تمام افراد پر آپ ﷺ کی نبوت کو ظاہر کیوں نہ فرمایا؟ آپ ﷺ کا اعلانِ نبوت سب کو کیوں نہ سنایا؟ اس عرصہ میں جو افراد آپ ﷺ کے اُمتی نہ بنے، انہیں اُمتی بننے اور اعمالِ صالحہ اپنانے سے محروم کیوں رکھا؟ اے اللہ عزوجل! ان پر شانِ رحیمی و کریمی کا اظہار کیوں نہ فرمایا؟ اے ربِ کائنات! ان افراد کی راہ نمائی اور اُخروی بھلائی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو ان پر ظاہر کیوں نہ فرمایا؟

(ج) اور (د) میں بھی لایعنی باتیں کی گئی ہیں۔

سوال ۲۹: بھی آپ ﷺ کے قبل از بعثت نبی نہ ہونے پر قطعاً کوئی دلیل پیش نہیں

کر رہا ہے۔ نیز امام سالمی کا موقف ہم نے بالتفصیل بیان کر دیا ہے۔ نیز انھوں نے مطلقاً تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق فرمایا ہے کہ دعویٰ نبوت سے پہلے ان پر ایمان لانا جائز نہیں، لہٰذا انھیں انبیا کہنا بھی جائز نہ ہوگا، جب کہ ہم جس ذات پر انوار کی بات کر رہے ہیں، انھوں نے بہ ذاتِ خود اپنی نبوت کا اظہار فرما دیا، لہٰذا ہم پہلے زمانے والے نہیں ہیں، بل کہ عرض کر رہے ہیں کہ سید عالم ﷺ قبل از بعثت بھی نبی تھے۔ فافہم۔

رضا نفس دشمن ہے دم میں آ نا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

علامہ عبدالرزاق بھترالوی کی کتاب ''ارفع الدرجات'' کا تحقیقی جائزہ

راقم الحروف نے ''نبوت مصطفی ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' حصہ دوم کی تبییض کے بعد جب کمپوزنگ شروع کرائی تو علامہ شہزاد صاحب کی فون کال موصول ہوئی کہ علامہ عبدالرزاق بھترالوی صاحب نے بھی مسئلہ مبحوثہ کے متعلق اپنی نگارشات کتابی صورت میں پیش کی ہیں۔ چناں چہ راقم نے اسی دن کتاب حاصل کی اور مطالعہ شروع کر دیا۔ دورانِ مطالعہ کف افسوس ملتا رہا اور بعد از مطالعہ پڑھتا رہا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا''۔

یہ دعا مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھنی چاہیے' جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے عافیت دی' جس میں آپ کو مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی''۔

سردست ''ارفع الدرجات'' کا مختصر مگر جامع تجزیہ ہدیۂ قارئین کرتا ہوں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!

معزز قارئین!

اگر آپ ''ارفع الدرجات'' کا بہ غور مطالعہ فرمائیں تو آپ کو یہ کتاب چار بنیادی حصص پر مقسوم نظر آئے گی' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) علامہ صاحب کے فضائل ومناقب

اس موضوع کی وسعت کتاب کے آغاز سے آخر تک ہے۔ اس حصہ میں علامہ صاحب نے اپنے فضائل' مناقب' خصائل وشمائل کو کتاب کے مختلف صفحات پر جابہ جا بیان فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے عالی کردار' معتدل مزاج ہونے' اپنے حافظہ کی پختگی وعلمی جولانیوں اور زبردست مدبر ہونے کو میرے وجدان کے مطابق قرآنی حکم ''وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ'' کے تحت خوب خوب بیان کیا ہے۔ لہٰذا ہمارا مشورہ ہے کہ آپ اپنی ہر تصنیف میں اس قرآنی حکم کی کماحقہ ضرور بہ ضرور تعمیل کیا کریں۔

(۲) نبی کریم ﷺ کی افضلیت کے دلائل

یہ خوب صورت ودل نشین موضوع بالخصوص ص ۲۹ تا ص ۶۹ تک کتاب کو زینت بخش رہا ہے۔ یہ موضوع اہل سنت کے پسندیدہ موضوعات میں سے ایک ہے' لیکن مسئلہ زیر بحث کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں' کیوں کہ فریقین میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے تمام انبیاء ورسل سے افضل ہونے کا منکر نہیں۔ لہٰذا یہ ایک بدیہی امر ہے کہ علامہ صاحب نے کتاب کا حجم بڑھانے کے لیے یہ سعی جمیل فرمائی ہے۔

جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء!

(۳) شیخ الحدیث صاحب کی دیگر کتب سے استشہاد

تیسرا حصہ وہ ہے جس میں علامہ صاحب نے شیخ الحدیث صاحب کی دیگر کتب سے اپنے زعم کے مطابق مسئلہ مبحوثہ کے متعلق مختلف عبارات نقل کی ہیں' جب کہ خود شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی دیگر عبارات کسی اور تناظر میں لکھی گئیں' جب کہ تحقیقات کسی اور

تناظر میں لکھی گئی ہے۔

ثانیاً: معلوم نہیں کہ علامہ صاحب نے یہ عبارات کیوں نقل کی ہیں' جب کہ ان عبارات پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں۔ اور جن عبارات اور ان سے اخذ شدہ جس مؤقف پر اعتراض ہے' علامہ صاحب ان سے اغماض برت رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں کاظمی شاہ صاحب کی عبارت کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا:

''ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ بعض حضرات توہین آمیز عبارات کے صریح مفہوم کو چھپانے کے لیے علمائے دیوبند کی وہ عبارات پیش کر دیتے ہیں جن میں انہوں نے توہین وتنقیص سے اپنی برأت ظاہر کی ہے یا حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف کے ساتھ عظمت شانِ نبوت کا اقرار کیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ وہ عبارات انہیں قطعاً مفید نہیں' جب تک ان کی کوئی ایسی عبارت نہ دکھائی جائے کہ ہم نے فلاں مقام پر جو توہین کی تھی' اب اس سے ہم رجوع کرتے ہیں''۔ (مقالات کاظمی' ج:۲' ص:۲۷۳)

علامہ کاظمی صاحب کی یہ بات اب تک علما وعوام دیوبند کو سمجھ آئی اور نہ ہی اب علامہ صاحب کو سمجھ آ رہی ہے۔

(۴) شیخ الحدیث صاحب کی عبارات کی توجیہات وترامیم

اس حصہ میں علامہ صاحب نے شیخ الحدیث کی عبارات سے وہ مؤقف اخذ کرنے کی کاوش فرمائی ہے جو کہ شیخ الحدیث صاحب کی عبارات سے ہرگز مستنبط نہیں ہوتا۔ بعض مقامات پر آپ نے شیخ الحدیث صاحب کے چند نکات کو رد فرمایا' آپ کی کئی عبارات میں ترمیم کی یا توضیحی الفاظ کا اضافہ کیا اور کچھ عبارات کو بدلنے کا مشورہ بھی دیا۔

ایک تلخ حقیقت

اپنی اس تشریحاتی کتاب میں علامہ صاحب نے بارہا شیخ الحدیث صاحب سے معافی طلب کی اور ان سے دعائے مغفرت کے طالب بھی ہوئے' مثلاً ص:۲۰۲ پر لکھتے ہیں:

''استاذی المکرم اگر آپ کی طبیعت پر میری تحریر میں سے کچھ ناگوار گزرے تو آپ خدارا معاف فرمائیں۔ میں نے ہمیشہ ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھا۔ میری زندگی کا سورج عصر کے وقت سے آگے نکل چکا ہے' اس حال میں مجھے کہیں بے ادب وگستاخ نہ کہہ دینا۔ الخ''

لیکن ہائے شومئی قسمت کہ ۲۱۹ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں آپ نے بھولے سے ایک مرتبہ بھی حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش نہ کیا کہ حضور! میں نے ہمیشہ ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھا' نیز میں عقائد صالحہ رکھتا ہوں۔ لہٰذا اگر میں ان جانے میں کوئی ایسی بات کہہ دوں یا کسی ایسے مؤقف کی تائید وتوثیق کر دوں' جو آپ کی عظیم بارگاہ کی عظمت کے شایان شان نہ ہو تو مجھے کہیں بے ادب وگستاخ شمار نہ کرنا اور میرے لیے توبہ کا دروازہ کھول دینا' کہیں ایسا نہ ہو کہ زندیقی میرا مقدر بن جائے یا آخرت میں آپ کی شفاعت سے محروم ہو جاؤں۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

علامہ صاحب کی اعتدال پسندی

علامہ صاحب مدبر' مصلح ومعتدل طبیعت ہونے کے مدعی ہیں' لہٰذا دیکھتے ہیں کہ یہ بات کس حد تک حقیقت پر مبنی ہے۔ علامہ صاحب لکھتے ہیں:

☆ اس وقت اختلاف واقع ہوتا ہے جب کہ کسی کی مخالفت میں فریقین کچھ لکھیں اور اعتدال کو چھوڑ کر شدت اختیار کر لیں۔ (ص:۱۷)

☆ لیکن وہ اختلاف جو سب وشتم تک پہنچ جائے وہ کسی طرح بھی مستحسن نہیں۔ (ص:۱۰)

☆ راقم الحروف نے کسی کے خلاف گندی زبان استعمال نہیں کی۔ (ص:۲۱)

☆ کتاب کا ابتدائیہ جس محب نے لکھا ہے وہ کتاب کی تصنیف کا تجربہ نہیں رکھتا' اس کو بدل کر ایسا مقدمہ لکھا جائے جس میں شائستگی اور محبت سمجھ آئے۔ (ص:۱۹)

☆ راقم کا انداز تحریر یہ ہے کہ بات اپنی کی جائے' کسی پر کیچڑ نہ اُچھالا جائے۔ (ص:۲۵)

قارئین کرام! ہم اب ''ارفع الدرجات'' سے چند جملے پیش کرتے ہیں' انھیں پڑھ کر آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ یہ جملے کس قدر مہذب اور کوثر و تسنیم سے دھلے ہوئے ہیں اور ان سے کس حد تک شائستگی اور محبت ٹپکتی ہے۔

(i) ان (کم علم مقررین' بہ قول علامہ صاحب) کا کام تو یہ ہے کہ انھیں کوئی خبر دے کہ کتا تمہارا کان کاٹ کر لے جا رہا ہے تو وہ کتے کے پیچھے دوڑ پڑتے ہیں' انھیں یہ توفیق حاصل نہیں ہوتی کہ وہ اپنے کان کو ہاتھ لگا کر ہی دیکھ لیں۔ (ص:۱۶)

(ii) ایک فریق فتنہ باز آپ کا مخالف ہے۔ (ص:۱۶)

(iii) اے اللہ! کیا یہ علماء ہیں یا جہلاء ہیں۔ (ص:۱۷)

نوٹ: یاد رہے کہ یہ الفاظ علامہ صاحب نے ان علماء کے متعلق لکھے ہیں' جنھیں وہ ایک سطر پہلے بہ ذات خود علما تسلیم کر چکے ہیں۔

(iv) لاہور کے ایک مدرسہ کے ایک شخص نے فتنہ قائم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ (ص:۱۹)

(v) ایک منحوس جس نے میرے پاس' الخ۔ (ص:۲۰)

(vi) ابھی صرف گندگی کے ڈھیر (شیخ الحدیث صاحب کے خلاف لکھی گئی کوئی کتاب) سے بدبو حاصل کر رہا تھا۔ (ص:۱۹۵)

(vii) غلاظت کے ڈھیر سے مزید غلاظت کو موضوع سخن بنانا' الخ۔ (ص:۱۹۵)

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

قارئین محتشم! کیا آپ سمجھ رہے ہیں کہ علامہ صاحب یہ حکیمانہ و مہذبانہ شائستہ انداز تحریر ہر مخالف کے لیے استعمال کرتے ہیں؟ نہیں' نہیں! بل کہ یہ انداز و زبان اس فریق کے لیے ہے جو کہ کوئی غیر ہو' لیکن جب فریقین علامہ صاحب کے اپنے ہوں اور ان سے ذاتی مفاد ہو تو علامہ صاحب الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے اصول کو ترک کر کے بڑی عاجزی و انکساری سے الحب فی الشیخ والاستاذ' والبغض فی الشیخ والاستاذ کا دل خراش مظاہرہ فرماتے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شیخ الحدیث صاحب اور پیر نصیر الدین گولڑوی صاحب کے مابین ایک مسئلہ کے متعلق تنازع واقع ہوا' جس میں پیر صاحب نے شیخ الحدیث صاحب کی تکفیر کر دی۔ جیسا کہ شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں:

''تقریباً چار ماہ بعد ایک کتابچہ ''اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت'' نظر سے گزرا' جس میں بندہ کی ایک عبارت پر مواخذہ کیا گیا تھا اور کفر کا فتویٰ صادر فرمایا گیا''۔ (ازالۃ الریب' ص:۷)

اب چاہیے تو یہ تھا کہ علامہ صاحب اگر پیر صاحب کو حق پر سمجھتے تھے تو وہ بھی مسئلہ تکفیر میں پیر صاحب کا ساتھ دیتے اور شیخ الحدیث صاحب کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتے اور اگر پیر صاحب اس فتویٰ کے صادر کرنے میں باطل پر تھے اور شیخ الحدیث صاحب اس فتویٰ کفر سے بری تھے تو حدیث مبارک کی روشنی میں فتویٰ کفر پیر صاحب پر لوٹاتے یا ان کے اس قدر سخت حکم شرعی کے غلط ہونے کی بنا پر علامہ صاحب پیر صاحب کو سرزنش کرتے' کوئی سخت لفظ استعمال کرتے یا وہ الفاظ استعمال کرتے جو انھوں نے اب استعمال کیے ہیں' لیکن نہیں'

کیوں نہیں؟ آئیے! ارفع الدرجات سے ایک اقتباس پڑھتے ہیں' جس سے آپ کو خود ہی جواب مل جائے گا:

''میں مرید تھا' حضرت پیر غلام محی الدین المعروف بابوجی ابن سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہا اللہ کا۔ اپنے پیر و مرشد کے خاندان کے ہر فرد سے محبت و عقیدت رہی۔ آپ کے گھرانے کے اختلاف میں کسی کا فریق نہ بنا' لیکن اپنے حضرت کے پوتے پیر نصیر الدین رحمہ اللہ کو اپنے دادا جان رحمہ اللہ کا شبیہہ سمجھ کر ان کا محب تھا۔ آپ کو دیکھنے کے لیے تقریباً ہر ماہ دو مرتبہ گولڑہ شریف حاضری ہوتی رہی''۔ (ص:۱۳)

اب تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیں! اس تنازع میں شیخ الحدیث صاحب نے پیر صاحب کے متعلق کتاب کے ٹائٹل اور ص ۱۶ پر یہ لکھا ہے:

''شاہ نصیر الدین گولڑوی کی شاہ اسماعیل دہلوی سے سبقت (ٹائٹل) شاہ نصیر الدین صاحب کی شاہ اسماعیل دہلوی سے سبقت''۔ (ص:۱۶)

اگر شاہ نصیر گولڑوی صاحب کا کفر اسماعیل دہلوی کے کفر سے سبقت رکھتا تھا تو چاہیے تھا کہ علامہ صاحب پیر صاحب سے قطع تعلقی فرماتے اور اگر پیر صاحب اس حکم سے بری تھے تو اپنے استاذ المکرم کو بھی پچھلے صفحات پر بیان کردہ سات عدد کلمات میں سے دو تین نہ سہی' کم از کم ایک جملہ ہی ہدیہ کرتے' لیکن ایسا نہ ہوا' کیوں کہ شیخ الحدیث صاحب علامہ صاحب کے استاذ المکرم تھے' لہٰذا آپ ان کی مہربانیوں کو نہیں بھلا سکتے تھے۔

(تفصیل کے لیے ارفع الدرجات' ص:۱۴ تا ۱۶)

لہٰذا ص:۱۶ پر آپ نے لب لباب درج ذیل سرخی کی صورت میں پیش کر دیا:

''یہی وجہ تھی کہ میں کسی کا فریق نہ بنا اور نہ ہی کسی سے سلسلہ محبت و ملاقات کا

انقطاع ہوا''۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

علامہ صاحب کا اقرار

علامہ صاحب نے بے توجہگی سے استاذ المکرم کا رد کر دیا ہے' آپ لکھتے ہیں:

''اگر مطلق نبوت کی بحث ہوتی تو عظیم معترض صاحب کا ارشاد صحیح ہے کہ نبوت تو نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح سے ہی نبوت بالفعل حاصل ہے تو چالیس سال تک بالقوہ ماننے سے نبوت کا زوال لازم آئے گا۔ اگر نبوت سے مراد نبوت جسمانی ہے جس سے بحث ہو رہی ہے تو اس کا چالیس سال تک بالقوہ ہونے کا قول استاذی المکرم کا ہی صحیح ہے''۔ (ص:۱۹۶)

اس سلسلہ میں ہماری معروضات یہ ہیں' علامہ صاحب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بالقوہ ماننے سے مراد نبوت کا زوال ہے۔ قارئین محترم ملاحظہ فرمائیں کہ شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں:

''لہٰذا وہاں جو نبوت بالفعل تھی اور اس کے آثار عملی طور پر ظاہر تھے' وہ بشریت کے پردہ اور حجاب کی وجہ سے مغلوب و مستور ہو گئی تھی اور فقط روحانی اور باطنی رہ گئی تھی اور جسمانی اعتبار سے بالقوہ رہ گئی۔ بعد ازاں اوج کمال تک رسائی حاصل کر لی اور جسمانی طور پر بھی اعلیٰ ترین مدارج اور ارفع ترین مراتب تک رسائی پائی اور کمالات انبیاء کے لیے بھی جامع بن گئی''۔ (تحقیقات' ص:۶۰)

پس ثابت ہوا کہ شیخ الحدیث صاحب نبی کریم ﷺ کو قبل از بعث جسمانی طور پر

بالقوہ نبی مانتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ جو نبوت عالم ارواح میں بالفعل تھی وہی جسمانی طور پر بالقوہ ہوگئی یعنی بہ قول علامہ صاحب زوال کا شکار ہوگئی۔ (معاذ اللہ)

میرا خیال ہے کہ اب تو علامہ صاحب کو مان ہی لینا چاہیے کہ ان کے استاذ المکرم سے تسامح ہوگیا ہے نیز یہ کہ علامہ صاحب بھی اپنے استاذ المکرم کی کتاب میں موجود بھول بھلیوں میں بری طرح پھنس گئے ہیں' اور نبوت بالقوہ اور نبوت جسمانی و روحانی کی توجیہات کی وجہ سے بھی ذہنی طور پر دباؤ کا شکار ہو گئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

(۱) ''بچپن میں ان (حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام: عرفان) کی نبوت روحانی بالفعل ہے اور نبوت جسمانی بالقوہ''۔ (ص:۱۴۸)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

(۲) ''اس سے واضح ہوا کہ نبوت روحانی یا نبوت بالقوہ تو بچپن میں ہی عطا کر دی گئی''۔ (ص:۱۵۸)

یہاں حضرت نے روحانی اور بالقوہ کو مترادفات میں شمار کیا' پھر ارشاد فرماتے ہیں:

(۳) ''جب یہ کہا جائے کہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو نبی تو بچپن میں ہی نبوت بالقوہ روحانی سے فیض یاب کرنے سے ہی بنا دیا گیا لیکن نبوت جسمانی اور نبوت بالفعل' الخ''۔ (ص:۱۵۹)

پہلی عبارت میں روحانی بالفعل کے قائل ہیں اور آخری میں روحانی بالقوہ کے۔ یاللعجب!

ثانیاً: علامہ صاحب روحانی نبوت سے مراد عالم ارواح میں ارواح کا مبلغ ہونا مراد لیتے ہیں۔ اگلے صفحات پر اس کی تصریح موجود ہے۔ یہاں آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ کو نبوت روحانی بچپن میں عطا کر دی گئی۔ علامہ صاحب! کیا حضرت

عیسیٰ علیہ السلام اپنے مبارک بچپن میں اور چالیس برس کی عمر مبارک تک عالم ارواح ہی میں تھے اور ارواح کو تبلیغ فرماتے رہے؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم!

ثالثاً: یاد رہے کہ علامہ صاحب نے تذکرۃ الانبیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنا موقف یہ لکھا تھا کہ آپ علیہ السلام کو ماں کے پیٹ میں نبوت عطا فرما دی گئی تھی۔ نیز اس وقت آپ نے روحانی و جسمانی نبوت کی کوئی تقسیم نہ کی تھی' لیکن اب آپ لکھ رہے ہیں کہ آپ علیہ السلام کو بچپن میں نبوت عطا کی گئی۔

ع   جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

فیصلہ کن مرحلہ

مکرم قارئین! اب ہم دیگر تفصیلات میں جانے کے بجائے فیصلہ کن مرحلہ کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔ علامہ صاحب کا مؤقف ہے کہ فریق ثانی سے شیخ الحدیث صاحب کے مؤقف کو سمجھنے میں زبردست تسامح ہوا ہے اور یہ غلطی عام افراد سے نہیں' بل کہ ان سے بھی ہوئی جنھیں علامہ صاحب علما شمار کرتے ہیں۔ چوں کہ علامہ صاحب اپنے زعم میں ایک اجل مدرس و محقق و منطقی ہیں' لہٰذا ہم انھی کی عبارات سے چند اصطلاحات کی حقیقت بیان کرتے ہیں' پھر اپنی معروضات پیش کرتے ہیں!

علامہ صاحب نے جسمانی و روحانی نبوت کی درج ذیل تعریف فرمائی ہے:

(۱) ''عجیب بات تو یہ ہے کہ ''نبوت جسمانی'' کی غلط ترجمانی کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ نبوت جسمانی کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے جسم کو نبوت حاصل تھی اور روحانی کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی روح کو نبوت حاصل تھی' یہ تعریف ہی غلط ہے۔ نبوت روحانی کا مطلب عالم ارواح میں آپ کا ملائکہ و ارواحِ انبیاء کا مربی و مبلغ ہونا ہے اور نبوت جسمانی کا مطلب عالم اجسام میں اجسام یعنی انسانوں کو

تبلیغ کرنا مراد ہے''۔(ص:۲۰۷)

(۲) ''نبوت جسمانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بندوں تک پہنچائے جائیں' یعنی اوامر و نواہی' حلال و حرام وغیرہ۔ یہ نبوت جسمانی جس کا دوسرا نام نبوت تشریعیہ بھی اور بندوں کو احکام پہنچانے کے لحاظ سے نبوت بالفعل بھی' جس کو پہلے بیان کی (کیا:عرفان) جا چکا ہے کہ چالیس سال بعد آپ کی نبوت بالفعل کا یہی معنی ہے''۔

(ص:۱۳۲)

(۳) ''نبی کریم ﷺ کی نبوت وصال کے بعد جاری ہے لیکن وہ نبوت بھی روحانی ہے''۔

(ص:۱۳۲)

(۴) 'آسان لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ نبی تو آپ پہلے سے ہی چلے آ رہے ہیں لیکن اعلانِ نبوت آپ نے بعد میں کیا۔ اعلانِ نبوت تک نبوت روحانی آپ کو حاصل رہی' اعلانِ نبوت کے بعد نبوت جسمانی بھی حاصل ہوگئی''۔(ص:۱۶۶)

(۵) ''نبی کریم ﷺ کی روح مبارک کا تعلق بدن (جسم) سے جب تک نہ ہوا' تب تک وہ روح مجرد تھی۔ اس وقت وہ صرف ارواح کی مربی تھی' اس وقت مرتبہ کی اور حیثیت تھی اور جب اس کا تعلق جسم سے ہو گیا تو پہلی حیثیت بھی برقرار رہی اور اجسام تک احکام پہنچانے کی حیثیت بھی حاصل ہو گئی' یعنی نبوتِ روحانی اور جسمانی دونوں حاصل ہو گئیں''۔(ص:۱۳۹)

نوٹ: عبارت:۵ میں آپ نے فرمایا ہے کہ جب اس (روح پاک) کا تعلق جسم سے ہو گیا تو پہلی حیثیت بھی برقرار رہی اور اجسام تک احکام پہنچانے کی حیثیت بھی حاصل ہو گئی' یعنی نبوت روحانی اور جسمانی دونوں حاصل ہو گئیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ روح پاک کا تعلق جسم مقدس سے کب ہوا؟ چالیس سال

کے بعد یا والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں۔ بدیہی بات ہے کہ روح پاک کا تعلق تو والدہ ماجدہ کے شکم پاک میں ہی ہو گیا تھا تو پھر تو آپ کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو نبوتِ روحانی و جسمانی دونوں والدہ ماجدہ کے نورانی بطن میں ہی حاصل ہو جانی چاہیے۔ فافھم!

قارئین محترم! اس سے ہمارا موقف تو ثابت ہو گیا لیکن علامہ صاحب کی یہ عبارت آپ ہی کی عبارت نمبر ۴ سے متصادم ہو گئی ہے جہاں آپ نے اعلان نبوت کے بعد جسمانی نبوت کو تسلیم کیا ہے۔

نتیجہ

علامہ صاحب کی ان عبارات اور دیگر عبارات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان کے مطابق نبی کریم ﷺ کو عالم ارواح میں جو نبوت عطا فرمائی گئی' وہ نبوت دائم و مستمر رہی' ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ قبل از بعثت بھی آپ ﷺ کی روح پاک و جسد منور نبوت سے متصف تھا' لیکن اسے علامہ صاحب و شیخ الحدیث صاحب کی اصطلاح میں روحانی نبوت کہا جائے گا۔ چالیس برس کی عمر مبارک کے وقت نبی کریم ﷺ کو اعلانِ نبوت و تبلیغ احکام کا حکم ملا' اسے علامہ صاحب اور شیخ الحدیث صاحب کی اصطلاح کے مطابق نبوت جسمانی کہتے ہیں' اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ اس جسمانی نبوت کے ملنے سے پہلے آپ ﷺ کا جسد منور نبوت سے متصف نہ تھا۔ نیز یہ کہ مطلق نبوت یعنی روحانی نبوت کو چالیس سال تک بالقوہ ماننے سے نبوت کا زوال لازم آئے گا۔

علامہ صاحب! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ شیخ الحدیث صاحب کا یہی مؤقف ہے تو قدم بڑھایئے اور شیخ الحدیث صاحب سے اس بات کا اعلان کروا دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کم از کم اعطائے نبوت کے مسئلہ کے متعلق دونوں فریقین کے مابین وجہ نزاع ختم ہو

جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! دیدہ باید!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد النبی الزکی الطاہر وعلی آلہ وصحبہ وازواجہ اولی النور الباہر والقدر الفاخر وعلینا معہم اجمعین۔

مفتی محمد خان قادری صاحب کا مکتوب گرامی

محترم ومکرم پروفیسر محمد عرفان صاحب۔۔۔۔ السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج گرامی!

آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ حضور ﷺ کی نبوت کے مسئلہ پر علامہ محمد اشرف سیالوی کی تالیف ''تحقیقات'' منظر عام پر آنے کے بعد علما اور عوام اہل سنت کی صفوں میں بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ ان کے موقف کے رد کے لیے کئی علماء کرام سرگرم ہو گئے اور انہوں نے اپنی تحریر وتقریر کے ذریعے اس علمی مسئلہ پر ان کے موقف کا رد کیا۔ یقیناً آپ بھی انہی علما کرام میں سے ہیں جنہوں نے اس سلسلہ میں گراں قدر علمی خدمات سرانجام دیں۔

آپ کی چشم بصیرت سے یہ بھی مخفی نہیں ہوگا کہ علما اہل سنت کے مابین پیدا ہو جانے والے اس علمی اختلاف کی وجہ سے ہمارے اندر تفرقہ اور انتشار پیدا ہو چکا ہے۔ عوام اہلسنت سخت مضطرب اور پریشان ہے۔ اندریں صورت لاہور کے چند اہل علم حضرات نے درد دل کے ساتھ اس علمی نزاع کو رفع کرنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ بندہ بھی ان مجالس میں حاضر رہا ہے لہٰذا ان مجالس کے نتیجہ میں ہم نے اس علمی نزاع کو رفع کرنے کے لیے لف ھذا تحریر بطور تجویز لکھی ہے چونکہ آپ اس علمی کش مکش میں نمایاں حیثیت کے ساتھ شریک رہے ہیں اس لیے اس سلسلہ میں کوئی حتمی پیش رفت کرنے سے قبل ہمارے لیے ضروری تھا

کہ ہم مجوزہ تحریر آپ کی خدمت میں ارسال کریں تاکہ آپ اس پر ہمیں اپنی قیمتی آراء سے نوازیں۔ اگر اس مجوزہ تحریر میں کوئی اصلاح طلب پہلو ہو تو براہ کرم اس کی نشاندہی اور اصلاح بھی فرمادیں تاکہ آپ کی تائید وحمایت سے اس سلسلہ میں کوئی حتمی پیش رفت کی جا سکے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں باہم متفق اور متحد ہو کر اہل سنت کے عقائد صحیحہ کی ترویج اور اشاعت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

ہم حضور ﷺ کو نبوت عطا ہونے کے حوالے سے درج ذیل اُمور پر متفق ہیں:

(۱) حضور ﷺ کو عالم ارواح میں نبوت عطا کی گئی جو حضور ﷺ کا خاصہ ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی علیہ السلام کو عالم ارواح میں نبوت نہیں عطا کی گئی۔

(۲) عالم ارواح میں عطا کی جانے والی یہ نبوت نہ تو سلب ہوئی اور نہ ہی اس میں زوال و انقطاع واقع ہوا۔

(۳) حضور ﷺ کو دو مرتبہ نبوت عطا ہوئی۔ پہلی مرتبہ عالم ارواح میں جس کی بناء پر آپ ''اوّل النبیین فی الخلق'' ٹھہرے اور دوسرے مرتبہ چالیس سال کی عمر مبارک میں۔ جس کی بناء پر آپ ''خاتم النبیین'' قرار پائے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں بعثت کے اعتبار سے مقدم قرار پائیں۔

(۴) چالیس سال کی عمر مبارک میں دوسری بار نبوت عطا ہونے پر حضور ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا اور عندالناس بھی نبی قرار پائے جبکہ چالیس سال کی عمر مبارک تک آپ عنداللہ نبی تھے جیسا کہ عالم ارواح اور روح کے ''متعلق عن البدن'' ہونے سے قبل نبی تھے۔

(۵) مذکورہ بالا وضاحت کے بعد فریقین کے جو بھی کتب و رسائل اور پمفلٹ وغیرہ مذکورہ

بالا متفقہ مؤقف کے خلاف شائع ہوئے ہیں، وہ کالعدم قرار پاتے ہیں اور فریقین پابند ہیں کہ ان کی مکرر اشاعت نہیں کریں گے۔

راقم کا جواب

گرامی قدر مفتی محمد خاں قادری صاحب' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مکتوب نامہ موصول ہوا جسے پڑھ کر قلبی و ذہنی سکون ہوا کہ الحمد للہ! ابھی ایسی ہستیاں موجود ہیں جو عظمت مصطفیٰ ﷺ کے مقابل کسی بھی نسبت چاہے وہ شاگردی کی ہو یا مریدی کی' مسلکی ہو یا علاقائی' کو خاطر میں نہیں لاتیں اور آپ یقیناً ان میں سے ایک ثابت ہوئے ہیں۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔ یہ بات بھی قابل ستائش ہے کہ آپ باوجود خرابی صحت کے اس مسئلہ کو جسے نزاعی بنا دیا گیا ہے' کے حل کے لیے مسلسل مخلصانہ کوشش کر رہے ہیں۔

راقم الحروف اس قابل تو نہیں کہ اپنی کوئی رائے پیش کر سکے۔ بہ ہر حال اکابرین اُمت کی تصریحات سے جو بات سمجھ میں آئی ہے' وہ نبوت مصطفیٰ ﷺ حصہ اوّل و دوم میں تحریر کر دی ہے۔ آپ کی پیش کردہ شقوں کے متعلق میری گزارشات بالترتیب درج ذیل ہیں:

(1) راقم اس بات سے متفق ہے۔

(2) راقم اس بات سے متفق ہے۔

(3) (ا) حضور ﷺ کو ایک ہی مرتبہ عالم ارواح میں نبوت عطا فرمائی گئی جو کہ عالم اجساد میں بھی بلا انقطاع و سلب دائم و مستمر رہی ہے' رہے گی۔ جب آپ ﷺ کی عمر

مبارک چالیس برس کی ہوئی تو اس وقت عالم اجساد میں آپ ﷺ کی نبوت کا دوبارہ ظہور ہوا اور آپ ﷺ کی بعثت بھی ہوئی۔

(ب) آپ ﷺ تخلیق و نبوت سے متصف ہونے کے لحاظ سے تمام انبیاء علیہم السلام سے مقدم ہیں' جب کہ بعثت کے لحاظ سے خاتم و آخر ہیں۔ اس کی تفصیل حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) اگر دوسری مرتبہ نبوت عطا ہونا اس لحاظ سے مانا جائے کہ آپ ﷺ قبل از بعثت بھی جسم و روح کے اعتبار سے نبی تھے لیکن چالیس برس کی عمر مبارک میں آپ ﷺ کو شریعت عطا فرمائی گئی اور آپ ﷺ کو اظہار نبوت و تبلیغ کا حکم ہوا یا یہ کہ نبوت سے مراد نبوت مبعوثہ یا رسالت ہے یعنی چالیس برس کی عمر میں آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو اس بات میں کوئی مضایقہ نہیں۔ تفصیل کے لیے نبوت مصطفیٰ ﷺ حصہ دوم کا مطالعہ فرمائیں۔

(4) راقم اس شق سے بھی متفق ہے' بہ شرط کہ مذکورہ بالا توضیحات کو تسلیم کیا جائے۔ نیز یہ کہ عند اللہ سے مراد محض علم الٰہی میں نہیں بل کہ آپ ﷺ کو خارج میں نبی تسلیم کیا جائے۔

(5) راقم اس شق سے بھی متفق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم بالصواب!

والسلام

محمد عرفان قادری

0333-4392226

کتابیات

(۱) قرآن مجید

(۲) صحیح بخاری — امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

(۳) صحیح مسلم — امام مسلم بن حجاج قشیری

(۴) سنن ابی داؤد — امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث

(۵) دلائل النبوۃ — حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی

(۶) مسند امام احمد — امام احمد بن حنبل

(۷) دلائل النبوۃ — امام ابونعیم

(۸) الشریعہ — امام ابوبکر احمد بن حسین آجری

(۹) کشف الخفاء — علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی

(۱۰) کنز العمال — علامہ علی متقی حسام الدین ہندی

(۱۱) فردوس — امام دیلمی

(۱۲) مشکوٰۃ — امام ولی الدین تبریزی

(۱۳) الدر المنثور — حافظ جلال الدین سیوطی

(۱۴) الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان — امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی

(۱۵) تفسیر کبیر — امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی

(۱۶) تفسیر ابن ابی حاتم — امام ابن ابی حاتم

(۱۷) روح البیان — علامہ اسماعیل حقی

(۱۸) ابن کثیر — حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر

(۱۹) روح المعانی — علامہ سید محمود آلوسی

(۲۰) در منثور — حافظ جلال الدین سیوطی

(۲۱) جلالین — حافظ جلال الدین سیوطی، علامہ جلال الدین محلی

(۲۲) عنایۃ القاضی — علامہ احمد شہاب الدین خفاجی

(۲۳) لباب فی علوم الکتاب — علامہ عمر علی بن عادل

(۲۴) معالم التنزیل — امام بغوی

(۲۵) السراج المنیر — علامہ الخطیب شربینی

(۲۶) خازن — علامہ علی بن محمد خازن

(۲۷) الکشف والبیان — امام ابواسحاق احمد بن محمد ثعلبی

(۲۸) النکت والعیون — علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی

(۲۹) الجامع لاحکام القرآن — علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی

(۳۰) الصاوی — علامہ احمد بن محمد صاوی

(۳۱) مظہری — قاضی ثناء اللہ پانی پتی

(۳۲) طبری — امام ابوجعفر طبری

(۳۳) تفسیر یحییٰ بن سلام — امام یحییٰ بن سلام

(۳۴) الھدایہ الی بلوغ النھایہ — علامہ ابومحمد مکی بن ابی طالب القرطبی المالکی

(۳۵) تبیان القرآن — علامہ غلام رسول سعیدی

(۳۶) التیسیر — علامہ مناوی

(۳۷) اکمال اکمال المعلم — علامہ الوشتانی مالکی

(۳۸) جمع الوسائل — علامہ علی بن سلطان محمد القاری

(۳۹) اسرار المرفوعہ — علامہ علی بن سلطان محمد القاری

(۴۰) شرح صحیح مسلم — امام نووی

(۴۱) شرح صحیح مسلم — علامہ غلام رسول سعیدی

(۴۲) عمدۃ القاری — علامہ بدرالدین عینی

(۴۳) اشعۃ اللمعات — شیخ عبدالحق محدث دہلوی

(۴۴) مرقات — علامہ علی بن سلطان محمد القاری

(۴۵) شرح فقہ اکبر — علامہ علی بن سلطان محمد القاری

(۴۶) حاشیہ علی شرح المواقف — علامہ حسن چلپی

(۴۷) المقاصد — علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی

(۴۸) شرح العقیدہ الطحاویہ — امام قاضی صدرالدین ابن ابی العز

(۴۹) نبراس — علامہ عبدالعزیز پرہاروی

(۵۰) حاشیہ برخوردار — علامہ برخوردار ملتانی

(۵۱) تمہید — امام ابوشکور سالمی

(۵۲) المعتقد المنتقد — علامہ شاہ فضل رسول قادری

(۵۳) النہر الفائق — علامہ عمر بن نجیم

(۵۴) حاشیہ طحطاوی علی مراقی — علامہ سید طحطاوی

(۵۵) حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار — علامہ سید طحطاوی

(۵۶) رد المحتار — امام شامی

(۵۷) فتح المعین — علامہ سید محمد ابی السعود

(۵۸) طبقات الشافعیہ الکبریٰ — علامہ تاج الدین سبکی

(۵۹) المقاصد الحسنہ — علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی

(۶۰) لطائف المعارف — امام ابن رجب حنبلی

(۶۱) المواہب اللدنیہ — امام احمد قسطلانی

(۶۲) سبل الہدیٰ — علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشافی

(۶۳) المورد الروی — علامہ علی القاری

(۶۴) شفا — قاضی عیاض بن موسیٰ

(۶۵) امتاع السماع — علامہ تقی الدین احمد بن علی المقریزی

(۶۶) نسیم الریاض — علامہ احمد شہاب الدین خفاجی

(۶۷) شرح شفا — علامہ علی بن سلطان محمد القاری

(۶۸) الخصائص الکبریٰ — حافظ جلال الدین سیوطی

(۶۹) الوفا — علامہ عبدالرحمٰن بن علی جوزی

(۷۰) تاریخ الخمیس — علامہ حسین بن محمد دیار بکری

(۷۱) الحدیقۃ الندیہ — علامہ عبدالغنی نابلسی

(۷۲) مدارج النبوۃ — شیخ عبدالحق محدث دہلوی

(۷۲) زرقانی علی المواہب — علامہ محمد عبدالباقی زرقانی

(۷۳) جواہر البحار — امام اسماعیل نبہانی

(۷۴) حجۃ اللہ — امام اسماعیل نبہانی

(۷۵) اعلام النبوۃ — علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی

کتاب	مصنف
(۷۶) مطالع المسرات	علامہ فاسی
(۷۷) مختصر تاریخ دمشق	
(۷۹) الفتح الربانی	غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی
(۸۰) سیرت رسول عربی	علامہ نور بخش توکلی
(۸۱) الیواقیت والجواہر	علامہ عبدالوہاب شعرانی
(۸۲) فتوحات	شیخ اکبر
(۸۳) شرح فصوص الحکم	علامہ بالی زادہ حنفی
(۸۴) جلاء القلوب	امام محمد جعفر بن ادریس الکتانی
(۸۵) دستور العلماء	علامہ قاضی عبدالنبی
(۸۶) تعریفات	علامہ سید شریف جرجانی
(۸۷) عقد النامی	علامہ رحمی
(۸۸) انوار جمال مصطفی	علامہ نقی علی
(۸۹) سرور القلوب	علامہ نقی علی
(۹۰) کنز الایمان	امام احمد رضا خاں قادری
(۹۱) فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا خاں قادری
(۹۲) المعتمد المستند	امام احمد رضا خاں قادری
(۹۳) انباء الحی	امام احمد رضا خاں قادری
(۹۴) تجلی الیقین	امام احمد رضا خاں قادری
(۹۵) المبین	امام احمد رضا خاں قادری
(۹۶) نفی الفئی	امام احمد رضا خاں قادری

کتاب	مصنف
(۹۷) قمر التمام	امام احمد رضا خاں قادری
(۹۸) الامن والعلی	امام احمد رضا خاں قادری
(۹۹) جزاء اللہ عدوہ	امام احمد رضا خاں قادری
(۱۰۰) حدائق بخشش	امام احمد رضا خاں قادری
(۱۰۱) ملفوظات	مفتی اعظم ہند
(۱۰۲) بہار شریعت	علامہ امجد علی اعظمی
(۱۰۳) مقالات کاظمی	علامہ سید احمد سعید کاظمی
(۱۰۴) کیا یہ فیصلہ ہے؟	علامہ اشرف سیالوی
(۱۰۵) ازالۃ الریب	علامہ اشرف سیالوی
(۱۰۶) تحقیقات	علامہ اشرف سیالوی
(۱۰۷) نظریہ	علامہ اشرف سیالوی
(۱۰۸) اجلال الیقین	علامہ برہان الحق جبل پوری
(۱۰۹) سامان بخشش	مفتی اعظم ہند
(۱۱۰) سیرت حلبیہ	علامہ علی بن برہان الدین حلبی
(۱۱۱) تذکرۃ الانبیاء	مولانا عبدالرزاق بھترالوی
(۱۱۲) ارفع الدرجات	مولانا عبدالرزاق بھترالوی
(۱۱۳) رسالہ نور	مفتی احمد یار خاں نعیمی
(۱۱۴) مقام ولایت ونبوت	علامہ غلام رسول سعیدی
(۱۱۵) ماہنامہ آواز حق	پیر محمد چشتی
(۱۱۶) سیف چشتیاں	پیر سید مہر علی شاہ

(۱۱۷) حاشیہ استمداد	مفتی اعظم ہند
(۱۱۸) فتاویٰ شارح بخاری	مفتی شریف الحق امجدی
(۱۱۹) نزہۃ القاری	مفتی شریف الحق امجدی
(۱۲۰) تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خاں نعیمی
(۱۲۱) رسائل نعیمیہ	مفتی احمد یار خاں نعیمی
(۱۲۲) شان حبیب الرحمٰن	مفتی احمد یار خاں نعیمی
(۱۲۳) جاء الحق	مفتی احمد یار خاں نعیمی
(۱۲۴) مرأت	مفتی احمد یار خاں نعیمی
(۱۲۵) السیوف الکلامیہ	مفتی عبدالحفیظ حقانی
(۱۲۶) رشد الایمان	شیخ الحدیث ابو محمد محمد عبدالرشید سمندری
(۱۲۷) نبی الانبیاء چودھویں صدی کے ایک سیاسی لیڈر کی نظر میں	علامہ صوفی اللہ دتا
(۱۲۸) المرقاۃ	علامہ فضل حق خیرآبادی
(۱۲۹) المرضاۃ	شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری
(۱۳۰) من عقائد اھل السنہ	شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری
(۱۳۱) مخلصانہ کوشش	مفتی غلام حسن
(۱۳۲) حفظ الایمان	مولوی اشرف علی تھانوی (دیوبندی)